جشنِ عید میلاد النبی ﷺ

حقائق کی روشنی میں

ایک بے دین بادشاہ اور پیٹ پرست مولوی کی ایجاد کردہ محفل میلاد سے عید میلاد اور عید میلاد سے جشن عید میلاد النبی کا ارتقائی سفر، مروجہ عید میلاد کے جلوس کی ابتداء، قیام وطعام، اسراف وتبذیر، خدمات جلیلہ کے عوض انگریز سرکار سے بارہ وفات کی جگہ عید میلاد کے نام سے چھٹی کی منظوری، میلاد کے جلوس کی آڑ میں اہل حق کے خلاف مذموم عزائم، زبان درازی، مساجد ومدارس پر پتھراؤ مخالفین کو قتل کرنے کی کوشش، علماء حق کی قبروں کی بے حرمتی، مخالفین کے گھروں میں لوٹ مار، مجوزین کے دلائل اور ان کے جوابات اور تاریخ کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت باسعادت کا ایک جائزہ۔

مع

سبز پگڑی باندھنا بدعت ہے (بریلوی فتویٰ)

حافظ مومن خان عثمانی

فاضل نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ادارہ تحقیقاتِ اہلِ سنّت

لاہور

جشن عید میلاد النبی ﷺ

حقائق کی روشنی میں

ایک بے دین، غیر مقلد بادشاہ اور غیر مقلد پیٹ پرست مولوی کی ایجاد کردہ محفل میلاد سے عید میلاد اور عید میلاد سے جشن عید میلاد النبی کا ارتقائی سفر، مروجہ عید میلاد کے جلوس کا بانی اور اس کی ابتداء، قیام وطعام، اسراف وتبذیر، خدمات جلیلہ کے عوض انگریز سرکار سے بارہ وفات کی جگہ عید میلاد کے نام سے چھٹی کی منظوری، میلاد کے جلوس کی آڑ میں اہل حق کے خلاف مذموم عزائم، زبان درازی، دشنام طرازی، مساجد ومدارس پر پتھراؤ، مخالفین کو قتل کرنے کی کوششیں، علماء حق کی قبروں کی بے حرمتی، مخالفین کے گھروں میں لوٹ مار، فرقہ وارانہ سازشیں، مجوزین کے دلائل اور ان کے جوابات اور آنحضرت ﷺ کی تاریخ پیدائش کا ایک تحقیقی وتنقیدی جائزہ۔

مع

سبز پگڑی باندھنا بدعت ہے (بریلوی فتویٰ)

مؤلف

حافظ مؤمن خان عثمانی

خطیب مرکزی جامع مسجد فاروق اعظمؓ

کٹھائی تحصیل اوگی ضلع مانسہرہ

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب: جشن عید میلاد النبیؐ
حقائق کی روشنی میں
مؤلف: حافظ مومن خان عثمانی
ناشر: ادارہ تحقیقات اہل سنت لاہور
طابع: اشتیاق مشتاق پرنٹر
سن اشاعت: فروری ۲۰۱۱ء
قیمت:

ملنے کے پتے

دار الکتاب، یوسف مارکیٹ، فرسٹ فلور، اردو بازار لاہور

مکتبہ سیّد احمد شہید، اردو بازار لاہور

کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ انعامیہ اردو بازار کراچی

فہرست

(جشن میلاد حقائق کی روشنی میں)

پیش لفظ 7

دین کے ساتھ مذاق (شورش کاشمیری) 12

عشق مصطفیٰ ﷺ اور جشن عید میلاد النبی ﷺ 13

آنحضرت ﷺ کی تاریخ پیدائش کی تحقیق 21

آنحضرت ﷺ کی ولادت کے متعلق پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کا ارشاد 27

احمد رضا خان بریلوی (م 1921) کی تحقیق 28

محفلِ میلاد یا جشن عید میلاد النبی ﷺ 30

عید کی وجہ تسمیہ 32

جشن عید میلاد النبی ﷺ ہندوؤں اور عیسائیوں کی تقلید ہے 33

ہولی کے تہوار کی حقیقت 34

محفل میلاد کا پہلا موجد 34

عمر بن ملا محمد کی حقیقت 36

مولوی عبدالسمیع بریلوی کی گواہی 37

جشن عید میلاد النبیؐ اور کرسمس ڈے میں مشابہت 38
محفل میلاد کی ابتدائی کہانی 39
برصغیر میں مجلس میلاد کی ابتداء 43
عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی ابتداء 44
جشن عید میلاد النبی ﷺ کی ابتداء 44
بانی جلوس عید میلاد النبی ﷺ 45
عید میلاد النبیؐ انگریزوں کی ایجاد ہے 45
مروج محفل میلاد بادشاہ اربل کا تعارف 48
مولوی ابوالخطاب کی حالت 50
محفل میلاد علماء اُمت کی نظر میں 55
مجوزین کے ہاں مجلس میلاد کا تصور 63
میلاد شریف فرض کفایہ ہے 67
اکابرین اُمت کی زندگی 69
تین بدعات......اہل بدعت کے شعار 71
(۱)......محفل میلاد 71
(۲)......سبز پگڑی 71
(۳)......الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو اذان کے ساتھ پڑھنا 72
میلادی جلوس کے شرکاء کے ہاتھوں ایک غریب طالبعلم کا قتل 73
عید میلاد النبیؐ کی آڑ میں گھناؤنے کرتوت 74
جشن عید میلاد النبیؐ یا مساجد و مدارس کی دشمنی 77

محفل میلاد میں قیام کرنا	78
قیام کرنا بدعت ہے	80
مفتی عبدالرحیم لاجپوری کا فتویٰ	82
مفتی محمود حسن گنگوہی کا تحقیقی فتویٰ	83
محمود احمد رضوی کا فتویٰ	89
اہل بدعت کی ایک تجویز جس پر عمل نہ ہو سکا	90
میلادیوں کے چند دلائل اور ان کا حشر	91
پہلی دلیل	91
دوسری دلیل	96
تیسری دلیل	99
چوتھی دلیل	103
تفسیر بالرائے کی مذمت آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے	106
ایک اور وزنی دلیل	107
پیشہ ور مولود خوان اجرتی واعظ	111
اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ	112
شیخ الحدیث مولانا غلام رسول سعیدی بریلوی کا فرمان	114
مجدد بریلویت پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کا فرمان	114
اہل بدعت سے آخری سوال	116
اکابرین دیوبند کے متعلق ایک شبہ اور اس کا جواب	117
عید میلاد النبی ﷺ مزاج اسلام کے خلاف ہے	119

میلادی کس کے مقلد ہیں؟ 120
جشن عید میلاد النبی ﷺ کے دنیوی نقصانات 122
ماہ ربیع الاوّل اور مولوی جی 124
سبز پگڑی باندھنا بدعت ہے 125
سبز عمامہ (بطور شعار) باندھنا بدعت ہے 127
سبز عمامہ کی سنت اور شریعت میں کوئی اصل نہیں......امام کتانی" 129
بدعات کی مذمت آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے 132

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔

مسلمان کے لئے آنحضرت ﷺ کی تابعداری سے بڑھ کر اور کوئی سعادت نہیں۔ قرآن وحدیث میں اس پر بے شمار ارشادات وارد ہیں۔ صحابہ کرامؓ، تابعین وتبع تابعین عظام، مجتہدین کرام، فقہاء، علماء، اتقیاء وصوفیہ اور اولیاء کرام نے بھی اپنے اپنے دور میں بدعات سے بچنے کی شدید تلقین کی ہے۔ مگر ایجاد بدعات کا یہ عمل روبہ ترقی ہے۔ عمر بن ملا محمد غیر مقلد نے ساتویں صدی کی ابتداء میں محفل میلاد ایجاد کی۔ بادشاہ اربل مظفر الدین کوکری نے محفل میلاد کو پرتعیش میلے میں تبدیل کیا۔ مولوی ابو الخطاب نے قرآن وحدیث میں تحریف کر کے محفل میلاد کو کار ثواب بنایا۔ رام لیلا کے پجاری عنایت اللہ قادری نے ۱۹۲۹ء میں عید میلاد النبی کا نام دے کر جلوس نکالنے کی رسم ایجاد کر کے اوباش لڑکوں کے لیے سامان تعیش پیدا کیا تو مولوی عبد السمیع رامپوری نے ''انوار ساطعہ دربیان مولود وفاتحہ'' نامی کتاب لکھ کر ان تمام خرافات کو دین وشریعت کا غلاف پہنایا۔ اس کے ساتھ ہی یہ عنوان پیٹ پرست ملاؤں کے لیے سونے کی چڑیا ثابت ہوا۔ ہر ایک نے دوسرے سے آگے بڑھ کر خوب گلے پھاڑ پھاڑ کر اس کو عین دین وایمان، تمام فرائض سے بڑا فریضہ قرار دے کر جاہل عوام کو عشق رسول کی آڑ میں لوٹنا شروع کیا۔

قیام پاکستان کے بعد انگریزوں کی نحوست ملک میں منتقل ہوئی تو انگریز کے حاشیہ برداروں نے بڑھ چڑھ کر اپنا اپنا حصہ وصول کرنا شروع کیا۔ ۱۲ ربیع الاول کو انگریز کی مقرر کردہ تعطیل سے انگریز کے خودکاشتہ پودے نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور جشن عید

میلادالنبیؐ کے پرفریب نام سے اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے برساتی مینڈکوں کی طرح اچھل کود کر سڑکوں پر نکل آئے اور پورے ملک میں اس مقدس عنوان سے طوفان بدتمیزی برپا کردیا۔اب تو جشن عید میلادالنبیؐ کے دن وہ کچھ ہوتا ہے جسے دیکھ سن کر شرم وحیا اور شرافت بھی ماتم کرنے لگتی ہے۔گویا بارہ ربیع الاوّل اُمت بریلویہ کے لئے فری ڈے ہے، وہ جو چاہے کرے۔علماء حق کو جی بھر کے گالیوں سے نوازے، کفر کے فتوے داغے، مساجد پر پتھراؤ کرے، مدارس میں آگ لگائے، قرآن پاک و تفاسیر کتب احادیث جلائے، مرحوم علماء کی قبروں پر سنگباری کرے، املاک جلائے، اس دن اہل حق کا گھروں سے نکلنا محال کرے۔جیسا کہ گزشتہ سال فروری ۲۰۱۰ کو بارہ ربیع الاوّل کے موقع پر فیصل آباد میں ہوا۔

سرزمین قادیانیت گورداسپور کے خمیر سے بنے ہوئے ایک فرقہ پرست نے پنٹاگون کی طاقت کے بل بوتے پر خطیب پاکستان علامہ ضیاء القاسمی مرحوم کی گول مسجد، مدرسہ اور ان کی قبر کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا۔جشن عید میلادالنبیؐ کے مقدس عنوان سے مسجد، مدرسہ، قرآن پاک، دینی کتب اور قبر کی حرمت کو پامال کیا اور کراچی میں ایک مدرسہ کے طالبعلم کو عشق رسولؐ کے نعروں کی گونج میں ظلم وبربریت کا نشانہ بنا کر اسے شہید کیا اور ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک مسجد ومدرسہ کی حرمت کو پامال کیا۔اگر یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا، جشن عید میلادالنبی کی آڑ میں اہل حق کے خلاف ظلم وبربریت پھیلتی گئی تو پھر اہل حق کے نوجوان خون کو بھی اس دن سڑکوں پر آنا پڑے گا۔وہ فولادی طبقہ جو برطانیہ، روس اور امریکہ کے ظلم و بربریت کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوا ہے وہ ان پیٹ پرستوں کو چند لمحوں کے اندر سیدھا کرسکتا ہے۔ہمارے اکابر نے ہمیشہ صبر وتحمل کا درس دیا ہے۔انتشار، افتراق اور فرقہ پرستی سے اجتناب کیا ہے۔گالم گلوچ اور الزامات کو برداشت کیا ہے مگر اس طوفان بدتمیزی کو کب تک برداشت کیا جائے گا۔اس لیے ارباب اختیار سے گزارش ہے کہ جشن

عید میلادالنبیؐ اور حسینیت کی آڑ میں چوراہوں، سڑکوں، گلی کوچوں اور پبلک مقامات پر طوفان بدتمیزی برپا کرنے والوں کولگام دے کرانہیں اپنے عبادت خانوں اور چاردیواری تک محدود کیا جائے۔ ۱۰ محرم کوشیعوں اور بارہ ربیع الاوّل کو اُمت بریلویہ کوفری ہینڈ دے کر اہل حق کوتنگ آمد بجنگ آمد کی سطح پر نہ لایا جائے۔ ہمیں معلوم ہے کہ مرکز ابلیسیت پنٹاگون صوفی ازم کے نام سے اہل حق، ان کے مدارس اور جہاد کے خلاف اُمت بریلویہ کے چند پیٹ پرست شرپسندوں پر ڈالروں کی بارش کر رہا ہے اور انہیں پنٹاگون کے شیطانی ماحول میں تربیت دے رہا ہے مگر تاریخ گواہ ہے کہ لومڑی کبھی شیر کے مقابلے میں نہیں آسکتی۔ پیٹ کے پجاری کبھی مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے صبر وتحمل سے غلط فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

ہم ہیں خاموش کہ برہم نہ ہو عالم کا نظام
وہ سمجھتے ہیں ہمیں طاقت فریاد نہیں

ہمارے اکابر نے ہمیشہ رواداری، صبر وتحمل، عفوودرگزر اور چشم پوشی سے کام لیا ہے۔ جبر وتشدد کی مخالفت کی ہے مگر جب ہماری مساجد، ہمارے ادارے، مدارس، ہمارا قرآن، ہماری دینی کتب، ہمارے اکابر کی قبریں ان شرپسندوں سے محفوظ نہیں رہیں گی تو پھر ان سرپھروں کوراہ راست پر لانے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ اہل بدعت جشن عید میلاد النبیؐ کے جلوس میں اس روٹ پر چلتے ہیں جہاں علماء دیوبند کا کوئی مدرسہ یا مسجد ہو اور وہاں جاکر دن بھر کا حلوہ ہضم کرنے کے لئے خوب نعرہ بازی کرتے ہیں کیونکہ انہیں پتہ ہے کہ آج تمام تر سرکاری وسائل ہمارے ساتھ ہیں، پولیس ہماری حفاظت کے لئے موجود ہے۔ اس لئے فرقہ واریت پھیلانے کی وجوہات میں دو بڑی ۱۲ ربیع الاوّل اور دس محرم کا جلوس ہیں۔ جب تک ان جلوسوں کو بند نہیں کیا جائے گا یا انہیں چاردیواری کے اندر مقید نہیں کیا جائے گا پاکستان سے فرقہ واریت کی وبا ختم نہیں ہو سکے گی۔ آنحضرت ﷺ کی سیرۃ طیبہ کے تمام

گوشے ہمارے سامنے ہیں اور جب تک بدعات کو ترک کر کے سنت مطہرہ کو نہیں اپنایا جائے گا اس وقت تک ہم بحیثیت مسلمان کامیاب نہیں ہو سکتے۔

بدعات کی ایجاد دشمنانِ اسلام کی وہ خوفناک سازش ہے جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کی سنت مطہرہ سے ہٹا کر رسم ورواج کا پابند بناتے ہوئے اسلام کے خوبصورت محل کو بگاڑنا چاہتے ہیں۔ بدعات کے موجد اکثر بے دین بادشاہ، ان کے مصاحبین یا حرص وہوس کے پجاری علماء سو کا طبقہ یا روافض کا سازشی ذہن رہا ہے جنہوں نے ہمیشہ اسلام کا حلیہ بگاڑنے اور اسلام اور مسلمانوں سے غداری کرنے کا غلیظ کردار ادا کیا ہے۔ جاہل عوام اور اوباش نوجوان شور شرابے، ہل چل، دھوم دھام، زیب و زینت، نمود ونمائش، ظاہری کروفر سے خوش ہوتے ہیں۔ اُمت بریلویہ کے مقتداؤں نے بھی عوام کی نبض کے مطابق انہی چیزوں پر زور دے کر جاہلوں، اوباشوں میں مقبولیت حاصل کرنے اور اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے ان بدعات کو دین ثابت کرتے ہوئے قرآن وحدیث میں تحریف جیسے جرم کی جسارت کی ہے اور تادم مرگ کرتے رہیں گے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جب بدعات پھیل جائیں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دی جانے لگیں تو علماء کو چاہئے کہ اپنا علم ظاہر کریں اور جو ایسا نہیں کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام مخلوق کی لعنت ہے۔ صحابہ کرامؓ کو گالیاں دو طرح سے دی جاتی ہیں۔ ایک وہ طبقہ ہے جو اپنی ناپاک زبانوں سے صحابہ کرامؓ کو گالیاں دے کر اپنی بدبختی ظاہر کر رہے ہیں، دوسرا طبقہ وہ ہے جو اپنے افعال، اعمال اور کرتوتوں سے صحابہ کرامؓ کو گالیاں دیتا ہے کہ نعوذ باللہ صحابہ کرامؓ نہیں سمجھتے تھے یا انہیں اعمال کا شوق نہیں تھا یا وہ اُمت کے لئے خیر خواہی کا جذبہ نہیں رکھتے تھے یا وہ عیسائیوں کے مقابلہ میں شوکت اسلام کے منکر تھے اور یہ اہل بدعت جنہوں نے بہت سارے اعمال ایجاد کر لئے ہیں یہ ان سے زیادہ علم رکھتے ہیں، اعمال کا بھی انہیں زیادہ شوق ہے، اُمت کے لئے

خیر خواہی کا جذبہ بھی ان کے اندر زیادہ ہے۔ شوکت اسلام کے لئے یہود و نصاریٰ کی تقلید تک کے لئے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ وہ گالیاں ہیں، جو بر سر منبر علی الاعلان اہل بدعت صحابہ کرامؓ کو دن رات دیتے ہیں اور بدعات کو ایجاد کر کے بدعت حسنہ کا نام دے کر مقام نبوت کی بھی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جو شخص اپنے علم کے ذریعے ان بدعات کا سد باب نہ کرے اور صحابہ کرامؓ کا دفاع نہ کرے اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام مخلوق کی لعنت ہے۔

علماء کرام کا فرض ہے کہ بغیر کسی جنگ و جدل اور شدت کے قوم کے سامنے سنت اور بدعت کا فرق واضح کریں اور بدعات کی تباہ کاریوں سے اُمت کو آگاہ کریں اور اس بات کو خوب واضح طور پر بیان کریں کہ صحابہؓ کی اتباع ہی ہمارے لئے کافی ہے۔ اور جو کام صحابہ کرامؓ نے نہیں کیے ان کو دین سمجھ کر کرنا اللہ تعالیٰ کے دین مبین کو بگاڑنا ہے اور دین کے بگاڑنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔ اللہ و رسول کی ناراضگی دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں تباہی و بربادی اور ذلت و رسوائی کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات سے بچنے اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حافظ مؤمن خان عثمانی

فاضل جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ......وفاق المدارس العربیہ پاکستان

خطیب مرکزی جامع مسجد فاروق اعظم کٹھائی اوگی ضلع مانسہرہ

۹ نومبر ۲۰۱۰ء......۲ ذالحجہ ۱۴۳۱ھ

......☆......☆......

دین کے ساتھ مذاق

غلغلہ اسراف کا خیر البشرؐ کے نام پر
میں سمجھتا ہوں نئی افتاد ہے اسلام پر
جھنڈیوں کے جھرمٹوں میں قمقموں کا پیچ و تاب
زاویے بنتی ہوئی رعنائیاں ہر گام پر
یار لوگوں میں نئے عنواں سے چندے کی طلب
حیف اس انداز پر افسوس ان ایام پر
مسجد نبویؐ کی نقلیں کوچہ و بازار میں
دیدہ و دل نقش بردیوار ہیں اصنام پر
بج رہے ہیں ڈھول تاشے، تالیاں، چمٹے، رباب
کس مزے سے عید میلاد النبیؐ کے نام پر
دینِ قیم سرنگوں نالہ بلب روحِ حجاز
مفتیانِ دینِ بازاری کے ذوقِ خام پر
کٹ کھنوں کے ہاتھوں میں میرِ امم کا تذکرہ
عرشِ اعظم کانپتا ہے اس مذاق عام پر
اینڈتے پھرتے ہیں شورش واعظانِ بے لگام
کھینچ کر تنسیخ کا خط شرع کے احکام پر

عشق مصطفیٰ ﷺ اور جشن عید میلاد النبی ﷺ

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس کی زبان پر ہر وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا ذکر خیر ہو اور ہر مجلس اس ذکر خیر سے معطر ہو۔ اس کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد عربی ﷺ کے عشق و محبت سے لبریز ہو۔ اس کا قول و فعل اور عمل خالق کائنات اور محسن انسانیت ﷺ کے ارشادات کے عین مطابق ہو اور کسی بھی صورت میں اللہ ورسول ﷺ کی محبت کو بھول کر اپنے آپ کو بدبختوں کی فہرست میں شامل نہ کرے۔ یہ عام قاعدہ اور تجربہ کی بات ہے کہ جب آدمی کو کسی سے محبت ہو تو اس کی ہر ادا کو حرز جان بنایا جاتا ہے اور اس کے تعمیل حکم میں سرور اور خوشی نصیب ہوتی ہے اس کی حکم عدولی کے تصور سے دل و دماغ کو عجیب سا دھچکا لگتا ہے لیکن اس جہان رنگ و بو میں بہت سے ایسے مسلمان بھی پائے جاتے ہیں جو عشق رسول ﷺ کے پکے دعوے دار ہیں مگر جب ان کی زندگی کے شب و روز کو دیکھا جائے تو ان کی زندگی میں حضور ﷺ کے ارشادات کی کوئی جھلک بھی دکھائی نہیں دیتی ان کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا، لباس و خوراک، کردار و گفتار تمام بود و باش بلکہ عبادات میں بھی نبی ﷺ کی کوئی مبارک سنت نظر نہیں آتی لیکن بایں ہمہ پھر بھی وہ اپنے اس دعوے پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اپنے سوا تمام مسلمانوں میں سے کسی کو گستاخ، کسی کو کافر، کسی کو وہابی، کسی کو نجدی کے القابات سے پکارتے ہیں اور اپنی من گھڑت رسومات و بدعات پر ایسے خودساختہ دلائل پیش کرتے ہیں کہ شیطان کو بھی اپنی کذب بیانی میں مہارت کے باوجود شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے جیسا کہ مخبر صادق ﷺ کا ارشاد ہے کہ: یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث مالم تسمعوا انتم والا اباء کم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم

(مسلم شریف) ''آخری زمانہ میں ایسے فریب دینے والے جھوٹے لوگ ہوں گے جو تمہیں ایسی حدیثیں بیان کریں گے جنہیں نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے سنا ہوگا لہٰذا ان سے بچو اوران کو اپنے آپ سے بچاؤ تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں''۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایسے مکاراور دھوکے باز پیدا ہوں گے جو زہد و تقدس کا لبادہ اوڑھ کر مخلوق خدا کو گمراہ کریں گے، علماء ومشائخ بن کر دین کے نام پر بزرگان دین کی طرف غلط اور جھوٹی باتیں منسوب کریں گے ذرا اپنے اردگرد نظر اٹھا کر دیکھئے کہ ان رسومات، بدعات اور خرافات کی روزانہ کتنی من گھڑت فضیلتیں سنائی جاتی ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی کیسی کیسی ترکیبیں سوچی جاتی ہیں جب ربیع الاول کا مہینہ آتا ہے تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقدس نام پر شور وغوغا کا ایسا بازار گرم کیا جاتا ہے کہ لوگوں کا امن وسکون تباہ ہو جاتا ہے لاؤڈ سپیکر پر دن رات نعت خوانی کے عنوان پر لوگوں کو اذیت سے دو چار کیا جاتا ہے نہ بچوں کا خیال نہ بیماروں کی فکر، نہ ذکر وعبادت اور تلاوت میں مشغول لوگوں کی رعایت، نہ محنت مزدوری کرنے والے تھکے ماندے لوگوں کو پریشان کرنے کا ڈر، نہ سن رسیدہ ضعیف بزرگوں پر رحم، نہ مکاتب، مدارس اور سکولوں میں پڑھنے والے طالب علموں کے اوقات ضائع کرنے کا اندیشہ۔ اگر کہیں لاؤڈ سپیکر پر قرآن کا درس دیا جائے تو ڈی سی صاحب کی نازک طبیعت کے لئے ناقابل برداشت، ایس پی اور اے سی صاحب نقض امن کا بہانہ بنا کر صاحب قرآن کے خلاف برسرپیکار، دفعہ 144 کے تحت مقدمہ تیار لیکن یہ برساتی مینڈک جہاں چاہیں لاؤڈ سپیکر کھول کر نعت خوانی کے نام پر شرکیہ نظمیں پڑھتے رہیں، مسجد میں اچھلتے کودتے رہیں۔ شور وغوغا آرائی سے پورے محلے کا سکون تہہ و بالا کرتے رہیں نہ انتظامیہ حرکت میں آتی ہے، نہ ہی کوئی خان چیئرمین اور نہ کوئی رشوت خور آفیسر اس چیخنے چلانے کو مخلوق خدا کے لئے اذیت ناک قرار دے کر اس کے خلاف لب کشائی کرنے کی تکلیف گوارا کرتا ہے۔

ناواقف طبقہ اسی شور شرابے اور غوغا آرائی کو عشق رسول ﷺ سمجھ کر اپنا قیمتی وقت ضائع کرتا ہے بلکہ فرائض کو بھی چھوڑ کر اس گن گنانے کو ذریعہ نجات اور کمال ترقی سمجھ کر اسی پر اکتفا کرتا ہے۔ پھر جب ۱۲ ربیع الاول کا دن آجائے تو دکانیں، روڈ، راستے، گلیاں بند کر کے چوکوں پر مولویوں کے قبضہ سے ہر شخص عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ علاقہ کے تمام چرسی، بھنگی، ہیروئنچی اور آوارہ لڑکوں کو جمع کر کے اہل حق کی مساجد اور مدارس سے گزرتے ہوئے دست درازی اور زبان درازی کرنے، دنگا فساد مچانے کو جشن عید میلاد النبی ﷺ کا نام دیا جاتا ہے جس نبی ﷺ نے مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے سے احتراز کرنے کو کمال ایمان قرار دیا ہے اسی نبی ﷺ کے نام پر علماء، صلحاء، مجاہدین اور شہداء پر دشنام طرازی کو ہی ایمان اور عشق رسول ﷺ کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

وہ جشن عید میلاد النبی ﷺ جس کی ۲۳ سالہ دور رسالت میں کوئی مثال ملتی ہے نہ تیس سالہ دور خلافت راشدہ میں۔ سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ، سیدنا عثمان غنیؓ، سیدنا علی المرتضیٰؓ کی تمام زندگی عشق رسول ﷺ کے اس نرالے انداز سے خالی ہے ایک سو دس سالہ دور صحابیت میں اس کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا نہ ہی خیر القرون کے مبارک دور میں اس کا وجود پایا جاتا ہے۔ نہ آئمہ مجتہدین کے اجتہاد میں اس کا سراغ ملتا ہے، نہ فقہائے کرام کی کتابوں میں اس پر کوئی باب باندھا جاتا ہے، نہ صوفیائے کرام کی وعظ و تلقین میں اس طرف کوئی اشارہ ملتا ہے، نہ محققین کی تحقیقات میں اس پر کوئی بحث کی جاتی ہے، نہ مفسرین کی تفسیروں میں اس پر کوئی روایت پیش کی جاتی ہے۔

اسلام کے چھ سو سالہ طویل دور میں عشق کے اس انوکھے انداز کا کہیں بھی کوئی نام و نشان نہیں ملتا اگر ملتا ہے تو ساتویں صدی کی ابتداء میں ایک بے دین بادشاہ کے بے دین کردار میں اس بے دینی کا تذکرہ ملتا ہے وہ بھی موجودہ جشن عید میلاد النبی ﷺ سے مختلف۔ مظفر الدین کوکری بن اربل موصل شہر میں ایک بے دین فاسق فاجر بادشاہ گزرا ہے۔

علامہ ذہبی اس کی بے دینی، فضول خرچی اور عوام کے مال کو بے دریغ اڑانے کے متعلق لکھتے ہیں: کان ینفق کل سنة نحو ثلاث مائة الف۔ (دول الاسلام ص ۱۰۳ ج ۲)

''وہ نبی کریم ﷺ کی میلاد پر ہر سال تقریباً تین لاکھ روپے خرچ کیا کرتا تھا۔''

جب بادشاہ سلامت ہر سال ربیع الاول میں تین لاکھ روپیہ مجلس میلاد پر خرچ کرتا تھا تو پھر پیٹ پرست علماء وفضلاء اس کی طرف مائل کیوں نہ ہوتے انہیں اپنے پیٹ کی شکایت دور کرنے کا اس سے بڑھ کر موقع کہاں ملتا تھا جہاں وہ پلاؤ زردہ، قورمہ بریانی، کھیر وحلوہ کی رکابیاں چاٹتے شربت اور دودھ سے پورے سال کی پیاس بجھاتے پھر وہ کیوں نہ اس کو نعمت عظمیٰ سمجھ کر اس کے متعلق بادشاہ سلامت کے حضور خود ساختہ دلائل کے ڈھیر نہ لگاتے؟ اور اس مجلس میلاد کو تمام فرائض سے بڑا فریضہ قرار دیتے؟ جو سال کے بارہ مہینے ربیع الاول کی آس لگائے جیتے تھے ان مولویوں میں سب سے بڑا نام مولوی ابوالخطاب عمرو بن دحیہ کا ہے جس نے اس بے دینی اور بدعت کو دین ثابت کرنے کے لئے جھوٹی اور من گھڑت روایات جمع کر کے اپنی آخرت تباہ کی جس کو میلاد کے جواز پر کتاب لکھنے کے صلہ میں بادشاہ نے ایک ہزار پونڈ انعام دیا تھا۔ (دول الاسلام ۱۰۴ ج ۲)

یہ مولوی صاحب کس شان اور کن اخلاق وصفات کے حامل تھے تقویٰ وتوکل عشق رسولؐ اتباع رسولؐ تواضع وانکسار، آئمہ دین سلف صالحین کی تابعداری میں کس درجہ پر تھے؟ وہ بھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

ذرا ٹھنڈے دماغ سے غور کیجئے کہ جس جشن کو ہم ایمان کا تقاضا، تمام فرائض سے اہم فریضہ اور عشق رسول ﷺ کی علامت سمجھتے ہیں کس بدقماش بادشاہ کی ایجاد ہے اور جس مولوی نے اس کے لئے جواز فراہم کیا وہ کس قسم کا بداخلاق، بے دین، کند ذہن، گستاخ، دینی امور سے غافل، بے وقوف اور خواہش پرست مولوی ہے پھر بھی اگر کوئی شخص

آنحضرت ﷺ کے صریح ارشادات کے مقابلے میں اسی بدعت کو دین اور عشق رسول کی علامت سمجھتا ہے تو وہ کون سی محبت کا اظہار کرتا ہے اور کس کی پیروی کرتا ہے حالانکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد (مشکوٰۃ ص ۷۲ا) اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت کی جائے۔

آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک پر مخصوص اجتماع کی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں جس قبر مبارک میں آنحضرت ﷺ خود موجود ہیں اس پر جشن اور عید منانے اور میلہ لگانے کی اجازت نہیں تو پھر آنحضرت ﷺ کی ولادت کے دن جشن عید منانے اور میلہ لگانے کی گنجائش کہاں ہو سکتی ہے؟ اسی چیز نے صحابہ کرامؓ جیسے سچے عاشقوں اور جانثاروں کو اس جشن منانے سے روکے رکھا اور اسی وجہ سے تابعین اور تبع تابعین آئمہ مجتہدین نے اس دن کوئی جشن نہیں منایا کہ خود آنحضرت ﷺ اس چیز کو اپنی زبان مبارک سے منع فرما چکے ہیں جب آنحضرت ﷺ کسی چیز کو منع فرما دیں تو پھر کسی مسلمان کے لئے کہاں گنجائش ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات سے انحراف کر کے ابولہب ملعون کے طریقوں پر مر مٹنے کے لئے تیار ہو؟ لیکن زمانہ کی ستم ظریفی دیکھئے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی جتنی مخالفت کرتا ہے وہ اتنا ہی بڑا عاشق رسول ﷺ کہلاتا ہے اور جو شخص آنحضرت ﷺ کی جتنی تابعداری اور فرمان برداری کرے وہ اتنا ہی بڑا گستاخ کہلاتا ہے حالانکہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات سے تھوڑا سا انحراف بھی بہت بڑی تباہی اور ایمان کو غارت کرنے کے لیے کافی ہے اسی وجہ سے علماء حق نے ہر دور میں اس قسم کی بدعات اور خرافات سے اُمت مسلمہ کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔

علامہ ابن امیر الحاج نے مجلس میلاد کی پرزور تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لوگوں کی ان بدعتوں اور نو ایجاد باتوں میں سے جن کو وہ بڑی عبادت سمجھتے ہیں اور جن کے کرنے کو شعار اسلامیہ کا اظہار کہتے ہیں ایک مجلس میلاد بھی ہے جس کو وہ ماہ ربیع الاول میں کرتے

ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ مجلس میلاد بہت سے بدعات اور محرمات پر مشتمل ہے مزید فرماتے ہیں کہ اس مجلس میلاد پر یہ مفاسد اس وقت مرتب ہوتے ہیں جب کہ اس میں سماع ہو اگر مجلس میلاد سماع سے پاک ہو اور صرف بہ نیت مولود کھانا تیار کر لیا ہو اور بھائیوں اور دوستوں کو اس کے لئے بلایا جائے اور تمام مذکورہ مفاسد سے محفوظ ہو تب بھی وہ صرف نیت (عقد مجلس میلاد) کی وجہ سے بدعت ہے اور دین کے اندر ایک جدید امر کا اضافہ کرنا ہے جو سلف صالحین کے عمل میں نہ تھا حالانکہ اسلاف کے نقش قدم پر چلنا اور ان کی پیروی کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ (مدخل ابن الحاج ص ۸۵ ج۱)

اب وہ لوگ ذرا اپنی شناخت کروا دیں جو اس میلاد کو ایمان کا جز اور عشق رسول ﷺ کی علامت سمجھتے ہیں کہ وہ کون سے مذہب کے پیروکار ہیں؟ اپنا اصل چہرہ لوگوں کو دکھائیں حنفیت کی رٹ لگا کر ان پڑھ عوام کو دھوکہ میں نہ رکھیں اور یہ بات بھی ذہن نشین ہو کہ چاروں مذاہب کے علماء جس میلاد کی مذمت پر متفق ہیں وہ مجلس میلاد یا مولود کے نام سے منعقد ہوا کرتی تھی جس کی ابتدا بادشاہ مظفر الدین کوکری اور مولوی ابو الخطاب نے کی تھی اور جو جشن عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے ہمارے ملک میں ہر سال منائی جاتی ہے اس کی ابتداء فرنگی دور حکومت میں بیسویں صدی کے وسط میں ہوئی اور لاہوری ایجاد ہے جس کے بانی مولوی عبد المجید اور حاجی عنایت اللہ نامی دو اشخاص ہیں بلکہ حاجی عنایت اللہ اکیلے اس بدعت کے موجد ہونے کے مدعی ہیں جو مفاسد حاجی عنایت اللہ کے لاہور برانڈ جشن عید میلاد النبی ﷺ میں ہیں۔ وہ مفاسد مظفر الدین کوکری اور مولوی ابو الخطاب کے ایجاد کردہ مجلس میلاد میں نہیں تھے اور چاروں مذاہب کے علماء اس کی مذمت پر متفق تھے۔ تو پھر اس مجموعہ مفاسد جشن عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے جو جلوس نکالا جاتا ہے، اس پر چاروں مذاہب کے علماء کے متفق ہونے میں کونسا شبہ ہے؟ بلکہ یہ تو بنیادی انسانی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہے کہ تمام کاروباری طبقہ کو پریشان کیا جاتا ہے، سڑکیں، راستے، گلیاں بلاک

کر کے تمام لوگوں کو اذیت سے دوچار کیا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ولادت و سیرت کی بجائے علماء حق کی کردار کشی، مجاہدین، شہدائے اسلام پر تکفیر کے فتوے، دین حق کی محنت کرنے والوں پر گستاخی کے الزامات، بزرگان دین، علماء و صوفیاء کرام کی طرف غلط باتوں کا انتساب اور اس پر عشق مصطفیٰ ﷺ کا مقدس نام چسپاں کر کے عوام کو گمراہ کیا جاتا ہے۔

ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس نے زندگی کے ہر گوشے پر ایسی ہمہ جہت روشنی ڈالی ہے کہ تشنگی کا نام و نشان بھی باقی نہیں چھوڑا۔ مہد سے لیکر لحد تک، قبر سے لیکر حشر تک، میزان، صراط، جنت، جہنم الغرض ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کیا ہے کہ کہیں کسی جگہ ابہام باقی رہ کر انسانیت کے لئے پریشانی اور الجھن کا سبب نہ بنے۔ آنحضرت ﷺ نے رحمۃ اللعالمین ہونے کی حیثیت سے ۲۳ سالہ دور نبوت میں امت مرحومہ کے لئے ہر اس چیز کی رہنمائی فرمائی ہے جس کی امت کو ضرورت تھی۔ یہاں تک کہ قضائے حاجت اور استنجا کا طریقہ بھی بتادیا۔

لیکن امت مسلمہ کے لئے سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اس خیر الامم نے خیر الرسل ﷺ کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر نسیا منسیا کر دیا۔ اور ارد گرد کے ماحول کو دیکھ کر یہود و ہنود کے طور طریق اپنی زندگی میں ایسے فٹ کر دیئے کہ انہی چیزوں نے ان کے ہاں اسلام دین اور مذہب کا لبادہ اوڑھ لیا۔ یہود و ہنود سے لی گئی ان رسومات و بدعات نے دین کی ایسی شکل اختیار کر لی کہ عوام تو عوام بڑے بڑے اہل علم بھی اس سمندر میں ایسے بہہ گئے کہ علم کو بھی ماتم کرنا پڑا اور انسانی عقل بھی دنگ رہ گئی کہ عشق مصطفیٰ ﷺ کا دعویٰ کرنے والے ان کج ذہنوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کے مقدس نام پر کیا طوفان بدتمیزی برپا کیا ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ کی تعلیمات میں ان چیزوں کے متعلق کوئی اشارہ ملتا ہے؟ یا صحابہ کرامؓ جو آپ ﷺ کے عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے تھے، ان کی زندگی میں عشق نبوی ﷺ کے یہ نمونے پائے جاتے ہیں؟ یا ائمہ مجتہدین جن کی ساری زندگی مسائل کے استنباط میں گزری، ان

کے اذہان بھی اس طرف منتقل ہوئے؟ صوفیائے کرامؒ جن کی ساری زندگی عشق مصطفیٰ ﷺ میں دیوانہ وار گزری، کیا ان کے شب و روز میں ان چیزوں کے خدوخال پائے جاتے ہیں؟ حدیث اور فقہ اور تاریخ کی کوئی کتاب بھی ان بزرگوں سے ان چیزوں کو ثابت نہیں کر سکتی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بڑے بڑے اہل علم بھی من گھڑت روایات بیان کر کے عوام کو گمراہ کرتے ہیں؟ اس کا جواب آپ کو قرآن کے پچیسویں پارے میں سورۃ جاثیہ میں ملے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"سو کیا آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفس کو بنا رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے۔ سو ایسے شخص کو بعد خدا کے کون ہدایت کرے۔" (الجاثیہ ۲۳)

جس کو خدا گمراہ کرے تو وہ علم کے باوجود بھی اندھوں کی طرح ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ بے دینی کو دین سمجھ کر خود بھی تباہی و بربادی کے راستے پر چل پڑتا ہے اور اپنے ساتھ بے شمار لوگوں کو گمراہ کر کے جہنم کا ایندھن بنا کر چھوڑتا ہے اگر جشن عید میلاد النبی ﷺ منانا ہی عشق رسول ﷺ کی علامت اور ایمان کا تقاضا ہے تو پھر صحابہ کرامؓ سمیت امت مسلمہ کی چھ سو سالہ زندگی اس سے خالی ہے کیا یہ سب گستاخ تھے؟ اگر نہیں تو پھر علماء دیوبند پر طعنہ زنی کیوں؟ آخر میں جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے والوں سے گزارش ہے کہ خدارا اس بے ہودہ اور من گھڑت رسم کو چھوڑ کر اتباع سنت کی طرف آجاؤ اور آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو اپنے لئے مشعل راہ بنالو: لا یومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ۔

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہوں"۔

اپنی خواہشات، بدعات، رسومات، باپ دادا کی ایجادات کو چھوڑ کر محمد عربی ﷺ کی

شریعت کی پیروی شروع کر دو یہی عشق مصطفیٰ ﷺ کا وہ انداز ہے جس پر صحابہ کرامؓ، تابعین وتبع تابعین، آئمہ مجتہدین، صوفیائے کرام اور امت کے دوسرے بہترین افراد نے اپنی زندگیاں نچھاور کی تھیں کیونکہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے: من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد (بخاری ومسلم) "جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے"۔

لہٰذا اس مردود عمل جشن عید میلاد النبی ﷺ میں لگ کر نہ اپنے آپ کو تباہ کرو اور نہ ان پڑھ عوام کو تباہی کے راستے پر چلاؤ۔ ضد، عناد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر صراط مستقیم کی طرف لوٹ آؤ اگر رب العالمین تک پہنچنا چاہتے ہو ورنہ ۔

انکار توحید بھی کر بیٹھو انکار سنت بھی لیکن
مومن تماشا دیکھیں گے محشر میں ان فنکاروں کا
حقا حقا کہہ کر جب نبیؐ ان کو دھتکارے گا
وقت ہو گا وہ دیکھنے کا ان نام نہاد دینداروں کا

آنحضرت ﷺ کی تاریخِ ولادت کی تحقیق

نبی کریم ﷺ کی ولادت کا تذکرہ آپ کے بچپن اور لڑکپن کا بیان، آپ کی جوانی اور کہولت کے واقعات سب کے سب ایمان کو جلا، روح کو بشاشت اور قلب وجگر کو ٹھنڈک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ آپ کی تعریف وتوصیف سے جو سرور اہل ایمان کو ملتا ہے وہ کسی اور چیز میں میسر نہیں ہے مگر کچھ عرصہ سے مسلمانوں کا مزاج کچھ ایسا بگڑ چکا ہے کہ ہر عمل میں خرافات کی بھرمار ہے اور اسی کو کمال عشق اور ذریعہ کامیابی سمجھا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت کے موقع پر بھی چند غیر شرعی اور شرمناک افعال کیے جاتے ہیں جس کو جشن عید میلاد النبی ﷺ کا نام دیا جاتا ہے لیکن جس دن یہ جشن منایا جاتا ہے آپ ﷺ کی ولادت کے ساتھ نہ اس دن کا کوئی تعلق ہے اور نہ اس تاریخ کا جس تاریخ کو تاریخ ولادت کہا جاتا ہے،

نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس روز پیدا ہوئے جس روز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا روز سمجھا جا رہا ہے اور اس تاریخ کو پیدا ہوئے جس کو آج پیدائش کی تاریخ خیال کیا جاتا ہے۔ دن اور تاریخ سمجھنے میں ٹھوکریں کھائی جا رہی ہیں اس دفعہ ۱۴۳۲ھ منگل کے دن کو ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا گیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منگل نہیں بلکہ پیر کے دن پیدا ہوئے تھے، دنیا کے تمام علماء، محدثین، مفسرین اور مورخین اس پر متفق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے ایک دفعہ پیر کے دن روزہ رکھنے کی حکمت پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولد فیہ میں اسی دن پیدا کیا گیا وانزل علی اور مجھ پر نزول قرآن کا آغاز بھی اسی دن ہوا۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن روزہ رکھنے کی دو وجوہ بیان فرمائیں ایک پیر کا دن میری ولادت کا دن ہے اور اسی دن مجھ پر وحی کا آغاز بھی ہوا۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا کہ آپ کی ولادت پیر کے دن ہوئی تو اب کسی مولوی علامہ قادری چشتی رضوی کو یہ حق نہیں کہ پیر کے علاوہ کوئی اور دن آپ کی ولادت کا دن قرار دے کر خوشی منائے اس روایت کی رو سے منگل کے دن جشن عید میلاد منانا صاف جھوٹا اور ظاہر دھوکہ ہے یا سب سے بڑی جہالت اور نادانی ہے۔ منگل کے دن یہ کہنا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آج کے دن پیدا ہوئے کتنا بڑا جھوٹ ہے پتہ نہیں منگل کے دن کون سا نبی پیدا ہوا تھا؟ یہ کیسا عشق اور کیسی محبت ہے اور امتی ہونے کا کون سا دعویٰ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وضاحت کے بعد بھی پیر کے علاوہ کسی اور دن کو ولادت نبی کا دن کہے۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

اسی طرح تاریخ پیدائش کے متعلق بھی اختلاف ہے زرقانی کے مطابق بعض علماء کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الثانی میں پیدا ہوئے۔ بعض ماہ صفر کا قول نقل کرتے ہیں۔ بعض رجب المرجب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے قائل ہیں۔ بعض رمضان المبارک کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا مہینہ قرار دیتے ہیں مگر محقق قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول میں پیدا ہوئے

(زرقانی ص ۱۳۰ ج ۱) پھر اس میں اختلاف ہے کہ کون سی تاریخ کو آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے بعض نے ۲ ربیع الاول، بعض نے ۸ ربیع الاول، بعض ۹ ربیع الاول اور بعض نے ۱۲ ربیع الاول کا ذکر کیا ہے۔ اہل تشیع کے ہاں ۱۷ ربیع الاول مشہور ہے۔

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی فرماتے ہیں: "ولادت باسعادت کی تاریخ میں مشہور قول تو یہ ہے کہ حضور پر نور ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے لیکن جمہور محدثین اور مورخین کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ حضور ﷺ ۸ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ عبداللہ بن عباسؓ اور جبیر بن مطعمؓ سے بھی یہی منقول ہے اور اسی قول کو علامہ قطب الدین قسطلانیؒ نے اختیار کیا ہے۔" (سیرۃ مصطفیٰ ﷺ ص ۵۱ ج ۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حضرت عبداللہ بن عباس اور جبیر بن مطعم سے ۸ ربیع الاول کا قول نقل کیا ہے (ماثبت بالسنۃ ص ۵۷) علامہ شبلی نعمانی مشہور ہیئت دان محمود پاشا فلکی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت ۹ ربیع الاول بروز سوموار بمطابق 20 اپریل 571ء میں ہوئی۔

بخاری میں ہے کہ ابراہیم آنحضرت ﷺ کے صغیر السن صاحبزادے کے انتقال کے وقت آفتاب میں گہن لگا تھا اور ۱۰ھ تھا اور اس وقت آپ ﷺ کی عمر کا تریسٹھواں سال تھا، ریاضی کے حساب لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ھ کا گرہن 7 جنوری 632ء کو 8 بج کر 30 منٹ پر لگا تھا اس حساب سے یہ ثابت ہوتا ہے اگر قمری ۱۳ برس پیچھے ہٹیں تو آپ کی پیدائش کا سال 571ء ہے جس میں از روئے قواعد ہیئت ربیع الاول کی پہلی تاریخ 12 اپریل 571ء کے مطابق تھی۔

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الاول پیر کے دن بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو جیٹھ سمت ۶۲۸ بکرمی کا دن تھا اور آپ ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو بمطابق ۶۳۲ء میں ہوئی۔ (خاتم النبیین ص ۲۷، ۳۵۱)

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الاول پیر کے دن بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء بمطابق یکم جیٹھ سمت ۶۲۸ بکرمی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پانچ سو ستر سال گزرنے کے بعد ۵۷۱ء میں جس سال اصحاب فیل کا واقعہ ہوا تھا۔ اور آپ ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری میں بمطابق ۶۳۲ء میں ہوئی۔

(تاریخ اسلام کامل حصہ اول ۱۹، حصہ دوم ۱۷۲)

تاریخ ولادت میں اختلاف ہے لیکن اس قدر متفق علیہ ہے کہ وہ ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ (سوموار) کا دن تھا اور تاریخ ۸ سے لے کر ۱۲ تک میں منحصر ہے، ربیع الاول مذکور کی ان تاریخوں میں دوشنبہ (سوموار) کا دن نویں تاریخ کو پڑتا ہے ان وجوہ کی بناء پر تاریخ ولادت قطعاً 20 اپریل 571ء تھی۔ (سیرۃ النبیؐ ج ا ص ۱۱۵) اور 20 اپریل 571ء کو ربیع الاول کی ۹ تاریخ آتی ہے۔

یہ تاریخ انہوں نے دلائل ریاضی سے ثابت کی ہے اور یہی اقرب الی الحق ہے کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ آپ کا آخری خطبہ جمعہ کے دن ۹ ذی الحجہ کو ہوا تو اس سے ۶۳ سال پہلے کا حساب کر لیا جائے تو پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کسی بھی صورت میں نہیں بنتی۔ صحیح حساب اگر بنتا ہے تو ربیع الاول کی پہلی یا دوسری تاریخ بنتی ہے یا پھر آٹھویں یا نویں تاریخ بنتی ہے اس لئے کہ ربیع الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تو مسلم ہے اور ان دونوں کا اجتماع بارہ ربیع الاول کو کسی صورت میں بھی نہیں بنتا تاریخ ولادت میں اس اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ نہ تو حدیث میں یہ وضاحت ملتی ہے کہ آپ کون سی تاریخ کو پیدا ہوئے نہ صحابہ کرامؓ، تبع تابعین اور آئمہ اربعہ نے ربیع الاول کی کسی تاریخ کو بطور ولادت منایا ہے اگر وہ اسی طرح جشن ولادت مناتے تو پھر اختلاف کی گنجائش ہی نہ تھی سب کو معلوم ہوتا۔ بچہ بچہ اس سے واقف ہوتا کہ فلاں دن جشن ولادت منانے کا ہے لیکن صحابہ کرامؓ اور خیر القرون کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ان خرافات اور واہیات سے پاک رکھا تھا۔

اب اگر یہ مان لیا جائے کہ آپ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہی ہوئی تھی تو سوال یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول پاکستان کی یا ۱۲ ربیع الاول سعودی عرب کی؟ سعودی عرب میں جب ۱۲ ربیع الاول ہوتی ہے تو پاکستان میں دس یا گیارہ ہوتی ہے گویا سعودی عرب اور پاکستان کی تاریخوں میں ایک یا دو دن کا فرق ہوتا ہے جیسا کہ رمضان المبارک اور عیدوں کے موقع پر اختلاف ہوتا ہے اور سارے لوگ اس سے واقف ہیں کہ پاکستان میں رمضان کی ۲۹ یا ۳۰ تاریخ ہوتی ہے اور سعودی عرب میں عید کا دن ہوتا ہے تو جب وہاں اور یہاں کی تاریخوں میں فرق ہے تو ولادت رسول ﷺ کا دن کون سی ۱۲ کو سمجھا جائے گا ظاہر ہے کہ آپ ﷺ جس ملک میں پیدا ہوئے تھے ولادت باسعادت میں اسی ملک کی تاریخ کا اعتبار ہوگا اور یہ ہر شخص جانتا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت کا شرف سعودی عرب کے حصے میں آیا لہٰذا آپ ﷺ کی ولادت پاک کا دن بھی وہی کہلائے گا جس دن سعودی عرب میں ربیع الاول کی بارہ تاریخ ہوگی البتہ اگر آپ ﷺ پاکستان میں پیدا ہوتے تو پھر پاکستان کی تاریخ کا اعتبار ہوتا کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم ہمیشہ سعودی عرب ۱۲ ربیع الاول کی بجائے یہاں کی ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت قرار دے کر اچھلتے کودتے ہیں اور حلوہ وکھیر کی رکابیاں چاٹتے اور شربت کے جام نوش فرماتے ہیں یعنی آنحضرت ﷺ کی ولادت شریف کی تاریخ کے دو دن بعد والے دن کو ہم ولادت کا دن کہتے ہیں تاریخ ولادت کے دو دن بعد کہنا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ آج کے دن پیدا ہوئے تھے کتنا بڑا جھوٹ اور ظلم ہے۔

مثال کے طور پر پاکستان کے ایک شخص کا بیٹا سعودی عرب میں ملازم ہے یہ شخص منت مانتا ہے کہ اگر اللہ نے میرے بیٹے کو بیٹا دیا تو پوتے کی ولادت کے دن بکرا ذبح کروں گا اگر میں نے ایسا نہ کیا تو میری بیوی طلاق۔ ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ اس شخص کو اس کا بیٹا فون پر یہ خوشخبری سناتا ہے کہ ابا جان آج ۱۲ ربیع الاول کو صبح دس بجے اللہ نے مجھے بیٹا عطا فرمایا اب یہ شخص خوش خبری سن لیتا ہے مگر بکرا ذبح نہیں کرتا اگلے دن بھی ذبح نہیں کرتا تیسرے روز

پاکستان کے حساب سے مطابق ۱۲ ربیع الاول بروز اتوار بکرا ذبح کر لیتا ہے ایسی صورت میں پاکستان کے سب علماء اور مفتی نہیں کے کہ بیوی کو طلاق ہوگئی اب یہ شخص بزار یہ کہے کہ مولوی صاحب طلاق کیسے پڑ گئی میرا پوتا بھی ۱۲ ربیع الاول کو ہوا تھا اور میں نے بکرا بھی ۱۲ ربیع الاول کو ذبح کیا ہے تو علماء ومفتی یہ کہیں گے کہ تیرا پوتا سعودی عرب کی ۱۲ تاریخ کو پیدا ہوا تھا اور تو نے بکرا پاکستان کی ۱۲ تاریخ کو ذبح کیا تم نے منت یہ مانی تھی کہ ولادت کے روز ہی بکرا ذبح کروں گا لیکن تم نے ایسا نہ کیا ولادت کے دو دن بعد بکرا ذبح کیا تمہارے پوتے کی ولادت کا دن سعودی عرب کی ۱۲ ربیع الاول ہے پاکستان کی ۱۲ ربیع الاول نہیں لہٰذا بیوی طلاق ہوگئی چونکہ ولادت کا واقعہ سعودی عرب میں پیش آیا تھا اس لئے تمام علماء ومفتی وہاں کی تاریخ کا اعتبار کریں گے اسی طرح دنیا کا ہر مورخ جب آنحضرت ﷺ کے حالات ولادت کا ذکر کرتا ہے تو یہ لکھتا ہے کہ آپ صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے پاکستان کا مورخ بھی یہی لکھتا ہے، بنگلہ دیش، برما، انڈونیشیا اور یورپ وامریکہ کا مورخ بھی یہی لکھتا ہے حالانکہ پاکستان میں اس وقت صبح صادق کا وقت نہیں تھا بلکہ چاشت واشراق کا وقت تھا یعنی سورج طلوع ہو چکا تھا بنگلہ دیش میں اس وقت دن کے آٹھ، نو بجے ہوں گے اس سے مشرق میں کہیں دوپہر، کہیں ظہر، کہیں عصر کا وقت ہوگا اور مغرب میں کہیں رات، کہیں مغرب اور کہیں عصر کا وقت ہوتا لیکن کوئی بھی مورخ اپنے ملک کے وقت کا اعتبار نہیں کرتا بلکہ سعودی عرب کا وقت لکھتا ہے اور اسی پر اعتبار کرتا ہے کیونکہ ولادت وہاں ہوئی تھی اور یقیناً سعودی عرب کے صبح صادق کے وقت آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے مگر یہ کہنا جھوٹ ہے کہ آپ ﷺ پاکستان کے صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے تھے اسی طرح یہ کہنا بھی جھوٹ اور غلط بیانی اور افتراء ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش کے دن پاکستان میں ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ تھی ان تمام حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت منانا نہ شرعاً درست ہو سکتا ہے اور نہ ہی عقلاً درست قرار دیا جا سکتا ہے۔ (ماہنامہ الشفاء بتغیر یسیر)

آنحضرت ﷺ کی ولادت کے متعلق

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کا ارشاد

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (م ۵۶۱ھ) محرم کے فضائل بیان کرتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دس محرم کو پیدا ہوئے (غنیۃ الطالبین ص ۴۷۰) گیارہویں شریف کا حلوہ کھانے والے یہاں بھی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی بات مان کر دس محرم کے دن اپنے بھائیوں کے ساتھ مشترکہ طور پر جلوس نکال دیا کریں تاکہ ان کی افرادی قوت بھی بڑھے اور ایک طرف نالہ وشیون آہ بکا اور ماتم ہو اور دوسری طرف جشن کی خوشیاں پلاؤ، زردہ، کھیر وحلوہ اور ڈھول ڈھمکے ہوں اور ایک ہی جگہ دونوں مل کر اتحاد کا مظاہرہ بھی کریں اور ان بدعات کی وجہ سے سال میں دو دفعہ سرزمین پاکستان پر غضب الٰہی کا جو نزول ہوتا ہے اس میں بھی تخفیف ہو۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق اہل بدعت کے پیشوا، مقتداء کا عقیدہ ملاحظہ ہو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور ان کی آنکھ ہر وقت لوح محفوظ میں لگی ہوئی ہے اس لئے کوئی ذرہ بھی ان کی نظر سے باہر نہیں۔ (ملفوضات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۳۱) یہاں اہل بدعت حضرات خود ہی فیصلہ کرلیں کہ سچا کون اور جھوٹا کون؟ شیخ جیلانیؒ سے کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی یوم ولادت دس محرم ہے تو پھر اہل بدعت ۱۲ ربیع الاول کو جشن عید میلاد النبی مناتے ہیں یا تو یہ خود جھوٹے ہیں کہ بجائے دس محرم کے ۱۲ ربیع الاول کو جشن عید میلاد مناتے ہیں یا ان کے مقتدا پیشوا اعلیٰ حضرت جھوٹے ہیں کہ وہ حضرت جیلانیؒ کے متعلق غلط عقیدہ رکھتے ہیں۔

من خوب می شناسم پیران پارسا را

احمد رضا خان بریلوی (م ۱۹۲۱) کی تحقیق

امام بریلویت مولانا احمد رضا خان بریلوی آنحضرت ﷺ کی تاریخ ولادت کے متعلق لکھتے ہیں۔ ولادت (پیدائش) نبی ﷺ ۸ ربیع الاوّل اور وفات ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی۔

(فتاویٰ رضویہ ۲۶/۴۱۲،۴۱۵) انجمن فیضان رضا)

احمد رضا خان بریلوی کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے "نطق الھلال بأرخ ولاد الحبیب والوصال" یعنی امام الانبیاء کی تاریخ ولادت باسعادت و وصال مبارک۔ جس کی تخریج مولوی جلال الدین قادری نے کی ہے اور مقدمہ شارح بریلویت پروفیسر محمد مسعود احمد نے لکھا ہے۔ اس میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

"اکثر مورخین اور محدثین کے نزدیک تاریخ ولادت آٹھ ربیع الاوّل ہے، اسی پر اہل زیج نے اجماع کیا ہے۔ ابن حزم اور حمیدی نے اسی کو مختار کہا۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم نے بھی روایت کیا ہے۔" (نطق الھلال ۱۲ اسی رضوی کتب خانہ فیصل آباد)

اس کی شرح میں محمد جلال الدین قادری رضا خانی لکھتے ہیں۔ ذہبی نے تہذیب التہذیب میں مزی کی اتباع میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ ربیع الاوّل کی آٹھ تاریخ پیر کا دن تھا اسی لئے اصحاب علم زیج نے اس پر اجماع کیا ہے۔ یکم محرم جمعرات، ۲۹ محرم جمعرات، ۳۰ محرم جمعہ، یکم صفر ہفتہ، ۲۹ صفر ہفتہ، ۳۰ صفر اتوار، یکم ربیع الاوّل پیر، ۸ ربیع الاوّل پیر۔

(حاشیہ نطق الھلال ۱۲)

اسی رسالہ کے مقدمہ میں شارح بریلویت محمد مسعود احمد پروفیسر لکھتے ہیں۔ محدث بریلوی نے سوالات کے جوابات میں تفصیلی تحقیق فرمائی ہے اور مختلف اقوال پیش کرتے ہوئے اپنا فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ یہاں ہم مختصراً سوال کے ساتھ ساتھ محدث

بریلوی کے جوابات تحریر کرتے ہیں تاکہ قارئین کرام کسی الجھن کے بغیر اصل حقائق سے باخبر ہو جائیں۔

سوال...... استقرار نطفہ زکیہ کس ماہ و تاریخ میں ہوا؟

جواب......۱۲ ذی الحجہ۔

سوال......دن کیا تھا؟

جواب:......شب جمعۃ المبارک۔

سوال......مدت حمل شریف کس قدر تھی؟

جواب......۹ مہینے۔

سوال......ولادت شریف کا دن کیا ہے؟

جواب......دوشنبہ (پیر)۔

سوال......کیا مہینہ تھا؟

جواب......ماہ ربیع الاوّل۔

سوال......کون سی تاریخ تھی؟

جواب......۸ ربیع الاوّل۔

سوال......وصال شریف کی تاریخ کیا تھی؟

جواب......۱۲ ربیع الاوّل یوم دوشنبہ (پیر) مطابق ۸ جون ۶۳۲ء۔

آگے پروفیسر مسعود صاحب لکھتے ہیں کہ اس رسالے میں مندرجہ بالا سوالات پر فاضلانہ اور محققانہ بحث سے حدیث و سیرت پر محدث بریلوی کی گہری نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ (نطق الہلال ۴)

محدث بریلوی احمد رضان خان بریلوی کس وثوق سے فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت ۸ ربیع الاوّل کو ہوئی مگر اُمت بریلویہ ہر سال بارہ ربیع

الاوّل کو جشن عید میلاد النبیؐ مناتے ہوئے اس دن کو آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت قرار دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ جہاں پیٹ پوجا کی بات آتی ہے تو وہاں رضا خانیوں کو اپنے امام مجدد محدث اعلیٰ حضرت کی بھی کوئی بات یاد نہیں رہتی اور نہ ہی ان کے پیروکاران کے صادر کردہ فیصلوں کی کوئی پرواہ کرتے ہیں۔ قارئین خود فیصلہ کریں کہ آج کے بریلوی سچے ہیں یا ان کے امام اور اعلیٰ حضرت سچے ہیں؟ ایک تو ان میں ضرور جھوٹا اور فریبی ہے۔ یہ فیصلہ ہم مفتی صاحب پر چھوڑ دیتے ہیں، وہ ترتیل و تجوید سے فرمائیں کہ کون جھوٹا اور کون سچا ہے؟

اسی رسالہ میں خان صاحب بریلوی نے طبقات ابن سعد، شرح مواہب، تاریخ الخمیس، وفاء الوفاء، فتح الباری، الکامل اور دیگر حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا وصال ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوا۔ اب اُمت بریلویہ کا ۱۲ ربیع الاوّل کو آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت قرار دے کر جشن عید میلاد النبیؐ کے جلوس نکالنا اپنے مقتدا و پیشوا اور پوری اسلامی تاریخ کے خلاف کتنی بڑی جسارت ہے اور اس جاہل قوم سے کوئی نہیں پوچھتا کہ تم قوم کے اربوں روپے اس تقریب پر خرچ کرتے ہوئے کھربوں روپے کے سرکاری وسائل استعمال کرتے ہو، پہلے یوم ولادت کی تحقیق تو کر لو۔ مگر یہ پوری قوم جاہلوں کا ریوڑ ہے۔ چند مفاد پرست، پیٹ کے پجاری، جاہ و منصب اور شہرت کے بھوکے ان بھولی بھالی بھیڑوں کو عشق رسولؐ کے پرفریب نعرے کی آڑ میں اپنے مفادات کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

محفل میلاد یا جشن عید میلاد النبی ﷺ

آنحضرت ﷺ کی ولادت کا تذکرہ اور آپ ﷺ کی سیرۃ مبارکہ کا بیان بلاشبہ خیر و برکت کا ذریعہ ہے اور بہت بڑا ثواب ہے۔ آپ ﷺ سے عشق و محبت کا تقاضا یہی ہے کہ ہر مسلمان آپ ﷺ کی سیرۃ مبارکہ سے کما حقہ واقفیت رکھتا ہو اور آپ ﷺ کی سیرۃ ہی کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے۔ آپ ﷺ نے جس چیز کو پسند کیا اس کو پسند کرے اور جس چیز کو آپ ﷺ نے ناپسند کیا اس کو ناپسند کرے، اور آپ ﷺ کی سیرۃ مبارکہ میں غور و فکر کر کے

دیکھیے کہ خوشی کے وقت آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار کیسے کیا اور غم میں کیسے صبر کیا؟ آپ ﷺ کی عادات و اخلاق کیسے تھے؟ آپ ﷺ نے کس طرح کا لباس زیب تن فرمایا؟ آپ ﷺ کے چلنے پھرنے کا انداز کیسا تھا؟ آپ ﷺ کی گفتگو اور تبسم کا کیا انداز تھا؟ آپ ﷺ کا مسلمانوں اور غیر مسلموں کیساتھ کیسا سلوک تھا؟ آپ ﷺ سوتے کیسے، جاگتے کیسے؟ آپ ﷺ نے گھر میں اوقات کیسے گزارے؟ بازار میں کیا عمل کیا؟ بڑوں چھوٹوں کے ساتھ کیسے پیش آئے؟

سچے عاشق رسول ﷺ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر عمل میں آپ ﷺ کی سنت کو اپنائے اور اسی میں اپنی کامیابی اور فلاح تصور کرے اور ہر اس عمل سے احتراز کرے جو آپ ﷺ کی سنت سے میل نہیں کھاتا۔ کیونکہ یہ شان عاشقی کے خلاف ہے کہ معشوق کی اداؤں کی خلاف ورزی کی جائے۔

لیکن افسوس صد افسوس کہ آج عاشق رسول ﷺ اسی کو سمجھا جاتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی سنت کے مقابلہ میں اپنی خواہشات اور من گھڑت روایات، علاقائی رسومات اور قبیح بدعات پر عمل کرنے والا ہو۔ اور جو شخص جتنا ان بدعات وخرافات میں زیادہ منہمک ہے، وہ اتنا ہی زیادہ عشق رسول ﷺ کا مدعی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے جتنا بعد ہوتا گیا، دلوں کی کیفیت بدلتی گئی۔ ایمان وعمل کے لحاظ سے مسلمانوں کی حالت بگڑتی گئی، نئی نئی ایجادات اور بدعات وجود میں آتے گئے اور دین کی شکل اختیار کر کے اسلام کی خوبصورت عمارت کو دیمک کی طرح چاٹ گئے۔ بالآخر اسلام کی عمارت منہدم ہوگئی اور اس کی جگہ بدعات وخرافات کی لمبی لمبی عمارتیں کھڑی کی گئیں۔ ان کی حفاظت اور ان کی تزئین وآرائش کے لئے کلمہ گو مسلمان ہر وقت مسلح ہو کر تیار کھڑے ہیں۔

شروع شروع میں محفل میلاد کے نام سے آنحضرت ﷺ کی ولادت اور محاسن کے تذکرے کی ابتداء ہوئی، پھر اس کے ساتھ کھانے پینے کی رسم چلی، پھر گانے بجانے کی رسم

چل نکلی، پھر یہ سلسلہ آگے چل کر ڈھول باجے، ناچ رنگ کی صورت اختیار کر گیا۔ پھر عید میلادالنبی کے نام سے اس میں اور ترقی ہوئی اور اب جشن عید میلادالنبی ﷺ کے نام سے ہر سال اس بدعت کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

عید کی وجہ تسمیہ

آنحضرت ﷺ کی ولادت کا دن منانے اور یادگار قائم کرنے کا سلسلہ جب سے شروع ہوا بتدریج اس میں بدعات وخرافات کا اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے، نئی نئی رسموں اور جدید ناموں کے ساتھ یہ بدعات معاشرہ میں پھیلتی جا رہی ہیں۔ ابتدا میں صرف محفل میلاد کے نام سے یہ مجلس جمتی تھی۔ پھر مولود شریف کی صورت اختیار کر گئی، پھر اسے عید میلاد النبی ﷺ کا نام دیا گیا۔ اور اب جشن عید میلادالنبی ﷺ کے نام سے آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

اہل علم لکھتے ہیں کہ عید (ع ی د) کا اصل مادہ عود ہے۔ اور عود کے معنی آتے ہیں ''لوٹ کر واپس آنا''۔ عید کو ''عید'' اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ایک بار ختم نہیں ہوتی، بلکہ ہر سال لوٹ کر واپس آتی ہے۔ اس لحاظ سے اسلام میں صرف دو عیدوں کا ثبوت تو ملتا ہے، مگر تیسری عید کا نہ تو ثبوت ملتا ہے اور نہ اس کی کوئی اصل اور دلیل ہے۔

عیدالفطر کو لیجئے! وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔ اس کا سبب بھی ہر سال ہوتا ہے۔ یعنی رمضان کے روزے۔ ان کے اختتام پر بطور خوشی عید منائی جاتی ہے۔ اسی طرح عیدالاضحیٰ ہے، اس کا سبب بھی متکرر ہے۔ ہر سال ماہ ذی الحجہ میں حج کا فریضہ ادا کیا جاتا ہے، مخصوص ارکان کی ادائیگی ان ایام میں ہوتی ہے، پھر قربانی جیسی عبادت انجام دی جاتی ہے، اس لئے عیدالاضحیٰ بھی ہر سال ادا کی جاتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا عید میلادالنبی ﷺ کا سبب بھی متکرر ہے؟ نہیں بالکل نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی ولادت تو ایک مرتبہ ہوئی، تو پھر اس عید کا سبب کیسے متکرر ہو سکتا ہے۔ اور

نہ ہی قرآن وحدیث میں اس کا کوئی حکم ہے، نہ صحابہؓ نے اس دن کو بطور عید منایا، نہ تابعین نے، نہ تبع تابعین، نہ ائمہ مجتہدین اور نہ سلف صالحین نے اس دن کو بطور یادگار منایا۔

جشن عید میلاد النبی ﷺ ہندوؤں اور عیسائیوں کی تقلید ہے

برصغیر پاک وہند میں جب تک مسلمان حاکم تھے اپنے دین پر قائم بھی تھے لیکن جب محکوم بن گئے تو پھر ان کے اندر بھی وہ چیزیں آگئیں جو عیسائیوں اور ہندوؤں میں تھیں۔ کیونکہ یہ تجربہ اور مشاہدہ کی بات ہے کہ محکوم اور غلام قومیں اپنے حاکم اور آقاؤں کے زیر اثر رہتی ہیں۔ ان کے طور وطریق، رہن سہن اور طرز معاشرت کو اپنا لیتی ہیں اسی طرح مذہب اور عقیدے میں بھی انہی کی اتباع اختیار کر لیتی ہیں اور یہی کچھ ہندوستان میں ہوا جب مسلمان محکومی اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑ گئے تو انہوں نے بھی عیسائیوں اور ہندوؤں کے طور طریق، لباس و پوشاک، عادات وخصلت، مذہب وعقیدہ اور وہ تمام رسومات اختیار کر لیں جو ہندوؤں میں پائی جاتی تھیں چنانچہ عید میلاد النبی ﷺ منانے کی رسم بھی ہندوؤں اور عیسائیوں سے لی گئی ہے۔ عید میلاد النبی ﷺ میں رات کو چراغاں کیا جاتا ہے یہ ہندوؤں کی دیوالی کے مشابہ ہے، دیوالی کے دن پہلے دھن ودولت اور اقبال مندی کی دیوی لکشمی کی پوجا ہوتی ہے اور بعد کو چراغاں ہوتا ہے کبھی کبھی آتش بازی بھی چھوڑی جاتی ہے اور آپس میں مٹھائیوں اور تحائف کا لین دین ہوتا ہے۔ (ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر ص ۱۶۹)

ہولی موسم بہار سے متعلق ہے اس میں دیوتاؤں کے جلوس نکالتے تھے اور یہ اظہار خوشی کا موقع سمجھا جاتا تھا مذہبی قانون اس تہوار میں ضرورت سے زیادہ چھوٹ دیتا ہے ناچ گانا، الاؤ لگانا، رنگ کھیلنا اس کے اجزاء ہیں۔ مسلمان اس موقع پر ہندوؤں سے کیسے پیچھے رہ سکتے تھے لہٰذا انہوں نے اس کی تقلید میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالنا شروع کیا اسی طرح عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی ولادت پر کرسمس ڈے مناتے ہیں جب عیسائیوں کی حکومت قائم ہوئی تو کچھ ان سے مجبور ہو کر یہ رسم چل نکلی چنانچہ چراغاں، آتش بازی، خوشی کے نغمے اور موسیقی کی

ترنگ میں عیسائی کرسمس ڈے مناتے ہیں اور اسی طرح ہندوستان کے مسلمان بھی یہ رواج پکڑتے گئے پھول اور سبز جھنڈیوں سے بازاروں، گھروں اور مسجدوں کو سجانے لگے پھر محفل میلاد کو جشن عید میلاد النبی ﷺ کا نام دے کر چراغاں اور آتش بازی کا مظاہرہ کرنے لگے، گانا بجانے کی جگہ قوالیوں نے لے لی اور بعض علاقوں میں تو ڈھول ڈھمکے، گانے بجانے سے عید میلاد النبی ﷺ کا جشن منایا جاتا ہے اور اسی کو عشق رسول سمجھ کر اپنی آخرت تباہ کی جاتی ہے۔

ہولی کے تہوار کی حقیقت

ہندوؤں کے بہ قول ہرن کسب کی بہن کا نام ہولی تھا اس نے چاہا کہ اپنے بھتیجے کو ہلاک کرے اس نے پھاگن (مارچ) کے مہینے میں چند روز پر ہلاد کو راگ رنگ میں مشغول رکھا پھر اپنے اندر سے اس کو جلانے کے لئے آگ نکالی لیکن ہوا یہ کہ وہ خود اس آگ میں جل گئی اب ہندو اس کی یاد میں ہولی کا تہوار مناتے ہیں جس میں ہولی جلائی جاتی ہے، گانے بجانے ہوتے ہیں، ناچ رنگ میں گالی گلوچ ہوتی ہے، شراب پی جاتی ہے اور ان تمام کاموں کو ثواب کا کام سمجھتے ہیں۔ (تحفۃ الهند ص ۱۵۶)

محفل میلاد کا پہلا موجد

دین وشریعت اللہ تعالیٰ کے احکامات اور آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال کا نام ہے اور ہم تمام مسلمان انہی اعمال وافعال کے مکلف ہیں۔ اور اہل بدعت بھی یہ جانتے ہیں کہ ان بدعات کا موجد فلاں صاحب ہے مگر ارشاد ربانی:

ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور.....

''سینوں کے اندر دل اندھے ہو جاتے ہیں۔''

کی وجہ سے اہل بدعت حق کو قبول کرنے کی بجائے اسی بدعت کو دین وشریعت سمجھ کر اسی پر مر مٹنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ تمام مبتدعین یہ اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام کے چھ

سو سال ان بدعات سے خالی تھے اور چھ سو سال بعد یہ بدعتیں ایجاد ہوئی ہیں۔ کس کس نے کون کون سی بدعت ایجاد کی ہے یہ بھی انہیں معلوم ہے مگر:

ومن یضلل اللّٰہ فما لہٗ من ہاد......

"جس کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا"

ارشاد خداوندی ہے جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

علامہ محمد دمشقی شامی لکھتے ہیں:

"سب سے پہلے مولود کیا تھا۔ عمر بن محمد نے موصل میں جو ایک نیک آدمی مشہور تھے اور ان کی پیروی کی تھی مولود میں سلطان اربل نے۔ (سیرۃ شامی)

مولوی عبدالحق مہاجر مکی لکھتے ہیں:

"اوّل یہ عمل ربیع الاوّل میں کرنا تخصیص وتعیین کے ساتھ شہر موصل میں ہوا کہ یہ ایک شہر ہے ملک عراق میں۔ وہاں ایک متقی ویندار شیخ عمر جو صلحائے روزگار سے تھے انہوں نے یہ عمل ایجاد کیا۔"

(الدر المنظم فی حکم عمل مولد الاعظم ۱۶۰)

مولوی محمد اعظم لکھتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ بانی اس محفل اقدس کے علامہ وقت شیخ الوقت حضرت شیخ عمر بن ملا محمد موصلی ہیں۔" (فتح الودود ۸)

شیخ عمر بن ملا محمد موصلی نہ مجتہد ہے نہ محدث ہے، نہ فقیہہ ہے نہ متکلم ہے بلکہ ایک مجہول الحال آدمی ہیں۔ اس کا کارنامہ یہی ہے کہ اس نے محفل میلاد ایجاد کیا ہے اور اس کی یہ شہرت بھی بادشاہ اربل کے طفیل ہوئی ہے ورنہ علمی اور تحقیقی کاموں میں اس شیخ موجد بدعت کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔ اگر یہ متقی اور ویندار ہوتا تو ہرگز بدعت ایجاد نہ کرتا بلکہ سلف صالحین کی اتباع میں اپنی کامیابی سمجھتا۔ الغرض آنحضرت ﷺ کے چھ سو سال بعد مطلق ذکر

ولادت آنحضرتؐ کو جس بد بخت نے ربیع الاول کے ساتھ مقید کیا یا مروجہ مجلس میلاد کو جس نے سب سے پہلے ایجاد کیا وہ شخص عمر بن ملا محمد ہیں اور جس مقام پر یہ عمل ایجاد ہوا وہ شہر موصل ہے جو عراق میں واقع ہے۔ واضح رہے عراق اور ایران میں شیعوں کی اکثریت ہے اور بدعات کو ایجاد کرنے والے اکثر شیعہ ہیں ورنہ شیعیت کے زیر اثر ضرور ہیں۔

عمر بن ملا محمد کی حقیقت

عمر بن ملا محمد ایک مجہول الحال آدمی ہیں۔ علامہ یوسف شامی نے احد الصالحین (مشہور نیک آدمی تھے) لکھا ہے مگر اس کے علاوہ اس کے علم، تحقیق، دیانت و امانت، زہد و تقویٰ پر کوئی روشنی نہیں ڈالی۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ انہوں نے یہ اپنی ذاتی تحقیق پر لکھا ہے یا محض شہرت کی بنا پر۔ کیونکہ بہت سے لوگ نیکی کے ساتھ مشہور ہو جاتے ہیں جب کہ معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ یہی صورتحال یہاں بھی ہے۔ بہت سے اکابر علماء نے اس پر سخت جرحیں اور تنقیدیں کی ہیں۔ صاحب توضیح المرام نے لکھا ہے:

"سب سے پہلے مجلس میلاد کو بادشاہ اربل اور عمر بن ملا محمد نے ایجاد کیا ہے اور یہ دونوں اہل شریعت کے نزدیک ثقہ اور معتبر نہیں ہیں کیونکہ یہ دونوں گانا باجا جانتے تھے بلکہ بادشاہ اربل تو ناچتا بھی تھا۔"

(توضیح المرام فی بیان المولد والقیام ۶)

صاحب قرۃ العیون لکھتے ہیں:

"یہ بات بخوبی ظاہر و باہر ہے کہ یہ مجلس میلاد مذکور بعد قرون ثلثہ کے اہل بدعت نے ایجاد کی ہے۔" (قرۃ العیون ۱/۴۸)

آگے شیخ عمر بن ملا محمد اور بادشاہ اربل کے متعلق ہیں:

"موجد اس مجلس میلاد کا بہیئت کذائیہ شیخ عمر اور ملک مظفر ابو سعید ہیں اور ملعن بالفسق ہونا ان کا بقول عبداللہ بن اسعد الیافعی الشافعی (م ۷۶۸ھ)

صاحب مرأۃ الجنان واضح اور ثابت ہے۔ (قرۃ العیون ۱/۵۰)

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ عمر بن ملا محمد علماء وفقہاء کے نزدیک غیر ثقہ، ناچ گانے کا رسیا، فاسق، غلط کار، خواہش پرست، پیٹ کا پجاری، سنت رسول کا دشمن، شیطان کا چیلا، انسانی لباس میں ابلیس لعین تھا جس نے اتباع سنت کے مقابلے میں ایک ایسی بدعت ایجاد کی جس کی وجہ سے اُمت مسلمہ کے اندر عظیم انتشار وافتراق اور نہ ختم ہونے والا جنگ وجدل پیدا ہو گیا۔

مولوی عبدالسمیع بریلوی کی گواہی

مولوی عبدالسمیع بریلوی کو اس اقرار کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب انوار ساطعہ میں لکھتے ہیں:

> ''ممالک مغربی وغیرہ کے حدود قوم نصاریٰ سے ملحق ہیں جب وہ لوگ اپنے پیغمبر مسیح ؑ کے یوم ولادت میں احتشام وشوکت ظاہر کرتے، فخر دکھلاتے تھے اور ضعفا اہل اسلام وہ ظاہری شوکت دیکھ کر افسردہ خاطر اور خستہ دل ہوتے تھے۔ تب ملوک مصر واندلس ومغربی نے جو اہل اسلام تھے، قوم نصاریٰ سے بہت زیادہ رونق وجلال کے ساتھ اعلاء کلمۃ الحق اور اظہار شان اسلامی کے لئے اپنے نبی مختار ﷺ کے روز میلاد ماہ ربیع الاول میں تزک واحتشام ظاہر کیا تاکہ شوکت اسلامی ان کے مقابلہ میں بخوبی ظاہر ہو۔ اور طرح طرح کے معجزات کا پڑھنا شروع کیا تاکہ عمدہ طور پر حضرت کا جاہ وجلال اور جمال وکمال کل عالم پر ہر طرف مشہور ومنتشر ہو۔'' (انوار ساطعہ ص ۲۹۵)

حالانکہ نصاریٰ نے عید مسیح علیہ السلام چھٹی یا ساتویں صدی میں شروع نہیں کیا بلکہ وہ تو شروع سے عید مسیح مناتے چلے آئے ہیں اور آغاز اسلام کے وقت بھی وہ یہ دن مناتے

تھے۔ خیر القرون کے زمانہ میں بھی وہ یہ عید مناتے تھے اور اسلامی حکومت کی سرحدیں نصاریٰ کے ممالک سے متصل تھیں۔ لیکن کسی صحابی یا تابعی نے اسلام کی شان وشوکت کو ظاہر کرنے کے لئے عید میلاد نہیں منائی بلکہ اسلام کی شان وشوکت کو ظاہر کرنے کے لئے بھوک، پیاس، ماں باپ، بیوی بچوں کی جدائی برداشت کر کے جہاد کرتے رہے، اپنے خون کا نذرانہ دے کر جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے کرا کر اسلام کی شان وشوکت کو ظاہر کرتے رہے۔ اگر اس طرح اسلام کی شان وشوکت کا اظہار ہوتا تو صحابہ کرام عیسائیوں کے مقابلے میں دن مناتے اور آرام سے گھروں میں بیٹھ کر ذکر کرتے۔ لیکن اسلام کی شان وشوکت کو ظاہر کرنے کا یہ طریقہ نہیں جو بریلوی ذہنیت کا تراشیدہ ہے۔

جشن عید میلاد النبیؐ اور کرسمس ڈے میں مشابہت

عیسائیوں اور ہندوؤں کو دیکھ کر دین سے غافل اور جاہل مسلمانوں نے وہی سب کچھ کرنا شروع کر دیا ہے جو عیسائی کرتے ہیں۔ مثلاً عیسائی کرسمس کے موقع پر درج ذیل افعال کرتے ہیں:

۱۔۔۔۔۔اس دن لوگ کام کاج نہیں کرتے حکومت کی طرف سے چھٹی ہوتی ہے۔

۲۔۔۔ صبح گرجوں میں جاتے ہیں اور وہاں بائبل پڑھتے ہیں۔

۳۔۔۔ مسیحی قومیں اس دن اچھے لباس میں نکلتی ہیں۔

۴۔۔۔ ولادت مسیح کی خوشی کے طور پر بازاروں میں جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں۔

۵۔ رات مکانوں اور دکانوں پر چراغاں کیا جاتا ہے۔

۶۔ دوستوں کے کھانے پینے کی دعوتیں کی جاتی ہیں۔

۷۔ ۔۔۔کرسمس فادر کے نام سے چوکوں چوراہوں میں پتلے رکھے جاتے ہیں۔

۸۔۔۔گرجوں سے جلوس کی شکل میں نکلتے ہیں۔

۹۔۔ دوست احباب اور رشتہ داروں کو تحفے دیئے جاتے ہیں۔

۱۰ شراب کی محفلیں لگتی ہیں اور سرعام مے نوشی ہوتی ہے۔

یہی سب کچھ عید میلاد النبیؐ کے دن ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں گرجوں کی بجائے مسجدوں میں جاتے ہیں۔ وہ بائبل پڑھتے ہیں انہیں قرآن پاک پڑھنا بھی نہیں آتا۔ وہ چوکوں میں پتلے رکھتے ہیں جب کہ یہاں بڑے بڑے پورٹریٹ نصب کیے جاتے ہیں۔ وہاں شراب کی محفلیں لگتی ہیں یہاں حلوہ، کھیر، پلاؤ اور زردہ کی محفلیں سجتی ہیں۔ ان کے علاوہ جو کچھ عیسائی کرتے ہیں وہ تمام افعال ہمارے نام نہاد مسلمان بھی بڑے فخر سے کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

من تشبه بقوم فهو منهم...... (ابوداؤد ۲/۲۰۳)

''جو کسی قوم کے ساتھ (ان کے مذہبی شعار میں) مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔''

کرسمس ڈے منانا عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے۔ عید میلاد بھی انہی عیسائیوں کی تقلید میں شروع کیا گیا ہے جیسا کہ مولوی عبدالسمیع رامپوری خود فرماتے ہیں، ظاہر ہے طریقہ کار بھی انہی سے لیا جائے گا کیونکہ جب اسلام میں وہ فعل ہی موجود نہیں تو اس کا طریقہ کار کہاں ہوگا؟

محفل میلاد کی ابتدائی کہانی

علامہ ابن خلکان اربلی شافعی (م ۶۸۱ھ) جو سلطان اربل کے ہم وطن اور ہم عصر اور اس کی مجلس کے چشم دید گواہ ہیں، وہ سلطان اربل کی محفل میلاد کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سلطان اربل کو مجلس مولد سے جو حسن اعتقاد تھا، اہل ملک اس سے خوب واقف تھے، اسی لئے ہر سال اربل کے قرب و جوار کے شہروں مثلاً بغداد، موصل، جزیرہ، نصیبین، ملک عجم اور اطراف سے شرکت محفل کے لئے اس

کے پاس ہر سال بے انتہا لوگ آتے تھے۔ ان میں علماء، صوفیاء، واعظین، حفاظ، شعراء وغیرہ ہر طرح کے لوگ ہوتے تھے۔ ابتدائے محرم سے ربیع الاول تک لوگوں کے آنے کا تانتا بندھا رہتا۔ سلطان لکڑی کے قبے اور خیمے بنواتا۔ قبے تقریباً تین اور چار پانچ منزلے ہوتے تھے جن میں زیادہ تر سلطان کے باقی دیگر امراء وارکان حکومت کے ہوتے تھے، ہر امیر کا ایک قبہ ہوتا تھا، ماہ محرم ان کی تیاری میں ختم ہو جاتا تھا، شروع صفر سے ان قبوں کی آرائش وزیبائش ہونی شروع ہوتی تھی، ہر قبے میں موسیقی کے مختلف ساز اور باجے ہوتے تھے، حتیٰ کہ تمام قبے پر ہو جاتے۔ اس زمانہ میں لوگ کاروبار چھوڑ کر بس سیر وتفریح میں مشغول رہتے تھے۔ وہ قبے دروازۂ قلعہ سے دروازۂ خانقاہ تک جو میدان کے قریب تھا، کھڑے رہتے تھے۔ سلطان روزانہ عصر کے بعد یہاں آتا، ایک ایک قبے پر کھڑے ہو کر گانا سنتا، سیر کرتا اور شب خانقاہ میں بسر کرتا۔ وہاں بزم سماع منعقد کرتا، فجر کے بعد سوار ہو کر شکار کو نکلتا، دوپہر تک قلعہ میں واپس آجاتا۔ اسی طرح شب ولادت تک دن رات اس کا یہی معمول رہتا۔ مجلس میلاد ایک سال آٹھویں اور ایک سال بارہویں ربیع الاول کو اس لئے کرتا تاکہ تاریخ ولادت میں آٹھویں اور بارہویں کا اختلاف ہے۔ شب ولادت کو دو دن رہ جاتے تو بے انتہا اونٹ، گائیں یا بھیڑ بکریاں گانے باجے کے ساتھ نکلوا کر میدان تک لے جاتا، وہاں انہیں ذبح کراتا اور انواع واقسام کے کھانے پکواتا۔ شب میلاد میں مغرب کے بعد قلعہ میں مجلس مولد منعقد کرتا تھا۔ پھر قلعہ سے اس شان سے اترتا تھا کہ اس کے آگے آگے بکثرت شمعیں ہوتیں جن میں سے دو چار بڑی شمعیں خاص جلوس کی ہوتیں، ان میں سے ہر شمع ایک ایک خچر پر ہوتی جس

کے پیچھے ٹیک لگانے کو ایک آدمی ہوتا۔ وہ شمعیں خچروں کی پشت سے بندھی ہوتی تھیں حتیٰ کہ اسی طرح سلطان خانقاہ تک پہنچ جاتا اور اس شب کی صبح کو تمام سامان قلعہ سے منگواتا جس کو صوفی لوگ اپنے اپنے ہاتھوں سے اٹھائے ہوئے ہوتے تھے، ہر شخص کے ہاتھ میں کپڑوں کی ایک گٹھری ہوتی تھی اور وہ سب کے سب امیروں کے پیچھے ہوتے تھے۔ پھر خانقاہ میں بڑے بڑے ارکان دولت اور سفید پوش لوگ جمع ہوتے، ان کے لئے کرسیاں رکھی جاتیں اور سلطان کے لئے ایک برج ہوتا جس میں حسب موقع بڑی بڑی کھڑکیاں ہوتیں۔

یہ میدان نہایت وسیع ہوتا جس میں اہل فوج جمع ہوتے۔ ان کے لئے فرش بچھتا، پھر محتاجوں کو کھانا کھلایا جاتا۔ ایک اور عام دسترخوان جمع ہونے والوں کے لئے ہوتا۔ عصر تک یہی قصہ رہتا اور رات کو سلطان خانقاہ میں ٹھہرتا۔ صبح تک گانا سنتا۔ جب یہ میلہ ختم ہو جاتا تو ہر شخص اپنے اپنے وطن کو واپس ہوتا۔ ہمیشہ ہر سال سلطان اربل کا یہی طریقہ تھا۔

(وفیات الاعیان بحوالہ تاریخ میلاد: ۴۵)

اس تمام عبارت کو پڑھیں، کیا یہ کسی دینی مذہبی مجلس کا نقشہ ہے یا عیاشی کے لئے خرمست بادشاہ کی خرمستیوں اور ناچ گانے، سیر و تفریح، عیش و عشرت کی مجلس کا نقشہ ہے؟ اس مجلس میں اگر نمازوں کا اہتمام ہوتا، درود شریف پڑھنے کا اہتمام ہوتا، آنحضرت ﷺ کے ذکر ولادت اور سیرت کے بیان کرنے کا اہتمام ہوتا تو علامہ ابن خلکان ضرور اس کا تذکرہ کرتے۔ لیکن یہاں صرف موسیقی، گانے بجانے (اور ظاہر ہے اس میں دیگر خرافات بھی ضرور ہوتیں، جو اس قسم کے میلوں میں عام طور پر ہوتی ہیں) اور رقص کی محفلیں ہوتیں۔ بادشاہ کے غرور، فخر و تکبر کے نظارے ہوتے اور اعلیٰ پیمانے پر پیٹ کی پوجا ہوتی۔ شکار، سیر و تفریح جیسے فضول اور بے دینی کے کام ہوتے تھے جس کے لئے دور دور سے لوگ جمع ہو

کر اپنے دور کے پر تعیش میلے میں شرکت کرتے تھے اور مفت کا مال اڑاتے تھے۔

یہ ہے عید میلاد النبیؐ کے نام پر بکواسات اور خرافات کی گرم بازاری کی ابتدائی کہانی۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں، اگر ان خرافات، ناچ گانے اور رقص کی محفلوں اور فضول خرچی کو آنحضرت ﷺ دیکھتے تو آپ ﷺ کا دل ان سے خوش ہوتا یا رنجیدہ ہوتا؟ اگر اپنی زندگی میں آنحضرت ﷺ اس قسم کی خرافات سے رنجیدہ ہوتے اور ان چیزوں کو سختی سے منع فرماتے، تو کیا آپ اپنے نام پر اس قسم کی خرافات سے آپ ﷺ غمگین و پریشان نہیں ہوں گے اور اس قسم کی بکواسات وخرافات کو بجالانے والے آنحضرت ﷺ کی سفارش اور حوض کوثر کے لائق ہو سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر آنحضرت ﷺ کے مقدس نام پر ہر سال یہ طوفان بدتمیزی کیوں برپا کیا جاتا ہے؟ اور اس کو ثواب ونجات کا ذریعہ کیوں قرار دیا جاتا ہے؟

علامہ ذھبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

کان ینفق کل سنة علی مولدالنبی ﷺ نحو ثلاث مائة الف۔ (دول الاسلام ۲/۱۰۳)

وہ (شاہ اربل) ہر سال اس محفل میلاد پر تقریباً تین لاکھ روپیہ خرچ کرتا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: ”وہ ائمہ دین اور سلف صالحین کی شان میں بہت ہی گستاخی کیا کرتا تھا، خبیث اللسان، احمق، شدید الکبر، قلیل النظر فی امور الدین متہاوناً“ (لسان المیزان: ۴/۲۹۶) گندی زبان کا مالک تھا، بڑا احمق اور متکبر تھا، دین کے کاموں میں بڑا بے پرواہ اور سست تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ابن نجار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قال ابن النجار رائیت الناس مجتمعین علی کذبه و ضعفه۔ (لسان المیزان ۴/ ۲۹۵)

علامہ ابن نجار فرماتے ہیں، میں نے لوگوں کو اس کے جھوٹ اور ضعف پر متفق پایا۔

برصغیر میں مجلس میلاد کی ابتداء

برصغیر میں انگریز کی آمد سے پہلے ۱۲ ربیع الاول کو میلاد منانے کا کوئی رواج نہیں تھا دہلی کی مسند حدیث کا فیض پورے ہندوستان میں پھیلا ہوا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے جانشین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بعد شاہ محمد اسحق محدث دہلوی اس مسند حدیث کے صدر نشین تھے۔ انگریز اپنے ملک میں کرسمس قومی سطح پر مناتے ہیں۔ انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں میں اس موضوع کی آبیاری کی اور کچھ ایسے پیٹ پرست علماء لا کھڑے کئے جو دہلی کی مسند حدیث کے خلاف عدم اعتماد کی فضا پیدا کریں اور عیسائیوں کی طرح ہندوستان میں مسلمان بھی ایک مجلس قائم کریں اور یہ مسلمان یادِ ولادت اور اس کے جشن میں ایسے کھو جائیں کہ انگریزوں کے لیے ان کے پیغام رسالت کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔

چنانچہ برصغیر میں سب سے پہلے محفل میلاد کی ابتداء 1903ء میں ہوئی جو کہ ریاست ٹونک کے نواب صاحب کے اہتمام سے ان کے محل میں بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی تھی اور سات دن تک کچہریاں بند رہتی تھیں اور محل کے ایک کمرے میں چار سو ستون چاندی کے اور ان پر پھولوں کی چھت اور پھولوں کی دیواریں بنائی جاتی تھیں اور روشنی کے لئے دس ہزار چھ سو چھوٹی بڑی لالٹینیں، اگر بتیاں سلگانے کے لئے سونے کا دستہ جس میں سینکڑوں اگر بتیاں سلگتی تھیں اور شمع دان سونے اور چاندی کے بنے ہوئے تھے۔ سات روز تک نواب صاحب کی اپنی تصنیف کردہ کتاب مولودرات کو 9 بجے سے صبح 2 یا 4 بجے تک پڑھی جاتی تھی۔ چھ سات ہزار آدمی جمع ہوتے تھے ان سب کو عطر ملا جاتا، پھولوں کے ہار پہنائے جاتے اور گلاب پاشی ہوتی، فی آدمی دس دس لڈو تقسیم کیے جاتے بعض لوگ مولودسن کر حال کھیلتے اور نعرے لگاتے، پیدائش رسول ﷺ کے دن صبح چار بجے سے سو توپوں کی سلامی دی جاتی، قیدی رہا کیے جاتے، چاندی کی صراحیوں اور کٹوریوں میں پانی دیا جاتا،

برف کے طباق بھی چاندی کے ہوتے اس کے ساتھ دودھ، شربت، کھجوریں، لڈو اور چاندی کے ورقوں والے پان سب کو تقسیم کیے جاتے۔ (سبیل الرشاد بحوالہ حقیقت میلاد ص ۹۵)
لیکن یہاں نہ جشن کا کوئی نام استعمال ہوتا تھا اور نہ ہی جلوس نکالا جاتا تھا صرف مجلس میلاد منعقد ہوتی تھی اس طریقہ پر لاکھوں روپے اس بے ہودہ رسم پر ضائع کئے جاتے تھے۔

عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی ابتداء

عید میلاد النبی ﷺ میں جلوس نکالنے کی بدعت اس طرح رونما ہوئی کہ 1929 میں ایک شخص نے ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کیا اس کا اسلامی نام عنایت اللہ تجویز ہوا جو بعد میں حاجی عنایت اللہ قادری ہو گیا۔ یہ شخص جب ہندو تھا تو رام لیلا کا جلوس نکالتا تھا مسلمان ہونے کے بعد ریاکاری اور نمود و نمائش کا جنون ختم نہ ہوا اور بارہ ربیع الاول کو لاہور میں میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالنے کا آغاز کیا۔ مولوی فضل رسول بدایونی مولوی عبدالسمیع رامپوری انہی دنوں میں محدثین دہلی کے خلاف اٹھے یہ وہ لوگ تھے جن کے رگ و پے میں بدعات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں انہوں نے دن رات کام کر کے بدعتیوں کے امام ہونے کا اعزاز حاصل کیا بہت سے بدعات کو سنت کا جامہ پہنانے کیلئے مذموم کوششیں کیں۔ (حقیقت میلاد ص ۹۶)

جشن عید میلاد النبی ﷺ کی ابتداء

پھر قیام پاکستان کے بعد یہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے سرکاری سطح پر اکثر شہروں میں منایا جانے لگا اور ہر سال اس میں خرافات اور بدعات کا اضافہ ہوتا گیا اور ہر علاقہ میں الگ الگ قسم کی بدعات و رسومات داخل ہو کر سادہ لوح مسلمانوں کی گمراہی کا سبب بنتے رہے اور رفتہ رفتہ یہ جلوس مولویوں کے پیٹ اور جیبیں بھرنے کا ذریعہ بھی بنا اور مخالفین کے خلاف ہتھیار کے طور پر بھی استعمال ہونے لگا کیونکہ حکومت کی طرف سے ان کو

اجازت ہے اور یہ شرپسند عناصر اسی راستے پر جلوس نکالتے ہیں جہاں علماء دیوبند کا کوئی بڑا مدرسہ یا مسجد ہو اور وہاں سے گزرتے ہوئے پتھراؤ کر کے اپنے دلوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔ یا ان کے خلاف نعرہ بازی اور غلیظ زبان استعمال کر کے اخلاق نبوی کی عملی مخالفت کرتے ہوئے جشن عید میلاد النبی منانے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

بانی جلوس عید میلاد النبیؐ

عید میلاد النبی کا جلوس رضا خانیت پھیل جانے کے بعد شروع ہوا۔ اس کا بانی سابق ہندو عنایت اللہ قادری ہے جو ۱۹۲۹ء میں مسلمان ہوا اور اس نے اپنی سابقہ روش رام لیلا کے جلوس کو برقرار رکھنے کے لئے عید میلاد النبی کا جلوس ایجاد کیا۔ ۲۱ جنوری ۲۰۰۲ میں حاجی عنایت اللہ قادری کا انتقال ہوا، آج بھی کشمیری بازار لاہور میں اس کے مکان پر لکھا ہوا ہے ''شیخ عنایت اللہ قادری بانی جلوس عید میلاد النبیؐ ''۔

جس عمل کا بانی عنایت اللہ قادری ہو اسے قرآن و حدیث سے ثابت کرنا کتنی بڑی جسارت اور بدبختی ہے اور جو اعمال قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان کے متعلق کسی شخص کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا بانی فلاں شیخ یا مولوی یا پیر صاحب ہیں؟ بریلوی مولوی اس چیز کا اقرار بھی کرتے ہیں کہ اس جلوس کا بانی و موجد عنایت اللہ قادری (م ۲۰۰۲ء) ہے، پھر اس کو دین و شریعت کا درجہ بھی دیتے ہیں۔ قرآن و حدیث اور تاریخی روایات میں تحریف کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی کوششیں بھی کرتے ہیں۔

عید میلاد النبیؐ انگریزوں کی ایجاد ہے

مؤید بدعات مولوی عبدالسمیع رامپوری لکھتے ہیں:

''اس وقت میں جو حکام فرمانروا انگریز ہیں کہ ان کو کچھ علاقہ تعظیم و آداب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں، بایں ہمہ انہوں نے اپنی کچہری اور محکمہ میں جابجا

اہل اسلام کے لئے مثل عید اور بقرعید کے ایک دن چھٹی اور تعطیل کے واسطے خوشی، میلاد حضرت خیر العباد ﷺ کے بارہویں تاریخ ربیع الاول کو مقرر کر رکھا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ انگریز حکام کاروبار ضروری میں اپنے حرج منظور کریں اور اپنے حقوق خدمت اور کارگذاری کو اس روز (میلاد النبی) کے واسطے بجا آوری مراسم فرحت و سرور و تعظیم حضرت نبی کریم ﷺ کے موقوف کریں اور یہ لوگ اس کے مقابل (انگریزوں کی اس تحریک کے مقابل) زبان مبارک سے فرماویں کہ یہ فعل بدعت ہے۔" (انوار ساطعہ ۲۷۱)

حاشیہ نمبر ا ... مولوی عبدالسمیع رامپوری اسی مایہ ناز کتاب میں لکھتے ہیں کہ بعض بدعتیں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے بھی ہوتی ہیں۔ (انوار ساطعہ ۳۳۶)۔ جب کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

کل بدعة ضلالة...... (مسلم ۱/۲۸۵)

"ہر بدعت گمراہی ہے۔"

یہ انگریزوں کے کمالات ہیں کہ انہوں نے امت مسلمہ میں رخنہ ڈالنے اور امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ایک طرف بدعات ایجاد کر کے مسلمانوں کو اس میں لگایا اور دوسری طرف نبوت کا دروازہ کھول کر مرزا غلام احمد قادیانی کو بٹھا دیا تا کہ مسلمان ان بدعات اور خرافات کی وجہ سے آپس میں لڑتے رہیں اور انہیں حکمرانی کے لئے کھلی چھٹی ملے۔ انگریزوں کی آمد سے قبل ۱۲ ربیع الاول بارہ وفات کے نام سے جانا جاتا تھا، مگر اکابرین بریلویت نے انگریز کی خدمت کے صلہ میں ؎ وفات کو عید میلاد النبی کے نام سے تبدیل کر دیا۔ مولوی عبدالحکم شرف قادری رضا خانی نور بخش توکلی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں، "آپ ہی کے مساعی جمیلہ سے متحدہ ہندو پاک میں بارہ وفات کی بجائے عید میلاد

النبی ﷺ کے نام سے تعطیل ہونا قرار پائی تھی۔" (تذکرہ اکابر اہل سنت: ۵۵۹)

علامہ اقبال احمد فاروقی رضاخانی بھی نور بخش توکلی کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ آپ نے گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں ۱۲ وفات کو عید میلاد النبی کے نام سے تبدیل کرانے کی جدوجہد کی اور اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے کہ گورنمنٹ سے اس مقدس دن کی تعطیل منظور کرائی، آج یہی تعطیل خدا کے فضل سے اسلامیان پاکستان کی ایک اہم تقریب میں تبدیل ہوگئی ہے۔ (مقدمہ تذکرہ سیدنا غوث اعظم: ۸)

انگریزوں نے برصغیر پر قبضہ کے بعد مسلمانوں کے مشہور دنوں کی تعطیل منظور کی جس میں بارہ ربیع الاول کو ۱۲ وفات کے نام سے تعطیل منظور کرائی لیکن اہل بدعت کو اپنے رنگین مزاج کے مطابق یہ چیز اچھی نہ لگی اور انہوں نے انگریز حکومت سے اپنی خدمات (اطاعت فرمانبرداری، رسم ورواج کو شریعت کے نام سے رائج کرنا، مسلمانوں میں افتراق وانتشار پھیلانا، مسلمانوں پر کفر کے فتوے داغنا وغیرہ) کے صلہ میں اپنے آقاؤں سے ۱۲ وفات کی بجائے عید میلاد النبی کا نام منظور کرایا اور پھر اسی کو دین وشریعت اور عشق رسول کا خوبصورت غلاف چڑھا کر عوام کے سامنے پیش کیا۔

اب بات واضح ہوگئی کہ عید میلاد النبیؐ انگریز ملعون گورنمنٹ کی ایجاد ہے جس کا آنحضرت ﷺ، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، صوفیاء کرام، اولیاء عظام کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں ہے اور آج جو عید میلاد النبیؐ کے نام سے جشن منایا جاتا ہے یہ انگریزوں کی منظور کردہ سنت ہے، پیغمبر ﷺ کی سنت نہیں ہے۔ اب بات صاف کھل کر سامنے آگئی کہ محفل میلاد کو ایجاد کرنے والا مظفر الدین کوکری بے دین، جاہل بادشاہ، عید میلاد النبی کو ایجاد کرنے والا انگریز ملعون گورنمنٹ ہے اور جشن عید میلاد النبی (یعنی جلوس) کو ایجاد کرنے والا تو مسلم رام لیلا کا پجاری حاجی عنایت اللہ قادری ہے۔ اب گویا مظفر الدین بادشاہ اربل، انگریز گورنمنٹ اور حاجی عنایت اللہ قادری تینوں کے ذہنی فساد اور

اختراعات نو بہ سال دھوم دھام سے جشن عید میلاد النبی کے نام سے منایا جاتا ہے اور اس جائز
ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث سے دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ گویا چودہ سو سال
تک کسی نے قرآن وحدیث کو سمجھا ہی نہیں تھا۔

مروج محفل میلاد بادشاہ اربل (م ۶۳۰ھ) کا تعارف

اسلام کے چھ سو سالہ طویل دور میں عشق کے اس انوکھے انداز کا کہیں بھی کوئی نام و
نشان نہیں ملتا اگر ملتا ہے تو ساتویں صدی کی ابتداء میں ایک بے دین بادشاہ کے بے دین
کردار میں اس بے دینی کا تذکرہ ملتا ہے وہ بھی موجودہ جشن عید میلاد النبی ﷺ سے مختلف۔
مظفر الدین کوکری بن اربل موصل شہر میں ایک بے دین فاسق فاجر بادشاہ گزرا ہے
جس نے ۶۰۴ھ میں اس بے دینی اور عشق نما فسق کو ایجاد کیا چنانچہ امام احمد بن محمد مصری مالکی
لکھتے ہیں:

کان ملکاً مسرفا یامر علماء زمانہ ان یعملوا
باستنباطھم واجتھادھم وان لا یتبعوا لمذھب غیرھم
حتی مالت الیہ جماعۃ من العلماء وطائفۃ من الفضلاء
ویحتفل لمولد النبی ﷺ فی الربیع الاول وھو اول من
احدث من الملوک ھذا العمل (القول المعتمد)

"وہ ایک بے دین بادشاہ تھا اپنے زمانے کے علماء سے کہا کرتا تھا کہ وہ اپنے استنباط
واجتہاد پر عمل کریں اور دوسرے آئمہ کے مذہب کی پیروی نہ کریں یہاں تک کہ (پیٹ
پرست) علماء وفضلاء کی ایک جماعت اس کی طرف مائل ہوگئی وہ ربیع الاول میں میلاد منعقد
کرتا تھا بادشاہوں میں وہ پہلا بادشاہ تھا جس نے یہ بدعت گھڑی ہے۔"

بسط بن جولان (متوفی ۶۵۴ھ) نے تاریخ مراۃ الزمان میں لکھا ہے کہ بادشاہ مظفر
الدین کوکری یعمل للصوفیۃ سماعا من الظھر الی العصر ویرقص بنفسہ

معهم ظهر ظہر سے عصر تک صوفیوں کے لئے محفل سماع کرتا تھا اور ان کے ساتھ خود بھی ناچتا تھا (تاریخ میلاد ص ۲۴) ابن خاکان اربلی شافعی نے وفیات الاعیان میں اپنے ہم وطن اور ہم عصر سلطان اربل اور اس کی مجلس کا تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ ہر طبقہ میں ایک ایک جماعت گانے اور خیال ملاہی والوں کی بیٹھتی تھی مولود کے دو دن رہ جاتے تو بادشاہ طبلوں، گویوں، ملاہی اور راگ باجے وغیرہ کی قسم سے بے شمار سامان نکلواتا۔ شب میلاد میں قلعہ میں بعد مغرب گانا کراتا اور اس کو گانے کے سوا دوسری چیز سے مزہ نہیں ملتا تھا۔

(تاریخ میلاد ص ۲۴)

صاحب توضیح المرام لکھتے ہیں اول من اخترعه الملك الاربل ومن رعاياه۔عمر بن ملا محمد وما كان ثقتين عند اهل الشريعة لانهما يستمعان الغناو الملاهي بل كان الاربل يرقص (توضیح المرام ص ۶ بحوالہ تاریخ میلاد ص ۱۶) سب سے پہلے مجلس میلاد کو بادشاہ اربل اور اس کی رعایا میں سے عمر بن ملا محمد نے ایجاد کیا اور یہ دونوں اہل شریعت کے نزدیک ثقہ اور معتبر نہیں ہیں کیونکہ کہ دونوں گانا باجا سنتے تھے بلکہ۔ بادشاہ اربل تو ناچتا بھی تھا۔

علامہ ناصر فاکہانی لکھتے ہیں وہ بادشاہ گانے بجانے والوں کو محفل میلاد میں جمع کرتا تھا اور راگ مزامیر سن کر خود بھی ناچتا تھا اور اس قماش کے اہل مجلس بھی رقص کرتے تھے ایسے شخص کے فاسق اور گمراہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے اور ایسے شخص کا قول و فعل کیسے حجت و قابل اعتماد ہو سکتا ہے (رد عمل المولود بحوالہ فتاوی رشیدیہ ص ۱۳۲)

سبط بن جوزی مراۃ الزماں میں بادشاہ اربل کی مجلس میلاد یا مجلس نادُ ونوش، محفل مجلس میلاد کی کیفیت لکھتے ہیں جو لوگ سلطان اربل کے ہاں میلاد میں اس دستر خوان پر شریک ہوتے تھے ان کا بیان ہے کہ دستر خوان پر پانچ ہزار بکرے دس ہزار مرغ سو گھوڑے تیس ہزار حلوے کی رکابیاں ہوتی تھیں بہت عالم اور صوفی مدعو ہوتے تھے صولیوں کیلئے ظہر

سے عصر تک گانا ہوتا تھا جس میں ان کے ساتھ سلطان اربل خود بھی ناچتا تھا ہر سال اس محفل میں تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا اور علماء وصوفیا جو حاضر محفل ہوتے تھے ان کو انعام واکرام سے خوش کرتا تھا۔ (تاریخ میلاد ص ۴۴)

دس ہزار مرغیاں اور تیس ہزار حلوے کی رکابیاں دیکھ کر پھر خود غرض مولویوں کا جلوہ کیوں نہ ہوتا اور وہاں گلے پھاڑ پھاڑ کر نعت خوانی کیوں نہ کرتے۔ یہ حالت تو بادشاہ سلامت کی تھی اب ذرا مولوی صاحب کی حالت بھی دیکھیے جس نے اپنے پیٹ کو گرم کرنے اور بیس ہزار مرغیاں تیس ہزار حلوے کی رکابیاں ہضم کرنے کیلئے خود ساختہ من گھڑت روایات بنا بنا کر محفل میلاد کا جواز فراہم کیا۔

مولوی ابوالخطاب (۶۳۳ھ) کی حالت

مولوی ابوالخطاب ابن دحیہ جس نے سب سے پہلے محفل میلاد کے جواز پر کتاب لکھی اور اس کو جائز قرار دیا۔ اس کے متعلق علامہ ذھبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں:

عمر بن الحسن ابولخطاب بن دحيه الاندلسى المحدث متهم فى نقله-

''عمر بن حسن بن دحیہ اندلسی محدث نقل میں متہم تھے۔''

نیز فرماتے ہیں:

قلت و فى توالیفه اشياء تنقم عليه من تصحيح و تضعيف-

(میزان الاعتدال ص ۱۱۸ ج ۳)

''میں کہتا ہوں کہ ابن دحیہ کی کتابوں میں ایسی چیزیں ہیں جو اس پر عیب لگاتی ہیں تصحیح وتضعیف کے قبیل سے۔''

علامہ ذہبی ابن النقطہ حنفی بغدادی سے نقل کرتے ہیں:

كان موصوفا بالمعرفة والفضل الا انه كان يدعى

اشیاء لا حقیقة لها۔ (میزان الاعتدال ص۱۸۸)

"ابن وحیہ معرفت اور بزرگی کے ساتھ موصوف تھا مگر بعض ایسی چیزوں کا دعویٰ کیا کرتا تھا جن کی کچھ اصل وحقیقت نہیں ہے۔"

حافظ ضیاء مقدسی فرماتے ہیں:

لم یعجبنی حاله کانه کثیر الوقیعة فی الائمة ثم قال اخبرنی ابراهیم السنهوری ان مشایخ المغرب کتبوله جرحه و تضعیفه۔ (میزان الاعتدال ص۱۸۶ ج۳)

"مجھے اس کی یہ حالت اچھی نہیں لگی کیونکہ وہ ائمہ محدثین کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ پھر علامہ مقدسی فرماتے ہیں کہ مجھے ابراہیم سنہوری نے خبر دی ہے کہ بیشک مشائخ عرب نے اس پر جرح کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے۔"

امام ابن نجار فرماتے ہیں:

رأیت الناس مجتمعین علی کذبه و ضعفه و ادعائه سماع ما لم یسمع و لقائه من لم یلقه۔

(لسان المیزان ص۲۹۵ ج۳)

"میں نے ابوالخطاب مولوی کے جھوٹا اور ضعیف ہونے اور ایسی باتوں کے سماع کا دعویٰ کرنے پر جو اس نے نہیں سنیں، اور ایسے لوگوں سے ملاقات کا دعویٰ کرنے پر جن سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی، لوگوں کو متفق پایا۔"

حافظ ضیاء مقدسی فرماتے ہیں:

فرأیت انا منه غیر شیٔ مما یدل علی ذالك (میزان الاعتدال ج۳ ص۱۸۸)

''پھر میں نے مولوی ابوالخطاب سے بہت سی وہ چیزیں دیکھیں جو اس کی جرح وتضعیف پر واقعی دلالت کرتی تھیں۔''

علامہ ابن عساکر اپنی کتاب رجال میں لکھتے ہیں:

كان شاعرا مطبوعا الا انه كان يتهم في الرواية لانه كان مكثارا۔

''مولوی ابوالخطاب اچھا شاعر تھا مگر روایت میں متہم تھا کیونکہ وہ بہت زیادہ روایت کرتا تھا۔''

علامہ جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ھ) تدریب الراوی میں فرماتے ہیں:

ضرب يلجئون الى اقامة دليل على ما افترا به بارائهم فيضعون وقيل ان ابا الخطاب ابن دحيه كان يفعل ذالك و كانه الذى وضع الحديث فى قصر المغرب۔ (تاريخ ميلاد ص۳۰)

''ایک قسم کے جھوٹی روایتیں بنانے والے وہ ہیں جو اپنی عقل سے فتوے دیتے ہیں جب دلیل مانگی جاتی ہے تو اپنی طرف سے حدیث بناتے۔ کہا جاتا ہے کہ ابوالخطاب بھی ایسا ہی کیا کرتا تھا اور شاید اسی نے مغرب کی نماز قصر پڑھنے کی حدیث بنائی تھی۔''

مولوی ابوالخطاب بانی محفل میلاد اتنا بڑا دجال اور کذاب تھا کہ اس نے نماز مغرب کو قصر پڑھنے کے لئے جھوٹی حدیث بنائی تھی۔ اسی طرح رسالہ تنویر میں محفل میلاد کے متعلق بھی تمام روایتیں اپنی طرف سے بنائی ہیں جن کو ہمارے زمانہ کے مولوی حضرات گلے پھاڑ پھاڑ کر خوش الحانی سے پڑھتے ہیں اور اسی سے عید میلاد النبی ﷺ ثابت کرتے ہیں۔

علامہ ابن نجار مولوی ابوالخطاب میلاد کی بد دیانتی اور خبث باطن کا ایک واقعہ نقل کرتے

ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مجھ سے بعض علماء مصر نے اور ان سے حافظ ابوالحسن بن الفضل نے جو ائمہ دین میں سے تھے، بیان کیا کہ ایک مرتبہ دربار عام میں بادشاہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ایک حدیث سنانے کی فرمائش کی۔ میں نے سنادی۔ پھر پوچھا کہ یہ حدیث کس نے روایت کی ہے؟ مجھے اس وقت سند یاد نہ تھی، اس لئے لاعلمی ظاہر کی۔ جب وہاں سے واپس چلا تو راستہ میں ابوالخطاب ابن دحیہ ملا اور کہنے لگا کہ تم نے اپنی طرف سے حدیث کی کوئی سند بنا کر کیوں نہ بیان کر دی؟ بادشاہ اور حاضرین مجلس کیا جانیں کہ سند صحیح ہے یا نہیں؟ بادشاہ تم کو بہت بڑا عالم سمجھتا اور تمہیں اس سے نفع حاصل ہوتا۔ یہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ ابوالخطاب ابن دحیہ بڑا جھوٹا ہے اور دین کے کاموں کو نہایت ہلکا جاننے والا ہے۔'' (تاریخ میلاد ص ۳۰)

یہ ہے اس مولوی صاحب کی حالت جس نے سب سے پہلے محفل میلاد کے جواز پر کتاب التنویر فی مولد البشیر والنذیر لکھی۔ جس کے متعلق علماء جرح و تعدیل کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ابوالخطاب بن دحیہ ظاہر المذہب غیر مقلد تھے، متہم فی النقل تھے، ائمہ دین وعلماء سلف کو برا کہتے تھے اور دین کو ہلکا جانتے تھے، جھوٹی حدیثیں بناتے تھے، اپنی عقل سے فتوے دیتے تھے، بے اصل باتیں کہتے تھے، خبیث اللسان تھے، بدزبان تھے، احمق تھے، مغرور تھے، کم نظر تھے، کاذب تھے، وہ قابل مذمت تھے.......... لہٰذا غیر ثقہ تھے۔

(تاریخ میلاد ص ۳۱)

اب ذرا مولوی عبدالسمیع رامپوری بریلوی کی دیانت داری اور علم و فضل اور وسعت مطالعہ کا اندازہ بھی لگالیں۔ وہ اسی مولوی ابوالخطاب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''وہ علم حدیث میں بڑا ماہر، پختہ کار تھا۔ علم نحو ولغت اور تاریخ عرب میں

کامل تھا۔ بہت ملکوں میں پھر کے اس نے علم حاصل کیا تھا، اکثر شہروں ملک اندلس اور مراکش اور افریقہ اور دیار مصر اور ملک شام و دیار شرقیہ و غربیہ و عراق و خراسان و ازندان وغیرہ میں خود علم حدیث حاصل کرتا اور دوسروں کو فائدہ دیتا۔ پھر انجام کار ۶۰۴ھ (چھ سو چار ہجری) میں وہ شہر اربل آیا۔ یہاں سلطان ابو سعید مظفر کے لئے مولد شریف تصنیف کیا، اس کا نام رکھا "التنویر فی مولد السراج المنیر" اور خاص اس کے سامنے پڑھا، ایک ہزار اشرفی انعام میں سلطان سے پائی۔" (انوار ساطعہ ص ۲۶۷)

حالانکہ مولوی ابوالخطاب کے ہمعصر علامہ ناصر فاکہانی لکھتے ہیں:

البطالون و شهوة نفس اعتفا بها الا كالون۔

(المورد فی الکلام مع عمل المولد بحوالہ تاریخ میلاد ص ۱۶)

"مجلس میلاد کو گھڑا ہے باطل غلط کاروں اور خواہش نفس نے اور اس کا اہتمام کیا ہے شکم پروروں نے۔"

کاش! بریلویوں کو سچ اور حق لکھنے اور کہنے کی توفیق ملتی کہ امت مسلمہ کے تمام علماء آئمہ جرح و تعدیل اس کو ضعیف لاشی اور غیر معتبر قرار دے رہے ہیں اور مولوی عبدالسمیع اور اس کی پارٹی اس جھوٹے کذاب کو بہت بڑا محدث ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے حالانکہ وہ سب سے بڑا محدث ہے اس پر جرح کرنے والے علامہ ذہبی، حافظ ابن نقطہ حنفی، حافظ ضیا مقدسی، حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ ابوالحسن، ابن عساکر، ابن نجار اور علامہ جلال الدین سیوطی جیسے بڑے بڑے علماء ہیں۔ اس کے محدث، ادیب، نحوی، مورخ، شاعر، عالم، فاضل، سیاح ہونے سے کسی کو انکار نہیں لیکن اس کے ساتھ خبیث اللسان، بدزبان، احمق، مغرور، کاذب، شکم پرور بھی تھے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

کثیر الوقیعۃ فی الائمہ و فی السلف من العماء خبیث اللسان احمق شدید الکبر قلیل النظر فی امور الدین متھاوناً۔ (لسان المیزان ص۲۹۶ ج ۴)

"(مولوی ابوالخطاب) ائمہ دین سلف صالحین کی شان میں بہت ہی گستاخی کیا کرتا تھا، گندی زبان کا مالک تھا، بڑا احمق بے وقوف اور متکبر تھا، دین کے معاملہ میں بڑا بے پرواہ اور سست تھا۔"

جھوٹا کذاب اور مکار تھا ابوالخطاب بدعتی
گستاخ مغرور اور بے وقوف تھا زبان کا لعنتی

محفل میلاد علماءِ اُمت کی نظر میں

علامہ نصیر الدین الاودی الشافعی سے کسی نے اس محفل میلاد کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

لا یفعل لانہ لم ینقل عن السلف الصالح وانما احدث بعد قرون الثلاثۃ فی الزمان الطالع ونحن لانتبع الخلف فیما اھمل السلف لانہ لا یکفی بھم الاتباع فای حاجۃ الابداع۔ (حقیقت میلاد ص ۳۱)

"یہ محفل نہ منائی جائے کیونکہ سلف صالحین سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا یہ تو قرون ثلاثہ یعنی صحابہ اور تابعین کے بعد برے زمانے کی ایجاد ہے اور ہم ایسی چیزوں میں جنہیں سلف نے بے کار اور غیر ضروری قرار دیا ہے بعد میں آنے والوں کی اتباع نہیں کرتے کیونکہ انہیں بھی سلف کی اتباع کافی تھی۔"

قاضی شہاب الدین حنفی دولت آبادی فرماتے ہیں

لا یعقد لانہ محدث وکل محدث ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار وما یفعلون من الجھال علی راس کل حول فی شھر الربیع الاول لیس بشیء ویقومون عند ذکرہ مولدہ ﷺ لانہ یجیئ روحہ وحاضر فزعمھم باطل بل ھذا الاعتقاد شرک وقد منع الائمتہ الاربعۃ من مثل ھذا۔

(فتاوی تحفۃ القضاۃ بحوالہ حقیقت میلاد ص ۴۲)

"یہ محفل میلاد منعقد نہ کی جائے کیونکہ یہ قرون ثلاثہ سے بعد کی بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ڈالتی ہے اور یہ جو ہر سال جاہل لوگ ۱۲ ربیع الاول کو مناتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں اور آپ کی ولادت کے ذکر کے موقع پر سارے اس اعتقاد سے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ حضور ﷺ کی روح آ جاتی ہے اور آپ ﷺ حاضر ہیں پس ان کا یہ نظریہ سراسر باطل ہے بے بنیاد بلکہ یہ اعتقاد تو شرک ہے۔ چاروں اماموں نے ایسی بدعات سے منع کیا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ ھ) فرماتے ہیں:

وکذالک ما احدثہ بعض الناس اما مضاھاۃ للنصاری فی میلاد عیسیٰ ؑ واما محبۃ للنبی ﷺ وتعظیما لہ واللہ حثھم علی ھذہ المحبۃ والتعظیم بالاجتھاد فی الاتباع لا علی البدع من اتخاذ مولد النبی ﷺ عیدا مع اختلاف الناس فی مولد فان ھذا لم یفعلہ السلف مع

قیام المقتضی لہ وعدم المانع منہ ولو کان ھذا خیر محضا اور اجحا لکان السلف احق بہ منا فانھم کانوا اشد حبا لرسول اللہ ﷺ و تعظیما لہ منا وھم علی الخیرا حراص

(صراط مستقیم بحوالہ تاریخ میلاد ص ۹۷)

"اور اسی طرح وہ عمل مولد جس کو بعض لوگوں نے ایجاد کیا تھا یا تو میلاد مسیح میں نصاریٰ کی نقل اتارنے کے لئے اور بہ سبب آنحضرت ﷺ کی تعظیم و محبت کے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ کامل اتباع کے آپ کی عظمت و محبت کا حکم دیا ہے نہ کہ ان بدعتوں کا کہ آپ کے یوم ولادت کو میلہ بنایا جائے حالانکہ ولادت کی تاریخ میں لوگوں کا اتفاق بھی نہیں بس یہ عمل مولد سلف نے نہیں کیا باوجودیکہ اس کا سبب اس وقت بھی موجود تھا اور کوئی مانع بھی نہیں تھا اور اگر اس میں خیر ہی خیر ہوتا یا خیر کا پہلو راجح ہوتا تو سلف صالحین ہم سے زیادہ کرنے کے حقدار ہوتے اس لئے کہ وہ ہم سے کہیں زیادہ آنحضرت ﷺ کی عظمت و محبت کرتے تھے اور خیر کے امور پر ہم سے زیادہ حریص تھے۔"

حضرت مجدد الف ثانیؒ (م ۱۰۳۵ھ) فرماتے ہیں:

"چھ سو سال تک جس عمل کا نام ونشان امت مسلمہ کے بہترین افراد کی زندگی میں نہ پایا جاتا ہو اس پر عمل کرنے کو کون سا مسلمان مستحسن اقدام قرار دے سکتا ہے بلکہ اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے چنانچہ علامہ عبدالرحمان مغربی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: ان عمل المولود بدعۃ لم یقل بہ ولم یفعلہ رسول اللہ ﷺ والخلفاء والائمۃ

مجلس میلاد منعقد کرنا بے شک بدعت ہے نہ تو آنحضرت ﷺ نے اور نہ آپ کے خلفاء راشدین اور ائمہ مجتہدین نے خود اس کو کیا ہے اور نہ اس کا حکم دیا ہے۔"

علامہ احمد بن محمد مصری لکھتے ہیں:

قد اتفق علماء المذاهب الاربعة بذم هذا العمل (القول المعتمد)

چاروں مذہب کے علماء اس مجلس میلاد کی مذمت پر متفق ہیں اور حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: انصاف کی نظر سے دیکھئے اگر حضرت محمد ﷺ اس وقت دنیا میں تشریف فرما ہوتے اور یہ مجلس اور یہ اجتماع منعقد ہوتا کیا آپ ﷺ اس پر راضی ہوتے اور اس اجتماع کو پسند فرماتے یا نہیں؟ فقیر (حضرت مجدد الف ثانیؒ) کا یقین یہ ہے کہ اس کو ہرگز جائز نہ رکھتے فقیر کا مقصود صرف امر حق کا اظہار ہے قبول کریں یا نہ کریں کوئی پرواہ نہیں اور نہ کسی جھگڑے کی گنجائش۔ (دفتر اول مکتوب ۲۷۳)

محفل میلاد ساتویں صدی کی ایجاد ہے اور جب سے یہ بدعت ایجاد ہوئی ہے علماء حق نے اسی وقت سے اس کی مخالفت شروع کی ہے لیکن بعض مفاد پرست اس کو کرتے چلے آئے ہیں۔

علامہ تاج الدین فاکہانی مالکی جو اکابرین امت میں سے ہیں، اپنی کتاب المورد میں لکھتے ہیں:

لا اعلم لهذا المولد اصلا فی کتاب و لا سنة ولا ینقل عمله عن احد من علماء الامة الذین هم قدوة فی الدین المتمسکون بآثار المتقدمین بل هو بدعة احدثها البطالون و شهوة نفس واعتنی بها الا کالون بدلیل انا اذا ادرنا علیها الاحکام الخمسة قلنا اما ان یکون واجبا

او مندوبا او مباحا او مکروها او ر محرما ولیس بواجب اجماعا و لا مندوبا لان حقیقة المندوب ما طلبه الشرع من غیر ذم علی ترکه و هذا لم یا ذن فیه الشرع لا فعله الصحابه و التابعون المتدینون فیما علمت و هذا جوابی عند بین یدی الله عزو جل اذ عنه سئلت ولا جائز ان یکون مباحاً لان الا بتدع فی الدین لیس مباحاً باجماع المسلمین فلم یبق الا ان یکون مکروها او حراماً۔

(تاریخ میلاد ص ۹۴)

"نہیں جانتا اس مولود کے لئے کوئی اصل نہ کتاب سے نہ سنت سے اور نہ یہ عمل علماء امت پیشوایانِ دین سے منقول ہے، جو پوری قوت سے آثار سلف صالحین کو تھامنے والے ہیں۔ بلکہ وہ مولود بدعت ہے اور اہل باطل اور خواہش پرستوں نے اسے ایجاد کیا ہے اور شکم پرستوں نے اس کا اہتمام کیا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اس پر احکام خمسہ کو دائر کیا جائے تو کہا جائے گا کہ یہ محفل میلاد کرنا یا تو واجب ہے یا مستحب یا مباح یا مکروہ یا حرام ہے اور اس کے واجب نہ ہونے پر تو سب کا اجماع اور اتفاق ہے، اور یہ مستحب بھی نہیں کیونکہ مستحب وہ ہوتا ہے جس کا شریعت مطالبہ کرے بدون مذمت کے اس کے ترک پر اور شریعت میں اس کا حکم اور اجازت نہیں اور نہ صحابہ تابعین متدینین نے یہ کیا ہے اور اللہ تعالی کے حضور میں یہی جواب عرض کروں گا اگر مجھ سے اس کا سوال ہوا۔ اور مباح بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ایجاد فی الدین مباح نہیں ہے باجماع مسلمین، پس کچھ باقی نہ رہا مگر یہ کہ یہ مولود مکروہ ہو یا حرام۔"

حافظ ابوالحسن علی بن فضل مقدسی (م ۶۱۱ھ) جن کا مولوی ابوالخطاب سے واسطہ بھی پڑا تھا، وہ اپنی کتاب "جامع المسائل" میں فرماتے ہیں:

ان عمل المولدلم ینقل عن السلف الصالح وانما احدث بعد قرون الثلث فی الزمان الطالع ونحن لا نتبع الخلف فیما اھمل السلف لانه یکفی بھم الاتباع فای حاجة الی لا بتداع۔ (تاریخ میلاد ص ۹۵)

"بے شک عمل مولد (محفل میلاد) سلف صالحین سے منقول نہیں ہے اور قرون ثلاثہ کے بعد برے زمانے کی ایجاد ہے اور جس عمل کو سلف نے نہیں کیا اس میں ہم پچھلوں کی پیروی نہیں کریں گے اس لئے کہ ہمیں سلف کی اتباع کافی ہے پھر بدعت ایجاد کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) ابن امیر الحاج کو دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی ما احدثو الناس من البدع والاھوا والغنا، بالات المحرمة عند عمل المولد الشریف فان اللہ تعالیٰ یثیبه علی قصدہٖ الجمیل ویسلك بنا سبیل السنة۔

(ما ثبت من السنة۔ بحواله تاریخ میلاد ص ۹۷)

"بے شک ابن الحاج نے مدخل میں اس پر زبردست رد کیا ہے جو لوگوں نے بدعتوں اور ہوا و ہوس اور حرام مزامیر سے گانا بجانا عمل میلاد کے وقت ایجاد کر رکھا ہے پس اللہ تعالیٰ ابن الحاج کو اس کی اچھی نیت کا ثواب عطا فرمائے اور ہمیں راہ سنت پر چلائے۔"

علامہ شریف الدین احمد حنبلی فرماتے ہیں:

ان ما یعمل بعض الامراء فی کل سنة احتفالا لمولدہ ﷺ فمع اشتماله علی التکلفات الشنیعة بنفسه بدعة احدثه من یتبع هواہ ولا یعلم ما امرہ صاحب الشریعه ونهاہ۔

(تاریخ میلاد ص ۱۰۰)

"بعض امراء جو ہر سال محفل میلاد منعقد کرتے ہیں باوجود اس کے مشتمل ہونے کے تکلفات شنیعہ پر وہ فی نفسہ خود بدعت ہے اس کو ان اہل ہوا نے ایجاد کیا ہے جو صاحب شریعت ﷺ کے نہ امر کو جانتے ہیں نہ نہی کو۔"

علامہ تقی الدین بکی کے شیخ علامہ ابن امیر الحاج (م ۷۳۷) مجلس میلاد کے متعلق اپنی کتاب مدخل میں لکھتے ہیں:

ومن جملة ما احدثوہ من البدع مع اعتقادهم ان ذالك من اکبر العبادات و اظهر الشعائر ما یفعلونه فی شهر ربیع الاول من المولد و قد احتوی ذالك علی بدع و محرمات۔ (مدخل ۱/۸۵)

"منجملہ ان بدعات کے جنہیں لوگوں نے بڑی عبادت اور بڑا شعار اسلام سمجھ کر ایجاد کیا ہے، وہ محفل میلاد ہے جو ماہ ربیع الاول میں کرتے ہیں، وہ بہت ساری بدعات اور محرمات پر مشتمل ہے۔"

علامہ ابن الحسن اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

ان هذا العمل لم ینقل من السلف ولا خیر فیما لم ینقل من السلف۔ (تاریخ میلاد ۱۰۲)

"عمل مولد سلف صالحین سے منقول نہیں اور سلف نے جس کام کو نہ کیا ہو
اس میں بہتری نہیں۔"

علامہ احمد بن محمد مصری مالکی فرماتے ہیں:

مع هذا قد اتفق علماء المذاهب الاربعة بذم هذا العمل۔ (قول معتمد)

"باوجود اس کے مذاہب اربعہ کے تمام علماء نے اس عمل مولد (محفل میلاد) کی مذمت پر اتفاق کیا ہے۔"

علامہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبدالحمید مالکی فرماتے ہیں:

مایهتم بعمل المولد فی ربیع الاول فلیق ان ینکر علی من یهتم به (قول معتمد) (تاریخ میلاد ۱۰۲)

"ماہ ربیع الاول میں عمل مولد (محفل میلاد) کے لئے جو اہتمام کیا جاتا ہے وہ اس لائق ہے کہ اس کے کرنے والے پر نکیر کرنا چاہئے۔"

شیخ نورالدین صاحب شرح مواہب لدنیہ فرماتے ہیں:

وقد نص الشارع علی افضلیة لیلة القدر ولم یتعرض لیلة مولده ولا لامثالها بالتفضیل دلیلا فوجب علینا ان نقتصر علی ما جاء منه ولا نبتدع شیئا۔

(شرح مواهب لدینه بحواله تاریخ میلاد ص ۱۰۰)

"بے شک شارع کی طرف سے نص ہے فضیلت شب قدر پر اور شب میلاد اور اس جیسے دوسرے مواقع پر کوئی تعرض نہیں کیا اور نہ ان کی فضیلت پر کوئی دلیل قائم کی ہے پس ہم پر واجب ہے کہ اکتفا کریں حکم شارع پر اور اپنی طرف سے کوئی بدعت ایجاد نہ کریں۔"

علامہ محمد بن ابو بکر مخزومی مالکی البدع والحوادث میں لکھتے ہیں:

ومن المنكرات القبيحة والمكروهات الفضيحه فى هذه الاعصار ما يعمل بمولد النبى ﷺ فى بعض الامصار وما هلك امة من احم المرسلين الا بابتداع فى الدين۔ (تاريخ ميلاد ص ۱۰۳)

''منکرات قبیحہ اور مکروہات فضیحہ میں سے اس زمانے میں عمل مولد (محفل میلاد) ہے جو بعض جگہ ہوتا ہے اور کوئی امت اگلے رسولوں کی تباہ نہیں ہوئی مگر دین میں نئی باتیں اور بدعات پیدا کرنے سے۔''

علامہ علاؤ الدین بن اسماعیل الشافعی فرماتے ہیں:

ما يحتفل المولدہ ﷺ بدعة يذمه فاعلها۔

(شرح البعث والنشور بحوالہ تاریخ میلاد ص ۱۰۳)

''مولود (مجلس میلاد) بدعت ہے اس کا کرنے والا قابل مذمت ہے۔''

حافظ ابو بکر بن عبدالغنی مشہور بہ ابن نقطہ بغدادی حنفی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

ان عمل المولد لم ينقل عن السلف ولا خير فيما لم يعمل السلف۔ (بحواله تاريخ ميلاد ص ۱۰۳)

''بے شک عمل مولد (مجلس میلاد) سلف سے منقول نہیں اور جس کو سلف نے نہیں کیا اس میں خیر نہیں۔''

مجوزین کے ہاں مجلس میلاد کا تصور

علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے لکھا ہے:

عندى ان اصل المولد وهو اجتماع الناس و قراة ما تيسر من القرآن و رواية الاخبار والواردة فى مبدأ

امر النبی ﷺ و ما وقع فی مولدہ من الایات ثم یمد لھم سماط یا کلونہ و ینصرفون من غیر زیادۃ علی ذالك من البدع الحسنۃ (حسنۃ المقصد)

''میرے نزدیک اصل مولد جس کی حقیقت یہ ہے کہ لوگ جمع ہوں اور جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں اور کچھ حدیثیں جو ابتدائے پیدائش حضور ﷺ میں وارد ہیں، کچھ معجزات جو ولادت کے وقت واقع ہوئے، بیان کئے جائیں، پھر دسترخوان بچھایا جائے، لوگ کھانا کھائیں اور چل دیں، اس سے زیادہ اور کچھ نہ کریں تو بدعت حسنہ ہے۔'' (تاریخ میلاد ۴۲)

مولوی احمد رضا خان بریلوی نے لکھا ہے:

''جس قدر ہو سکے لوگ جمع کئے جائیں اور انہیں ذکر ولادت باسعات سنایا جائے، اسی کا نام مجلس میلاد ہے۔'' (اقامۃ القیامۃ ۲۸)

مولوی عرفان علی رضا خانی نے لکھا ہے کہ:

''ولادت پاک کا ذکر کرنا چند آدمیوں کا آواز ملا کر نعت پڑھنا، عمدہ فرش بچھانا، روشنی کرنا، گلدستوں اور مختلف قسم کی آرائشوں سے ان محافل کو آراستہ کرنا، خوشبو لگانا، گلاب پاشی کرنا، شیرینی کا تقسیم کرنا، منبر بچھانا، قیام کرنا۔'' (عرفان ہدایت ملخصا: ۳،۴)

مولوی سید حمزہ رضا خانی نے لکھا ہے:

''وہ مجلس جو امور مذکورہ ذیل پر مشتمل ہے، ذکر ولادت سرور عالم ﷺ استعمال خوشبو، آراستگی مکان، شیرینی، کثرت درود شریف، قیام، تداعی، تعیین وقت۔'' (در المنظم ۱۳۵)

مولوی عبدالسمیع رامپوری رضا خانی لکھتے ہیں:

''اور محفل مولود شریف میں کچھ نہیں سوائے خیرات وحسنات کے، معجزات کا پڑھنا، اطعام، طعام یا تقسیم حلویات وثمر وغیرہ اور کثرت درود وسلام و تعظیم اور مدائح نبوی ﷺ'' (انوار ساطعہ ۱۸۸)

یہ ہے مجوزین کی محفل میلاد کی تفصیل جس کو انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ لیکن موجودہ زمانہ کا جشن عید میلاد النبی دیکھیں، زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا اور جب ان لوگوں نے قرآن وحدیث کے ساتھ اپنے خانہ ساز پیوند لگائے ہیں اور ان صریح ارشادات کے باوجود اپنی طرف سے بہت کچھ ان میں داخل کر کے دین بنانے کی کوشش کی ہے تو احمد رضا خان کس باغ کی مولی ہے کہ اس کے ارشادات کو من وعن اس طرح تسلیم کیا جائے جیسا کہ اس نے کہا ہے۔ پیوند لگانا اور اعمال کو اپنی طرف سے بڑھانا تو خان صاحب بریلوی ہی کا بتایا ہوا نسخہ ہے جو اعلیٰ حضرت کے نام لیوا استعمال کر رہے ہیں۔ محفل میلاد سے عید میلاد النبی اور پھر عید میلاد النبی سے جشن عید میلاد النبی کا بننا تو فطری تقاضا ہے۔ ان عبارات میں جشن عید میلاد النبی اور جلوس کا کہیں ذکر ہے؟ اگر نہیں تو پھر تو یہ بدعات کے اندر ایک ایسی بدعت ہے جس کا حکم اہل بدعت نے بھی نہیں دیا۔ اگر آج خان صاحب بریلوی اپنی قبر سے گردن اٹھا کر دیکھ لیں تو حیران وششدر رہ جائیں گے کہ میں نے اپنی موت سے دو گھنٹے سترہ منٹ پہلے جو وصیت کی تھی کہ میرے دین وشریعت پر کاربند رہنا اہم سے اہم فریضہ ہے، اس پر تو میری امت نے کوئی عمل نہیں کیا اور ان کی بدعات کی بھوک تو مجھ سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن مغربی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں۔

ان عمل المولد بدعة لم يقل به و لم يفعله رسول الله ﷺ والخلفاء و الائمة (كذا فى الشرعة الالهيه بحواله راه سنت: ۲۹۳)

''بے شک محفل میلاد منانا بدعت ہے، نہ تو آنحضرت ﷺ، نہ آپ کے خلفاء راشدین اور نہ ائمہ مجتہدین نے خود اس کو کیا ہے اور نہ اس کا حکم دیا ہے۔''

مجوزین میں علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لیس فیه نص ولکن فیه قیاس (حسن المقصد)

''اس (محفل میلاد) کے جواز پر نص تو کوئی نہیں البتہ قیاس ہے۔''

امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہٗ (م ۲۰۰۹ء) فرماتے ہیں:

''(جلال الدین سیوطی نے) قیاس میں جو پیش کیا وہ فاسد اور یہ بات بھی نظرانداز کر دی گئی کہ جس چیز کا سبب اور محرک خیر القرون میں موجود تھا، اس میں قیاس اور اجتہاد کرنے کی گنجائش ہی کہاں سے پیدا ہوگئی اور مولوی عبدالسمیع صاحب (وغیرہ) جب آئے تو انہوں نے اپنے دل کی تسکین اور اپنے حواریوں کی تشفی کے لئے تہتر (۷۳) ناموں کی فہرست بھی دے دی کہ یہ حضرات عمل مولد کو مستحسن سمجھتے تھے۔ (انوار ساطعہ ۲۴۸، ۲۵۰) مگر اس پر غور نہ کیا کہ حضرات صحابہ کرام اور تابعین کا نام ان میں ہے یا نہیں؟ حضرات ائمہ مجتہدین اور مستند محدثین کا ذکر بھی ہے یا نہیں؟ پھر اس پر بھی غور نہ کیا کہ ان میں اکثریت صوفیاء کرام کی ہے جن کا عمل بقول مجدد الف ثانی حجت نہیں، عمل صوفیہ در حل و حرمت سند نیست۔ اور جو بعض محقق عالم ہیں وہ خود قیاس فاسد کی غلطی کا شکار ہیں اور بعض وہ بھی ہیں جو اس تاریخ میں فقط فقراء کو کھانا کھلاتے تھے اور بعض نفس ذکر ولادت کے استحباب کے قائل تھے اور بعض صرف دل میں خوشی کے اظہار کے قائل تھے۔'' (راہ سنت ۱۶۵)

میلاد شریف فرض کفایہ ہے؟

قاضی فضل احمد بریلوی رضاخانی لکھتے ہیں کہ:

”پہلے زمانے میں مولود شریف کرنا مستحسن یا مستحب اور مسنون تھا لیکن
اب اس زمانے میں اس کو ضروری تصور کر کے فرض کفایہ تحریر فرمایا ہے۔“

(انوار آفتاب ہدایت ۳۹۸)

قیام کے متعلق بھی قاضی فضل احمد رضاخانی لکھتے ہیں:

”ترک کرنا قیام کا حضور سرور عالم ﷺ کی جناب میں استخفاف اور توہین
ہے جو کفر ہے۔“ (انوار آفتاب ہدایت ۴۳۴)

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بانس بریلی اور ان کے دیگر چالیس علماء نے قاضی صاحب کی اس کتاب کی تصدیق کی ہے اس لئے یہ قاضی صاحب کی انفرادی رائے نہیں بلکہ اُمت بریلویہ کا اجماع ہے کہ مولود شریف پڑھنا فرض کفایہ ہے اور محفل میلاد میں قیام نہ کرنا کفر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا چھ سو سالہ دور اس فرض سے غافل اور کفر پر اڑا رہا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت عثمان غنی ؓ، حضرت علی المرتضیٰ ؓ، حضرت حسن ؓ و حسین ؓ، حضرت امیر معاویہ ؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو یہ پتہ بھی نہ چل سکا کہ فرائض میں ایک فریضہ یہ بھی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ، امام ابو یوسفؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر ائمہ مجتہدین ساری زندگی فقہی جزئیات بیان کرتے رہے مگر انہیں بھی اس فرض کا پتہ نہ چل سکا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت شبلیؒ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور دیگر بزرگان اسلام ساری زندگی عبادات میں مشغول رہے مگر انہیں بھی اس فرض کا ادراک نہ ہو سکا اور یہ تمام صحابہ کرام ؓ، ائمہ مجتہدین،

علماء کرام، صوفیاء عظام، اکابرین اُمت اس فرض سے ناواقف رہے اور اس کے بغیر دنیا سے چلے گئے۔ بانس بریلی کے بدبودار حجرے میں انگریز کے حاشیہ نشینوں کو اس فرض کا علم ہوا اور یہ بھی تقریباً سو سال پہلے کا حکم قاضی صاحب بیان فرمارہے ہیں، اب تو فرض عین کے درجے تک پہنچ چکا ہے۔

جس عظیم الشان اہتمام کے ساتھ اس کے لئے پورے سال تیاریاں کی جاتی ہیں اور جس کروفر کے ساتھ اس کا اہتمام کیا جاتا ہے وہ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جیسے فرائض کے لئے بھی نہیں کیا جاتا جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عمل جشن عید میلاد منانا ان تمام فرائض سے زیادہ اہم فرض ہے۔ مفتی احمد یار خان گجراتی رضا خانی لکھتے ہیں:

> ''بعض دیہات کے لوگ جمعہ میں نہیں آتے اور اس طرح سے بلاؤ تو جمع نہیں ہوتے ہاں محفل میلاد شریف کا نام لو تو فوراً بڑے شوق سے جمع ہو جاتے ہیں، خود میں نے بھی اس کا بہت تجربہ کیا ہے۔'' (جاء الحق ۱/۲۴۷)

یہ حقیقت ہے کہ لوگ شیطانی کاموں کے لئے بڑے شوق سے جمع ہوتے ہیں۔ کہیں ناچ گانے کا پروگرام ہو تو وہاں لوگ کتنے شوق سے جمع ہوتے ہیں اور یہ بھی سنن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹانے کے لئے ایک شیطانی عمل ہے اور اوباش طبقہ کے لئے سرور و فرحت کا سامان ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگ ناؤ نوش، پلاؤ زردہ، بریانی و حلوہ ہڑپ کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ دانت گسائی کا عمل نہ کریں پھر اگلے سال دیکھیں کتنے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے آنے والوں کو دیکھ کر رضا خانی مولوی بھی آپے سے نکل کر اکثریت کا دعویٰ کرنے لگ جاتے ہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کچھ تو ناؤ ونوش کے لئے آئے ہیں، کچھ تفریح طبع اور کچھ تماشہ کرنے اور کچھ ان کی منحوس شکلوں سے عبرت حاصل کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

اکابرین اُمت کی زندگی

۱۲ ربیع الاوّل احمد رضا خان بریلوی سمیت اُمت مسلمہ کے تمام محدثین، مفسرین اور مؤرخین کے نزدیک سرکارِ دوعالم ﷺ کے وصال کا دن ہے۔ جس دن آنحضرت ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے اس دن صدیق اکبرؓ سمیت پورا مدینہ رو رہا تھا، صحابہ کرامؓ غم سے نڈھال تھے۔ جگر گوشۂ رسولؐ حضرت فاطمۃ الزہراؓ رو رو کر فرما رہی تھی:

صبت علی مصائب لو انها
صبت علی الایام صرن لیالیا

''مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹ پڑے، اگر یہ دنوں پر پڑتے تو وہ بھی غم کی وجہ سے رات کی تاریکی میں تبدیل ہو جاتے۔''

ابلیس لعین خوشی منا رہا تھا۔ منافقین، یہود اور عیسائی خوش ہو رہے تھے، مشرکین اور ان کے سردار خوشیاں منا رہے تھے۔ اب ۱۲ ربیع الاوّل کو خوشیاں منانے والے، جشن کی خرمستیوں میں گم ہونے والے، پلاؤ زردہ، کھیر وحلوہ ہڑپ کرنے والے بتائیں کہ وہ کس کے نقش قدم پر جا رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں ۱۲ ربیع الاوّل دو مرتبہ آیا......

حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں ۱۲ ربیع الاوّل دس مرتبہ آیا......

حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں ۱۲ ربیع الاوّل بارہ مرتبہ آیا......

حضرت علی المرتضیٰؓ کے دور خلافت میں ۱۲ ربیع الاوّل پانچ مرتبہ آیا......

حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں ۱۲ ربیع الاوّل انیس مرتبہ آیا......

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور خلافت میں ۱۲ ربیع الاوّل دو مرتبہ آیا......

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل چالیس مرتبہ آیا......

حضرت امام مالکؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل چونسٹھ مرتبہ آیا......

حضرت امام شافعیؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل ترپن مرتبہ آیا......

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل چھیالیس مرتبہ آیا...

حضرت امام بخاریؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل اڑتیس مرتبہ آیا......

امام نسائیؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل چھیالیس مرتبہ آیا......

امام غزالیؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل سنتالیس مرتبہ آیا...

امام رازیؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل اکتالیس مرتبہ آیا......

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل ستاون مرتبہ آیا......

خواجہ معین الدین چشتیؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل اکیاون مرتبہ آیا......

خواجہ بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل پینتالیس مرتبہ آیا......

خواجہ علاؤالدین صابر کلیریؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل بیالیس مرتبہ آیا......

خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل باون مرتبہ آیا......

سلطان العارفین سلطان باہوؒ کے دور میں ۱۲ ربیع الاوّل پچاس مرتبہ آیا......

لاکھوں محدثین، مفسرین، علماء، مجتہدین، صوفیاء، اتقیاء، اولیاء جو اسلام کے چھ سو سالہ تاریخ میں گزرے ہیں لیکن ان میں سے کسی نے بھی ۱۲ ربیع الاوّل کے دن جشن عید میلاد النبی کا جلوس نکالا، نہ جھنڈیاں لگائیں، نہ بتیاں جلائیں، نہ خوشیاں منائیں، نہ جشن آمد رسولؐ کے گیت گائے۔ نعوذ باللہ کیا یہ تمام کے تمام قرآن وحدیث سے ناواقف تھے یا انھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت وعقیدت نہیں تھی؟ یا وہ کفار کے مقابلہ میں شوکت اسلام کے منکر تھے؟ یا وہ اس کے فرض کفایہ ہونے سے لاعلم تھے۔ اگر وہ اس کے استحباب کے بھی قائل ہوتے تو ضرور ان کی زندگی کے حالات میں یہ چیز پائی جاتی اور ہم تو ان بزرگوں کے نقش قدم پر زندگی کی منازل طے کرنے والے ہیں، اسی کی دعوت دیتے ہیں۔ اور جو اس سے ہٹ کر زندگی کے لمحات کو رنگین بنانے کی فکر میں ہیں یا منہ کا ذائقہ نمکین کرنے کے

چکر میں ہیں وہ بتائیں کہ ان کا پیشوا کون ہے؟ ان کا مقتدا کون ہے؟ ان کا امام کون ہے؟ عمر بن ملا محمد، ابوالخطاب دحیہ کلبی، شاہ اربل، عنایت اللہ قادری یا کوئی بدبخت پادری جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی سنتوں کو مٹا کر گمراہی، خواہش پرستی، نفس پرستی اور پیٹ پرستی کے تباہ کن دروازے کھول کر اُمت مسلمہ کو صراط مستقیم سے ہٹا کر شیطان لعین کے پیچھے لگا دیا ہے۔

تین بدعات......اہل بدعت کے شعار

اسلام کا چھ سو سالہ دور بدعات وخواہشات سے پاک تھا۔ ساتویں صدی اور آٹھوی صدی ہجری میں ایجاد بدعات کی وبا چلی اور کئی بدعات معرض وجود میں آئیں اور پھر ان بدعات نے ایسا رنگ اختیار کیا کہ آج وہی بدعات اُمت بریلویہ کی علامت وپہچان بن چکی ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُمت بریلویہ کا دین وشریعت ساتویں صدی میں وجود میں آیا ہے۔ اسلام کے چھ سو سالہ دور کے ساتھ اہل بدعت کا کوئی تعلق نہیں۔

(۱)......محفل میلاد

تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ مروجہ محفل میلاد جس نے آگے چل کر جشن عید میلاد النبیؐ کی شکل اختیار کی اور اہل بدعت کا شعار بن گیا اور ان کے اہم لاہم فرائض کی صورت اختیار کر گیا اس کو ۶۰۴ ہجری میں ایک بے دین بادشاہ مظفر الدین کوکری نے ایجاد کیا۔ اگرچہ اس کا اصل موجد عمر بن ملا محمد موصلی ہے مگر شاہ اربل نے اسے اپنے تعیش کا سامان بنا کر اجتماعی طور پر مروج کیا اور اسی بے دین بادشاہ کی معرفت اس کی ترویج ہوئی۔

(۲)......سبز پگڑی

علامہ ابن حجر مکی، علامہ جلال الدین السیوطی، امام ابوجعفر کتانی اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ سبز پگڑی کی علامت ۷۷۳ھ میں بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے

معرض وجود میں آئی۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی کی تبلیغی جماعت کے مقابلہ میں ترویج بدعات کے لئے الیاس عطاری نامی شخص نے بھولی بھیڑوں کا ایک ریوڑ تیار کیا ہے اور ان سنتوں پھرے بھائیوں نے بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کی ایجاد کردہ پگڑی کو اپنی پہچان کی ایسی علامت قرار دیا ہے کہ گویا یہی ایمان کی علامت ہے، اس کے بغیر کوئی شخص سنتوں پھرے برادری میں شامل نہیں، نہ ہی سنتوں پھرے اجتماعات کی رونق بن سکتا ہے۔ دعوتِ اسلامی کا سب سے بڑا مقصد کسی شخص کے سر پر سبز پگڑی سجانا ہے، یہ بھی اُمت بریلویہ کی پہچان بن چکی ہے۔

(۳)......الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو اذان کے ساتھ پڑھنا

علامہ جلال الدین سیوطی، امام طحاوی حنفی اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں۔ سلطان حاجی بن اشرف شعبان کے عہد میں ماہِ شعبان ۷۹۱ھ میں قاہرہ کے شیعہ محتسب قاضی نجم الدین طبندی نے یہ حکم جاری کیا کہ مؤذن ہر اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھا کریں۔ یہ ایک جاہل، بداخلاق، کمینہ، بے حیا، حرام خور، رشوت خور شیعہ محتسب تھا جس نے اذان بلالی کو بگاڑ کر ایک نئی چیز کو اذان کا حصہ بنایا۔ آگے چل کر یہ بھی اُمت بریلویہ کا شعار بن گیا۔ آج اذان کو اس کے بغیر نامکمل سمجھا جاتا ہے۔ یہ تینوں بدعات اہل بدعت کے شعار اور سنت نبویہ علیہ السلام کے مقابلہ میں یہی ان کی پہچان ہیں۔

قارئین کرام! خود سوچئے کہ ان کا آنحضرت ﷺ، صحابہ کرامؓ، اولیاء عظامؒ کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ یہ ایک ایسا زہریلا گروہ ہے جس کا مقصد آنحضرت ﷺ کی سنتوں کو چن چن کر مٹانا اور ان کی جگہ بے دین، گمراہ، حرام خور بادشاہوں اور ان مصاحبوں کے ناپاک اعمال رائج کر کے اُمت مسلمہ کو تنزل اور پستی کے عمیق گڑھے میں دھکیلنا ہے۔ کیونکہ سنت نبویہ پر عمل کرنے سے اُمت میں وحدت و اجتماعیت پیدا ہوتی ہے جس سے اُمت مسلمہ کو عروج ملتا ہے۔ اس کے بالمقابل بدعت پر عمل کرنے سے اُمت میں افتراق و انتشار پید

اہوتا ہے جس سے اُمت مسلمہ تنزل اور تباہی کا شکار ہوتی ہے۔ یہ گروہ غیروں کی آلہ کاری میں اسی مقصد کے لئے بدعات کو عالمی سطح پر مروج کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اس کی واضح دلیل گزشتہ سال ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ ۲۸ فروری ۲۰۱۰ء کے عید میلاد النبیؐ کے جلوس میں برطانوی وزیر خارجہ ملی بینڈ کی شرکت اور خطاب ہے جس نے سبز پگڑی پہن کر اپنے آلہ کاروں کو ہدایات دی تھیں۔

میلادی جلوس کے شرکاء کے ہاتھوں ایک غریب طالبعلم کا قتل

جشن عید میلاد النبیؐ کے جلوس کو اُمت بریلویہ نے ہمیشہ ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے اور اس دن پورے ملک میں آنحضرت ﷺ کی ولادت کے نام سے علماء دیوبند کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا ہوتا ہے۔ کفر کے فتوے داغے جاتے ہیں، مدارس پر پتھراؤ ہوتا ہے، مساجد کی بے حرمتی ہوتی ہے اور یوں بریلویت کے ننگے پن کا خوب اظہار ہوتا ہے۔

۱۱ ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۷ فروری ۲۰۱۰ء رات کے وقت بعض افراد (جشن آمد رسول کے نعرے لگانے والے رضاخانیوں) نے معروف دینی ادارے جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے دروازے کے باہر کھڑے ہو کر اکابر علماء دیوبند کے خلاف غلط زبان استعمال کی جس پر علاقے میں شدید اشتعال پھیلا جو تصادم کی شکل اختیار کر گیا۔ اس دوران لانڈھی میں ہونے والی سیرۃ النبی کانفرنس میں شرکت کے بعد واپس آنے والے جامعہ صدیقیہ شاہ فیصل کالونی کے تین طلباء کو کورنگی سے شاہ فیصل کالونی آنے والے پل کو کراس کرتے ہی تھانے کے سامنے مشتعل افراد نے گھیر لیا۔ ایک ٹرک میں سوار طلباء واپس لوٹ گئے اور رات جامعہ دارالعلوم کراچی کے گیٹ کے باہر گزارنے پر مجبور ہوئے جب کہ ایک ٹرک کے طلباء بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ درمیانی ٹرک کے طلباء کو مشتعل افراد نے نرغے میں لے کر پتھروں، لاٹھیوں اور دیگر آلات سے نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں ایک طالبعلم صغیر احمد جاں بحق جب کہ چار طلباء زخمی ہوئے۔ یہ سب کچھ پولیس کی موجودگی میں

تھانے کے سامنے ہوا۔ پھر پولیس نے بھی کمزور اور طاقتور کو دیکھتے ہوئے قانون کی بجائے اپنی روش پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ ملزمان کو پکڑنے کی بجائے صغیر احمد شہید کے ساتھیوں کو ہی پکڑ کر تھانے لے گئے، ابتدائی مقدمہ بھی جامعہ حمادیہ کے خلاف درج کیا گیا تاہم اہل محلہ کے شدید احتجاج پر طلباء کو رہا کر دیا گیا۔ جامعہ صدیقیہ کی انتظامیہ اور دیگر علماء نے علاقے کو کشیدگی سے بچانے کے لئے شہید ہونے والے طالب علم صغیر احمد کی نمازِ جنازہ شاہ فیصل کالونی میں اپنے ادارہ میں پڑھانے کی بجائے گلشن عمر سہراب گوٹھ لا کر پڑھائی، اس کے بعد میت کشمیر روانہ کی گئی۔

صغیر احمد اپنے دو پیدائشی معذور بھائیوں، معذور ماں اور دیگر اہل خانہ کا واحد کفیل تھا جو مدرسہ میں تعلیم کے ساتھ ساتھ مساجد و مدارس کے باہر ٹوپیاں، تسبیحیں اور دیگر سامان فروخت کر کے اپنے اہل خانہ کی کفالت کرتا تھا۔ صغیر احمد نہایت ذہین مگر غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ (روزنامہ اسلام ۷ مارچ ۲۰۱۰ء)

یہ جشن عید میلاد النبیؐ کے جلوسوں کا اصل مقصد اور رضاخانیت کا اصلی چہرہ ہے۔ عشق رسولؐ کے نعرے صرف ڈھونگ ہیں۔ صغیر احمد شہید نے کون سا جرم کیا تھا؟ مگر بریلویت کے بے لگام غنڈوں نے ایک غریب، بے سہارا طالبعلم کو بڑی بے دردی سے شہید کر کے عید میلاد النبیؐ کا جشن منایا۔ عشق رسولؐ کے پرفریب نعروں کی آڑ میں رضاخانی دہشت گردوں نے کتنا عظیم ظلم کیا۔ ایک معذور بوڑھی ماں اور دو معذور بچوں سے ان کا واحد سہارا چھین کر عذاب الٰہی کو دعوت دی۔ کیا ان کے خرمستانہ کرتوت، اچھل کود، حلوہ خوری انہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے گی؟

عید میلاد النبیؐ کی آڑ میں گھناؤنے کرتوت

عید میلاد النبیؐ کا جلوس ایک ایسا عمل ہے جس کو فرنگیوں نے غلام ہندوستان میں رواج دے کر اپنے خودکاشتہ پودے کو ایک ہتھیار فراہم کیا اور اس کے ذریعے اُمت بریلویہ

اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کر کے ابلیسی کردار ادا کر رہی ہے۔عید میلاد النبیؐ کے جلوسوں میں علماء دیوبند کو گالیاں دینا تو اس جلوس کا شعار بن چکا ہے اور علماء دیوبند کے مدارس پر پتھراؤ بھی اس کا ضروری جز ہے۔ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ ۲۸ فروری ۲۰۱۰ء کو فیصل آباد میں عید میلاد النبیؐ کے جلوس نے جو شرمناک کاروائی کی وہ بریلویت کی اصلیت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔

مولوی سردار احمد گورداسپوری کا صاحبزادہ فضل کریم بریلوی رضاخانی سنی اتحاد کونسل کا سربراہ اس جلوس کی قیادت کر رہا تھا۔ یہ وہی فضل کریم ہے جس نے سوات اور وزیرستان آپریشن کے دوران طالبان کے خلاف اور امریکی سرکار کی حمایت میں کئی جلوس نکالے اور استحکام پاکستان کے نام سے ریلیاں منعقد کر کے امریکہ سے خوب ڈالر وصول کئے اور ان ریلیوں میں علماء دیوبند کے خلاف غلیظ زبان استعمال کر کے اپنے والد اور ان کے پیش رو غلام احمد قادیانی کی روح کو تسکین پہنچائی۔ اسی گورداسپوری خمیر نے داتا دربار پر خودکش حملوں کے بعد رائے ونڈ اجتماع کی پابندی اور علماء دیوبند کے مدارس میں رضاخانی نصاب تعلیم پڑھانے کا امریکی مطالبہ حکومت پنجاب سے کیا تھا۔ امریکہ شہ پر فرقہ واریت پھیلانے والے اس ابلیسی کردار نے اپنی کئی تقریروں میں علماء دیوبند کے مدارس خصوصاً جامعۃ الاسلامیہ عربیہ بنوری ٹاؤن پر امریکی سرکار سے ڈرون حملوں کا مطالبہ کیا ہے۔ جہاد اور مجاہدین کے خلاف مہم چلاتا اس امریکی ٹاؤٹ کو مرزا غلام احمد قادیانی ملعون سے ورثہ میں ملا ہے (کیونکہ خمیر وہیں کا ہے)۔

رپورٹ کے مطابق ہفتہ کے روز ۱۲ ربیع الاوّل کا جلوس اپنے روٹ سے ہٹ کر گول مسجد کی طرف آیا اور اس کے شرکاء نے دیوبند مسلک کے اکابر کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور مسجد میں ظہر کی نماز میں مصروف نمازیوں پر پتھراؤ کیا۔ جوابی پتھراؤ کے بعد دونوں اطراف سے فائرنگ شروع ہو گئی جس کے بعد جلوس کے شرکاء نے تھانہ غلام محمد آباد کا رخ

کیا اور تھانے پر پتھراؤ کے بعد احاطے میں کھڑی گاڑیوں کو نذر آتش کر دیا جس سے درجنوں کاریں اور موٹر سائیکلیں جل کر راکھ ہو گئیں۔ بعد ازاں شرکاء جلوس (جشن عید میلاد النبیؐ) کے نعرے لگاتے ہوئے گول مسجد کے خطیب مولانا زاہد محمود قاسمی کے گھر پہنچے اور وہاں سے سامان لوٹنے کے بعد گھر کو آگ لگا دی جس سے گھر میں موجود کتابوں کی وسیع لائبریری، اس میں موجود قرآن پاک کے نسخے، تین کاریں اور ایک موٹر سائیکل سمیت لاکھوں کا سامان جل کر راکھ ہو گیا۔ جلوس کے شرکاء نے فائر بریگیڈ کی گاڑی کو بھی آگ بجھانے کے لئے نہیں جانے دیا جب کہ پولیس کی بھاری نفری تماشہ دیکھتی رہی۔ جلوس کے شرکاء نے جامعہ قاسمیہ اور اس کے مرحوم مہتمم مولانا ضیاء القاسمی کے مزار پر بھی پتھراؤ کیا اور دیوبندی مسلک کے خلاف نعرے بازی کی جب کہ مدرسہ کے اندر سے کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی گئی۔ (روزنامہ اسلام یکم مارچ ۲۰۱۰)

یہ ہے عشق رسولؐ کے دعویداروں کی اصلی حقیقت۔ مسجد پر پتھراؤ، نمازیوں پر پتھراؤ، قبروں پر پتھراؤ، گھروں کو لوٹنا، کلام اللہ شریف، کتب احادیث اور دیگر دینی کتب کو جلانا، مسلمانوں کی املاک کو نذر آتش کرنا، اکابر علماء دیوبند کو گالیاں بکنا، اسی کا نام جشن عید میلاد النبیؐ رکھا ہے اور رضا خانی غنڈوں نے اس غنڈہ گردی، دہشت گردی، ایمان سوزی کو جشن آمد رسولؐ کا نام دیا ہے۔ کتنے بڑے بدبخت اور بے ایمان لوگ تھے جو جشن آمد رسولؐ کے نعرے لگاتے ہوئے اکابر علماء دیوبند کے خلاف بکواسات کرتے ہوئے مولانا ضیاء القاسمی مرحوم کی مسجد و مدرسہ اور ان کے مزار پر حملہ آور ہوئے اور قرآن پاک کے نسخوں اور دینی کتب کو آگ لگا کر امریکیوں کی نمک حلالی کا ثبوت دیا۔ فضل کریم کا باپ چھپا ہوا قادیانی تھا مگر بیٹا کھلم کھلا اسلام دشمن بن کر امریکہ کی خدمت گزاری کر رہا ہے۔ جشن عید میلاد النبیؐ کے جلوس کے موقع پر ہر شہر کے رضا خانیوں کے یہی عزائم ہوتے ہیں مگر انہیں جرأت نہیں ہوتی جب کہ یہاں صاحبزادہ فضل کریم نے پنٹاگون کی طاقت کے بل بوتے

یہ جرأت کر کے اپنا اصلی چہرہ دنیا کے سامنے بے نقاب کیا۔ افسوس ہے کہ کسی رضا خانی نے قرآن پاک کے نسخے جلانے پر کوئی احتجاج نہیں کیا اور نہ ہی فضل کریم کی اس گھناؤنی حرکت کی مذمت کی۔ مولانا ضیاء القاسمی کی صدائے حق سے بھاگ کر شیطان کی طرح گوز مارنے والے مولوی سردار کے ناخلف بیٹے نے ان کے مزار پر پتھراؤ کیا۔ قبر پر پتھراؤ کرنا کون سی مردانگی ہے؟ امریکی ڈالروں کو ہضم کرنے کے لئے فضل کریم نے یہ گھناؤنا جرم کیا۔ صوفی ازم کے نام پر بریلویت پر ڈالروں کی بارش برسانے والا امریکہ غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ وہ رضا خانیت کے ذریعے فلسفہ جہاد کو مٹا دے گا؟ مگر یہ اس کی خام خیالی ہے۔ اسے یاد کرنا چاہئے کہ برطانیہ نے بھی کسی زمانہ میں دولت وقوت کے بل بوتے پر اعلیٰ حضرت سے یہ خدمت لی تھی اور مجدد صاحب نے ''اعلام الاعلام بان ہندستان دار الاسلام'' نامی کتاب لکھ کر جہاد کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ جہاد اور فلسفہ جہاد کو ختم نہیں کر سکے تو اس کے چیلے کا ناخلف بیٹا اپنے کرتوتوں سے جہاد اور مجاہدین کو کیسے ختم کرے گا؟ علماء دیوبند جب تک دنیا میں موجود ہیں، عالمی استعمار اور اس کے چیلوں کے خلاف جہاد جاری رہے گا۔ صاجزادہ صاحب بھی اپنے بزرگوں کی طرح یہ حسرت لے کر قبر کے اندر دفن ہوگا۔

جشن عید میلاد النبیؐ یا مساجد و مدارس کی دشمنی

اسی روز ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ کے جلوس نے جشن آمد رسولؐ کے نعرے لگاتے ہوئے ڈیرہ اسماعیل خان میں مخالفین کے ایک مدرسہ اور مسجد کو گرا کر نذر آتش کر دیا۔ مشتعل افراد نے مدرسہ عربیہ اسلامیہ اشرفیہ اور مسجد گرا دی اور دونوں کو نذر آتش کر دیا۔

(روزنامہ اسلام یکم مارچ ۲۰۱۰)

حاشیہ...... فضل کریم مسلم لیگ ن کے ٹکٹ پر فیصل آباد سے دوسری مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے ہیں جب کہ حامد سعید کاظمی پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر ملتان سے قومی اسمبلی میں پہنچ کر وزارت مذہبی امور پر فائز ہو کر حجاج کرام کو لوٹنے میں لگے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ بریلویت کے نام پر انہیں کوئی بھی ووٹ دینے کے لئے تیار نہیں اس لئے دوسری پارٹیوں کا روپ دھار کر بریلویت کے مردہ گھوڑے کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہ اُمت بریلویہ کے وہ مذموم عزائم ہیں جن کے لئے وہ جشن عید میلادالنبیؐ کو آڑ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ جشن آمد رسولؐ کے خوشنما نعرے لگا کر ابو جہل وابولہب کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتے ہیں لیکن:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

فضل کریم اور حامد سعید کاظمی جیسے ضمیر کے مجرم مسلم لیگ ن اور پیپلز پارٹی کا لبادہ اوڑھ کر رضاخانیت وبریلویت کی کشتی کو پار لگانا چاہتے ہیں مگر یہ نورانی میاں کے مرتے ہی ڈوب چکی ہے، اب مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کی بیساکھیوں پر اس کو پار لگانا ان ضمیر فروشوں کے بس کا روگ نہیں ہے۔

محفل میلاد میں قیام کرنا

اربل میں بے دین بادشاہ مظفر الدین کوکری نے ۶۰۴ھ میں محفل میلاد کی بنیاد رکھی اور عیسائیوں کے کرسمس ڈے کے مقابلہ میں میلادالنبی ڈے منانے کی رسم ایجاد کی۔ اس میں طعام کا ذکر تو کثرت سے ملتا ہے اور اہل ذوق کے لئے تمیں ہزار حلوے کی رکابیاں، دسترخوان پر سجانا اس کا عظیم الشان کارنامہ ہے مگر اس محفل میلاد میں قیام کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ اسی طرح ۷۸۵ھ میں شام اور مصر کی محافل میلاد میں بھی قیام کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ مجوزین اس قیام کا بانی علامہ تاج الدین سبکی شافعی (متوفی ۷۵۶ھ) قرار دے رہے ہیں کہ ایک دفعہ امام سبکی کے پاس بہت سے علماء وقت جمع تھے کہ اتفاقاً کسی نے علامہ صرصری کا شعر جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی مدح میں کہا تھا، پڑھا۔ اس شعر کو سنتے ہی امام سبکی کھڑے ہو گئے، حاضرین مجلس بھی ان کے ساتھ ان کی اتباع میں کھڑے ہو گئے اور تمام اہل مجلس پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ (الدر المنظم: ۱۴۴)

مگر یہاں نہ محفل میلاد تھی اور نہ ربیع الاول کا مہینہ تھا، نہ قیام کا اہتمام وانتظام تھا، نہ

قیام کی دعوت تھی، بلکہ سیرت شامی میں اس کی تصریح ہے کہ یہ درس وتدریس کی مجلس تھی۔ چنانچہ صاحب سیرۃ شامی لکھتے ہیں:

اتفاقاً اس قصیدے کو کسی پڑھنے والے نے اس وقت پڑھا جب امام تقی الدین سبکی درس وتدریس سے فارغ ہوئے اور بڑے بڑے قاضی، مفتی اور علماء ان کے پاس موجود تھے۔ جب پڑھنے والا اس بیت پر پہنچا جس کا مضمون یہ تھا کہ کھڑے ہوں شرفاء آپ کا ذکر سنتے وقت، قیام کریں صف بہ صف یا وہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جاتی .... تو فوراً امام سبکی کھڑے ہو گئے تا کہ صرصری کے فرمان کا امتثال ہو جائے، سب لوگوں کو ایک عجیب کیفیت وسرور حاصل ہوا۔ (سیرۃ شامی بحوالہ تاریخ میلاد:۱۱۶)

یہ ہے وہ عمل جس کو یار لوگوں نے واجب قرار دیا۔ علامہ تقی الدین سبکی کے اس قیام کے وقت نہ مجلس میلاد تھی، نہ ذکر ولادت کا تذکرہ تھا، نہ اختیاری اور رواجی قیام تھا، نہ ہی اس قیام کے فضائل بیان کئے گئے تھے۔ درس وتدریس کی محفل میں ایک نعت سن کر علامہ سبکی وجد میں آئے اور غلبہ حال میں بے اختیار کھڑے ہو گئے۔ غلبہ حال میں صوفیاء سے اور بھی بہت سی حرکتیں صادر ہوتی ہیں، انہی حرکتوں کی طرح علامہ سبکی سے بھی یہ ایک حرکت صادر ہوئی اور میلادی حضرات آج تک اس مجذوبی حرکت کو واجب سمجھ کر ادا کرتے ہیں، کیا جہالت کی بھی کوئی انتہا ہے؟

مولانا عبدالسلام ندوی لکھتے ہیں:

قیام کی ابتداء درحقیقت اس طرح ہوئی کہ ایک صوفی منش بزرگ کو اثنائے مولود میں حال آ گیا اور وہ وجد کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ چونکہ وہ نہایت موقر اور صاحب اثر تھے، اس بناء پر ان کے ساتھ ساری مجلس کھڑی ہو گئی۔ (تاریخ میلاد: ۱۱۹)

اب ذرا اس مجذوبانہ عمل کو واجب اور فرض کا جامہ پہناتے ہوئے اکابرین ملت بریلویہ کے ارشادات بھی پڑھیں۔ مولوی عبدالسمیع رضاخانی لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ذکر کے وقت قیام کرنا واجب ہے۔ (انوار ساطعہ: ۲۵۰)

رضاخانیوں کے مشہور و معتبر مجموعہ فتاویٰ غایۃ المرام میں لکھا ہے:

حضور علیہ السلام ہر محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں، تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا فرض ہے، قیام نہ کرنے والا کافر ہے۔ (غایۃ المرام۔ ۵۵، ۵۶، ۶۷، ۷۱)

مولوی نظام الدین ملتانی رضاخانی لکھتے ہیں:

مجلس میلاد میں بوقت صلوٰۃ وسلام قیام کرنا مستحب و مستحسن ہے اور ایک صورت میں واجب بھی ہے۔ (جامع الفتاویٰ: ۵/۲۱۶)

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان مفتی حنابلہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نعم یجب القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم اذ یحضر روحانیه صلی اللہ علیہ وسلم فعند ذالك یجب العظیم والقیام (اقامۃ القیامۃ: ۱۳،۱۴) ہاں ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا واجب ہے کہ روح اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرماتی ہے تو اس وقت تعظیم و قیام واجب ہوا۔

مولوی عبدالحامد بدایونی رضاخانی فرماتے ہیں:

مشاہیر علماء میں قاضی عیاض، علامہ سید احمد، علامہ حلبی، امام نووی، علامہ جوزی، علامہ برزنجی وغیرہم جیسے افراد قیام کے وجوب کے قائل ہیں۔

(رسالہ پیشوا دہلی ۸ جولائی ۱۹۳۳)

قیام کرنا بدعت ہے

علامہ محمد بن علی دمشقی شامی جلال الدین سیوطی کے شاگرد اور مجوزین میلاد میں سے

ہیں۔ وہ اس قیام کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جرة عادة كثير من المحبين اذا سمعوا ذكر و ضعه ﷺ ان يقوموا له تعظيما وهذا القيام بدعة لا اصل له۔ (سیرۃ شامی بحوالہ تاریخ میلاد: ۱۴۶)۔ اکثر محبین کی عادت ہے کہ جب وہ ذکر ولادت ﷺ سنتے ہیں تو تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ قیام بدعت ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔

نویں صدی کے نامور عالم دین ملک العلماء علامہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی حنفی لکھتے ہیں:

ويقومون عند ذكر تولده ﷺ و يزعمون ان روحه يجيئي و حاضر فزعمهم باطل بل هذا الاعتقاد شرك و قد منع الائمة عن مثل هذا۔

اور حضور ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی روح آتی ہے اور حاضر ہوتی ہے، ان لوگوں کا یہ گمان باطل، یہ اعتقاد شرک ہے اور بے شک ائمہ اربعہ نے ایسی باتوں سے منع کیا ہے۔ (تاریخ میلاد: ۱۴۸)

علامہ شیخ محمد بن فضل اللہ جونپوری بہجۃ العشاق میں لکھتے ہیں:

يفعله العوام عند ذكر وضع خير الانام عليه التحية والسلام ليس بشيئي بل مكروه۔

عوام جو ذکر ولادت خیر الانام ﷺ کے وقت قیام کرتے ہیں وہ کوئی چیز نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ (تاریخ میلاد: ۱۴۸)

علامہ قاضی نصیر الدین گجراتی لکھتے ہیں:

قد احدث بعض جهال المشائخ امور كثيرة لا نجد

لها اثر ولا رسما فی کتاب اللہ ولا سنۃ رسولہ ﷺ منها القیام عند ذکر ولادته علیه السلام۔

(طریقۃ السلف بحوالہ تاریخ میلاد: ۱۴۹)

بے شک بعض جاہل مشائخ نے اکثر ایسی باتیں نکالی ہیں جو نہ قرآن سے ثابت ہیں نہ حدیث سے، انہی میں سے ذکر ولادت آنحضرت ﷺ کے وقت قیام ہے۔

مفتی عبدالرحیم لاجپوری کا فتویٰ

مفتی ہند حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری فرماتے ہیں:

یہ (قیام) بے اصل ہے، آنحضرت ﷺ کے ارشاد اور تابعین و تبع تابعین کے قول و فعل سے ثابت نہیں ہے، تو اس کا التزام بھی بدعت ہے۔ سیرۃ شامی میں ہے کہ کچھ لوگوں کی عادت ہوگئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت آپ کے لئے قیام کرتے ہیں، لیکن در حقیقت یہ بدعت ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مروجہ مجلس میلاد کی طرح قیام بھی بے اصل ہے۔ اگر قیام کا مقصد ذکر ولادت شریفہ کی تعظیم ہے تو خطبوں اور وعظوں کی مجلس میں یا تفسیر قرآن و احادیث پڑھاتے پڑھاتے گھنٹوں آپ کی ولادت کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے، اس وقت قیام کیوں نہیں کرتے؟ اگر قیام کرنے والوں کا اعتقاد ہو کہ مجلس میلاد میں آنحضرت ﷺ تشریف لاتے ہیں یا تشریف آوری کا احتمال ہے اس لئے قیام کرتے ہیں تو مذکورہ بالا مواقع مجلس میں آپ کیوں تشریف نہیں لاتے؟ اگر تشریف فرما ہوتے ہیں یا اس کا احتمال ہے تو پھر یہاں کیوں قیام نہیں کرتے؟ بہر ذکر میلاد کے وقت قیام کا التزام بدعت ہے، اس سے اجتناب ضروری ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲/۴۷)

مفتی محمود حسن گنگوہی (م ۱۹۹۶ء) کا تحقیقی فتویٰ

حضرت مفتی صاحب ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

پہلی چیز قیام ہے، اس کے متعلق تحقیق طلب یہ ہے کہ قیام کس مقصد کے لئے کیا جاتا ہے؟ یعنی اس قیام سے کس کی تعظیم مقصود ہے؟ اس میں چار احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے ہوں اس لئے کہ آپ کو دیکھ کر ایمان و ادب کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ آدمی فورا کھڑا ہو جائے (جیسا کہ کثرت سے ان مجالس والوں کا عقیدہ ہے)۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ آپ کی ولادت شریفہ کی تعظیم مقصود ہو یعنی یہ عقیدہ ہو کہ آپ اس وقت پیدا ہو رہے ہیں اور اس مجلس میں آپ کی ولادت شریفہ ہو رہی ہے جیسا کہ بعض جگہ دستور ہے کہ پس پردہ کسی عورت کے ہاتھ میں بچہ ہوتا ہے اور عین ذکر ولادت کے وقت وہ عورت اس بچہ کے چٹکی لیتی ہے جس سے وہ بچہ رو پڑتا ہے، اس کی آواز سن کر سب مجمع درود و سلام پڑھتا ہوا کھڑا ہو جاتا ہے اور امسال یہاں کانپور میں ایک مجلس میلاد میں جھولا بھی موجود تھا، جس میں ایک بچہ کو لٹا کر جھلایا جا رہا تھا اور اس پر درود و سلام پڑھا جا رہا تھا (استغفر اللہ العظیم)۔ تیسرا احتمال یہ کہ ذکر ولادت کی تعظیم مقصود ہو۔ چوتھا احتمال یہ ہے کہ صرف ذکر رسول کی تعظیم مقصود ہو۔

پہلا احتمال...... حضور اقدس ﷺ کا تشریف لانا مجالس میلاد شریف میں، یہ عقیدہ بلا دلیل ہے۔ قرآن پاک، حدیث شریف، کلام، اصول فقہ کسی چیز سے بھی یہ ثابت نہیں، لہذا یہ عقیدہ بالکل غلط اور باطل ہے، اس سے توبہ لازم ہے، ایسی چیزوں کا ثبوت آنکھوں سے دیکھ کر ہو سکتا ہے یا دلیل شرعی سے ہو سکتا ہے۔ حاضرین مجلس آنکھوں سے یہ دیکھ نہیں رہے ہیں، دلیل شرعی

وتم نہیں، پھر نبوت کی ضرورت ہے۔ یہ بحث جداگانہ ہے کہ تشریف لاسکتے ہیں یا نہیں" اس کا یہ موقع نہیں۔ جبکہ ان مجالس میلاد میں تشریف لانا ثابت نہیں تو پھر تشریف آوری کی خاطر قیام غلط ہوا۔ اگر بالفرض تشریف لاتے بھی تو کیا قیام کرنا درست ہوتا؟ اس کے لئے احادیث کی روشنی میں جو ہدایات ملتی ہیں وہ یہ ہیں:

عن ابی امامه قال خرج رسول الله ﷺ متکأ فقمنا له فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضها بعضا۔

(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف ۴۳)

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ لاٹھی ٹیکتے ہوئے تشریف لائے تو ہم لوگوں نے آپ کی تشریف آوری کی خاطر تعظیماً قیام کیا، اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے قیام مت کرو جیسا کہ عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں۔ یہ حدیث امام ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

اس حدیث پاک میں صاف قیام کو منع کیا گیا ہے۔

تنبیہ: اس حدیث شریف کا مقصد یہ نہیں ہے کہ قیام کی ممانعت اس طرح ہو کہ آپ تشریف فرما رہیں، یعنی بیٹھے رہیں اور لوگ تعظیماً کھڑے رہیں کیونکہ وہاں یہ طریقہ کبھی تھا ہی نہیں۔ آپ کی مجلس کا یہ حال ہوتا کہ صحابہ کرام اس طرح مؤدب بیٹھتے تھے کہ جیسے ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوں کہ ذرا حرکت کریں تو وہ اڑ جائیں۔ حضور ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرام قیام نہیں کرتے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی نظروں میں حضور اکرم ﷺ سے زیادہ کوئی بھی محبوب نہیں تھا لیکن جب صحابہ کرام حضور ﷺ کو دیکھتے تھے تو

قیام نہیں کرتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ یہ قیام آنحضرت ﷺ کو ناپسند و ناگوار ہے۔ یہ حدیث شریف امام ترمذی نے روایت کی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: ۴۰۳)

اس حدیث پاک میں صحابہ کا طرز عمل صاف صاف بیان کر دیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کام محبوب کو ناپسند و ناگوار ہو وہ ہرگز نہ کیا جائے خواہ اس کا دلی تقاضا کتنا ہی مجبور کیوں نہ کرتا ہو مگر اپنے دلی تقاضے کے مقابلہ میں ہمیشہ محبوب کی خاطر کا لحاظ رکھنا محب کے ذمہ لازم ہے۔ اور یہی دراصل تقاضائے محبت ہے۔ صحابہ کرام کی زندگی میں اس قسم کے بے شمار واقعات ملیں گے کہ انہوں نے اپنی دلی خواہش اور جذبہ محبت کو حضور اقدس ﷺ کی خواہش اور منشا پر قربان کر دیا............ حضرت معاویہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص کا دل اس بات سے خوش ہوتا ہو کہ لوگ اس کے لئے قیام کریں، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یہ حدیث امام ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے (مشکوٰۃ شریف: ۴۰۳)

احتمال دوم...... ولادت شریفہ کی تعظیم کے لئے قیام کرنا اور یہ سمجھنا کہ اسی مجلس میں آپ کی ولادت ہو رہی ہے، یہ تصور اس قدر بے ہودہ اور باطل ہے جس کی حد نہیں کیونکہ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس مجلس سے پہلے پیدائش نہیں ہوئی تھی۔ تو قرآن پاک کس پر نازل ہوا؟ حدیثوں کا مجموعہ کس کی حدیثیں ہیں؟ ۲۳ سالہ مبارک زمانہ وحی کی زندگی، غزوات، اصول وارکان اسلام، چودہ سو سالہ کارنامے یہ کیسے ہیں اور کیا ہر گھر میں جہاں میلاد ہوتا ہے، وہیں ولادت ہوتی ہے (نعوذ باللہ)۔ یہ تصور تو کوئی مسلمان بلکہ تھوڑی سمجھ والا غیر مسلم بھی نہیں کر سکتا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ یہ اہل مجلس حضرات جوش محبت و عقیدت میں ولادت شریفہ کی نقل کرتے ہوں کہ کسی عورت کو رسول اللہ ﷺ کی

والدہ محترمہ کے مشابہ قرار دے کر جو بچہ اس کی گود میں ہے اس کو آنحضرت ﷺ کی شبیہ قرار دیتے ہوں اور اس بچہ کے رونے کی آواز کو سن کر اس وقت کا تصور کرتے ہوں جس وقت آنحضرت ﷺ کی ولادت شریفہ ہوئی تھی اور اسی تصور کے ماتحت قیام کرتے ہوں۔ یہ تصور اور تشبیہ بھی اس قدر خطرناک کہ الامان والحفیظ۔ یہ بالکل ایسا ہی طریقہ ہے جیسا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی محبت وعقیدت کا دعویٰ کرنے والا ایک طبقہ محرم کے مہینے میں اختیار کرتا ہے، علم نکالتا ہے، میسر آجائے تو اونٹوں کی قطار بھی لے جاتا ہے، جیسا کہ کانپور میں دستور ہے، اور دلدل بھی نکالتا ہے، چوکی اور مہندی بھی ہوتی ہے اور قبر کی بھی شبیہ بنائی جاتی ہے اور ماتم بھی مرثیوں کے ساتھ ہوتا ہے، کوئی شمر بھی ہوتا ہے، کسی کو حسین بھی بنایا جاتا ہے اور سب ماجرا تفصیل وار اسی تفصیل کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے جس طرح پیش آیا تھا۔ یہ بھی سب عقیدت ومحبت ہی کا مظاہرہ ہے کہ پورے واقعہ کی نقل کی جاتی ہے۔ دوسری غیر مسلم قومیں بھی اپنے بزرگوں کے کارنامے اسی طرح نقل کرتی ہیں بلکہ بزرگوں کی شکل کے بت بنا کر رکھ لیتی ہیں اور ان کے سامنے ڈنڈوت کر لینے کو اور ان کی پیدائش اور جنگ وغیرہ کی نقل کرنے اور جلوس نکالنے کو اپنے سارے دین کا خلاصہ اور عصر سمجھتی ہیں۔ آپ تنہائی میں دماغ کو افکار وتعصب سے خالی کر کے سوچیں کہ یہ طریقہ مسلمانوں نے کن لوگوں سے لیا ہے اور ایسا عقیدہ اور ان کے لئے یہ عمل کہاں تک عقل وشریعت کے مطابق ہو سکتا ہے؟ کیا شریعت اس کی اجازت دے سکتی ہے اور عقل اس کو برداشت کر سکتی ہے؟ اگر آج کسی کے والد بزرگوار کی نقل اس طرح اتاری جائے تو کوئی غیرت مند آدمی اس کو برداشت کر سکتا ہے؟

تیسرا احتمال...... ذکر ولادت شریف کی تعظیم کی خاطر قیام کرنا۔ تو اس کے لئے بھی کوئی ثبوت نہیں کہ آپ کی ولادت شریفہ کا ذکر جب کیا جائے تو بحالت قیام کیا جائے یا سننے والے قیام کریں۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ میں دوشنبہ کو پیدا ہوا ہوں۔ لیکن پیدائش کا تذکرہ فرماتے ہوئے نہ تو آنحضرت ﷺ نے قیام فرمایا نہ صحابہ کرام نے۔ محدثین نے اپنی کتابوں میں اس حدیث کو سند کے ساتھ لکھا ہے۔ ان کتابوں کو برابر اہل علم حضرات پڑھتے ہیں، کہیں ثابت نہیں کہ کسی راوی نے اس کو یا اس جیسی کسی حدیث کو روایت کرتے وقت قیام کیا ہو یا کسی محدث مثلاً امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے لکھتے یا پڑھتے وقت یا پڑھاتے وقت قیام کیا ہو۔ پس اس مقصد کے تحت قیام بھی بلا دلیل ہے۔

چوتھا احتمال...... یہ ہے کہ محض ذکر رسول مقبول ﷺ کی تعظیم کے لئے قیام ہو۔ تو یہ بھی بلا دلیل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ہفتہ میں ایک مرتبہ ہمیشہ ذکر رسول مقبول ﷺ کرتے اور حدیثیں سنایا کرتے تھے، مگر کہیں قیام منقول نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ ہر جمعہ کو منبر نبوی کے پاس کھڑے ہو کر احادیث سنایا کرتے اور قبر مبارک کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ اس قبر والے ﷺ نے ایسا فرمایا ہے۔ مگر کبھی حاضرین کو قیام کے لئے نہیں کہا۔ خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم نے جب ذکر رسول مقبول ﷺ فرمایا، کبھی حاضرین کو قیام کا حکم نہیں دیا اور کیسے حکم دیتے اور حاضرین کیسے قیام کرتے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی اس بات کا حکم نہیں فرمایا، بلکہ اس کے برعکس ثابت ہے کہ منبر پر تشریف لا کر فرمایا اجلسوا (بیٹھ جاؤ)۔ اس حکم کو سن کر جو صحابہ جہاں تھے

وہیں بیٹھ گئے حتیٰ کہ عبداللہ بن مسعود اس وقت تک مسجد میں داخل نہیں ہوئے تھے، مسجد کے باہر دروازہ کے قریب تھے، وہ یہ حکم سن کر وہیں بیٹھ گئے۔ حضرت رسول مقبول ﷺ کی ان پر نظر پڑی، فرمایا، آگے آجاؤ۔

ایمان کے بعد سب سے بڑی چیز نماز ہے، اس کے متعدد ارکان ہیں، مختلف چیزیں پڑھی جاتی ہیں۔ رسول مقبول ﷺ پر درود شریف قیام کی حالت میں نہیں پڑھا جاتا نہ رکوع سجدہ کی حالت میں پڑھا جاتا ہے بلکہ بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔ امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری شریف میں اس کا اہتمام فرمایا ہے کہ ہر حدیث لکھتے وقت اول غسل کیا، مسواک کی، دو رکعت نماز نفل پڑھی، تب ایک حدیث لکھی۔ اس ادب واحترام کے ساتھ یہ کتاب سولہ سال میں مکمل ہوئی۔ مگر یہ ثابت نہیں کہ کسی حدیث کو خواہ وہ ذکر ولادت شریف سے متعلق ہو یا کسی اور چیز سے متعلق ہو، کھڑے ہو کر لکھا ہو۔ جس وقت اپنی کتاب کی املا کراتے تھے تو بعض اوقات ایک لاکھ یا اس سے زیادہ مجمع موجود ہوتا مگر سب بیٹھے رہتے تھے، کوئی بحالت قیام نہیں لکھتا تھا۔ اور بھی کسی محدث سے قیام ثابت نہیں حالانکہ یہ سب حضرات ذکر رسول مقبول ﷺ کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ نیز اس مقصد کے لئے شروع ہی سے قیام کیوں نہیں کیا جاتا؟ جب کہ مجلس ہی ذکر رسول ﷺ کے لئے ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ۱/۱۹۸)

ان تمام عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ صحابہ کرام نے کبھی بھی آنحضرت ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے قیام نہیں کیا اور نہ ہی محدثین عظام نے ان روایات کے وقت قیام کیا، نہ کسی امام اور مجتہد نے قیام کیا اور نہ قیام کا حکم دیا۔ ۶۰۴ھ میں مجلس میلاد کے ابتدائی دور میں بھی اس قیام کا کوئی وجود نہیں تھا۔ آٹھویں صدی میں جا کر مجلس

میلاد میں اہل بدعت نے ایک اور خانہ ساز پیوند لگا کر قیام کو ایجاد کیا اور نہ صرف ایجاد کیا بلکہ واجبات وفرائض کی فہرست میں داخل کر کے دین محمدی کا حلیہ بگاڑنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ جبکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں اپنے لئے اس قیام کو ناپسند کیا بلکہ اس سے منع فرمایا کہ لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضها بعضا (مشکوٰۃ شریف: ۴۰۳) میرے لئے قیام مت کرو جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں۔ افسوس صد افسوس اہل بدعت پر کہ چن چن کر آنحضرت ﷺ کے ارشادات وافعال کی مخالفت کرتے ہیں اور دعویٰ ہے عشق رسول کا۔ کیا عشق رسول کا یہی تقاضا ہے؟

یہ کس کوچے کی ادا ہے کس دل کی صدا ہے
کہ دل محبوب کو توڑ کر کہے بندہ تجھ پر فدا ہے

محمود احمد رضوی کا فتویٰ

مولانا محمود احمد رضوی رضا خانی اپنے ماہنامہ رضوان میں لکھتے ہیں:

"لوگوں کی یہ عادت جاری ہوگئی ہے کہ جب حضور ﷺ کی پیدائش مبارک کا ذکر سنا، فوراً حضور ﷺ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ یہ قیام بدعت ہے جس کی کوئی اصل نہیں، یعنی بدعت حسنہ۔"

(ماہنامہ رضوان لاہور نومبر ۱۹۸۶ص ۱۷)

مولوی صاحب نے اس قیام کو بدعت اور بے اصل تسلیم کر لیا ہے اور ساتھ اپنی عادت کے مطابق خانہ ساز حسنہ کا بے جوڑ پیوند بھی لگا دیا۔ لیکن خیر یہ ان کی عادت ہے اور مجبوری بھی۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حاشیہ:۔ شارح بدعات والرسومات مولوی عبدالسمیع رامپوری نے انوار ساطعہ در بیان مولود وفاتحہ کے نام سے ایک بدعت نامہ لکھا ہے جس میں تمام مروجہ بدعات کو دین وشریعت کا غلاف پہنایا گیا ہے۔ اس میں رامپوری صاحب ایک روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بدعت کیا ہے اور حسن کیا۔ فقیر کسی بدعت میں بھی حسن نہیں دیکھتا، یہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔" (مکتوبات امام ربانی)

اہل بدعت کی ایک تجویز جس پر عمل نہ ہوسکا

بریلوی علماء میں محمد عمر اچھروی کو مناظر اسلام اور غزالئی دوراں کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ مقیاس الحنفیت کے نام پر انہوں نے بدعات کا ایک مجموعہ بھی لکھا ہے جس میں انہوں نے فضیلت دودھ، فضیلت حلوہ وغیرہ باب باندھے ہیں۔

فی بطن المؤمن زاویة لا یملاء ھا الا الحلواء......

"مؤمن کے پیٹ میں ایک گوشہ ہے جس کو نہیں بھرتی کوئی چیز سوائے حلوہ کے۔" (انوار ساطعہ ۳۱۵)

ان غزالئی دوراں صاحب نے ۱۹۵۹ء میں اپنی قوم کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ حضور ﷺ کے یوم پیدائش پر عید میلاد النبی کی نماز قائم کی جائے اور مسلمان اپنے نبی کی پیدائش کی خوشی میں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کریں۔ لیکن انہی کے گھر کے مولانا ابوالحسنات قادری رضاخانی نے اس کی مخالفت کی اور اس طرح یہ تجویز آگے نہ چل سکی۔

(مطالعہ بریلویت ۶/۳۳۹)

مولانا ابوالحسنات قادری ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس عمل کے صدر تھے، اجلاسوں اور جیل میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھ کچھ دن گزار چکے تھے۔ علماء دیوبند کی ہوا انہیں لگی تھی، اس لئے انہوں نے اس بدعت کی مخالفت کر کے بات ختم کر دی ورنہ صلوٰۃ غوثیہ ایجاد کرنے والوں کے لئے صلوٰۃ نبویہ ایجاد کرنا کون سا مشکل کام تھا اور جو قوم صلوٰۃ غوثیہ کو قبول کرتی ہے، وہ صلوٰۃ نبویہ کو دل و جان سے تسلیم کر لیتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل کرے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قبر پر جن کی صحبت کا یہ اثر ہوا کہ امت مسلمہ اس بدعت کی نحوست سے بچ گئی۔ لیکن جس شدت کے ساتھ سائنسی ترقی کی

طرح ایجاد بدعات کا عمل روبہ ترقی ہے، آئندہ کسی بھی وقت کوئی منچلا قرآن وحدیث میں واردشدہ نماز کے فضائل کو دلیل بنا کر عید میلادالنبی کی نماز بھی ایجاد کرسکتا ہے اور اس کے بدعت حسنہ ہونے میں تو کسی کو شک نہیں ہوگا۔

میلادیوں کے چند دلائل اوران کا حشر

پہلی دلیل

اہل بدعت جشن عید میلادالنبی ﷺ کے ثبوت میں قرآن کی آیت پیش کرتے ہیں:

قل بفضل الله وبرحمته فبذالك فليفرحوا هوا خير مما يجمعون۔ (یونس ۵۸)

''کہہ دو اللہ کے فضل اور رحمت سے ان کو خوش ہونا چاہئے یہ ان چیزوں سے بہتر ہے جو جمع کرتے ہیں''۔

میلادی کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل اور رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے اور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور رحمت ہے اس لئے آپ کی ولادت کی خوشی کا ثبوت اس آیت سے مل گیا اور پھر مستی میں آکر نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ کے ساتھ اچھلتے کودتے ہیں۔

جواب: اس سے پہلے والی آیت ہے: **يا ايها الناس قد جاء تكم موعظة من ربكم وشفاء لما في الصدور وهدى ورحمة للمؤمنين۔**

''اے لوگوں تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور دلوں کے روگ کی شفا تمہارے پاس آئی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے''۔

علامہ محمود الوسی بغدادی اس کی تفسیر لکھتے ہیں ای فــمـجـيء الـمـذكـورات

فليفرحوا ۔یعنی ان مذکورہ اشیاء کے آنے پر خوش ہو جائے ۔اور وہ کیا چیزیں ہیں؟ نصیحت ،شفا،ہدایت اور رحمت جو اللہ کی طرف سے اس کے فضل و رحمت سے تمہارے پاس آ چکے ہیں اور شفا ہے کیا چیز؟ ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا مجھے دل کی تکلیف ہو رہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا قرآن پڑھا کر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قرآن دلوں کے روگ کی شفا ہے۔

(روح المعانی ج ٦ ص ١٤٠)

علامہ الوسی لکھتے ہیں: عن انس قال قال رسول الله ﷺ فضل الله القرآن ورحمته ان جعلكم من اهله۔ (روح المعانی ج ٦ ص ١٤١)

''حضرت انسؓ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: فضل اللہ قرآن ہے اور رحمۃ یہ ہے کہ تمہیں اس کا اہل بنا دیا''۔

اسی طرح فرماتے ہیں: ان الفضل القرآن والرحمة الاسلام۔

(روح المعانی ج ٦ ص ١٤١)

''فضل سے مراد قرآن اور رحمۃ سے اسلام مراد ہے اس میں ولادت کا کوئی ذکر نہیں''۔

٢: اور اگر اس سے آپ ﷺ کی ذات مراد ہو جیسا حضرت ابن عباس سے مروی ہے تو اس میں بھی آپ ﷺ کی ولادت کا ذکر نہیں ہے بلکہ آپ کی ذات سے خوش ہونا چاہئے۔ اور آپ ﷺ کی ذات اقدس اور آپ ﷺ کے امت میں ہونے پر ہر مسلمان خوش ہے، اور جو اس پر خوش نہیں اس میں ایمان کی رمق بھی نہیں۔ مگر یہ روایت بھی شیعوں کی گھڑی ہوئی روایت ہے۔ جس میں رحمت سے حضرت علیؓ کو مراد لیا گیا ہے۔ دیکھئے (تفسیر روح المعانی ج ٦ ص ١٤١) فليفرحوا کے معنی ہیں خوش ہونا چاہئے اور خوشی دل سے متعلق ہے جو طبعی کیفیت کا نام ہے جیسا کہ ہر محبوب چیز کے ملنے سے انسان کو خوشی اور راحت نصیب ہوتی

ہے اور ہر مسلمان آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کی امت میں ہونے سے دل و جان سے خوش و مسرت محسوس کرتا ہے۔ اور آپ ﷺ کی تابعداری اور آپ ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے اس خوشی کا اظہار بھی کرتا ہے جب کہ اہل بدعت پیٹ پرست سنت کو چھوڑ کر بدعات پر چلتے ہوئے سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے مثل شیطان آپ ﷺ سے عداوت ودشمنی اور بغض، حسد اور نفرت کا اظہار کر رہے ہیں۔

۳: یہاں خطاب عام ہے یا ایھا الناس تمام انسانیت کو خطاب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنی نہ جشن منانے کے ہیں اور نہ محض سرور قلبی کے ہیں بلکہ اس کے لازمی معنی مراد ہیں یعنی فلیتقبلوا بطیب النفس یعنی اس قرآن ایمان و اسلام کو بطیب خاطر قبول کرو اگر جشن منانا مقصود ہوتا تو یا ایھا الذین امنوا سے خطاب ہوتا صرف ایمان والوں کو خطاب ہوتا کیونکہ آپ ﷺ کی ولادت و بعثت پر خوشی تو صرف ایمان والے منا سکتے ہیں۔

۴: اور اگر اہل بدعت کی بات تسلیم بھی کر لی جائے تو پھر ان تمام مذکورہ اشیاء پر جشن عید منانا چاہئے۔

۵: اگر اس کے معنی یہی ہوں تو پھر صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد ۱۹۲۹ء تک مسلمانوں نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا کیونکہ عید میلاد النبی ﷺ ۱۹۲۹ء میں لاہور سے ایجاد ہوئی اور رفتہ رفتہ پورے ملک میں یہ رسم عام ہوگئی۔ علامہ ابو عبداللہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وعن الحسن والضحاك ومجاهد وقتاده فضل الله الایمان ورحمة القرآن۔ (تفسیر قرطبی ج ۸ ص ۲۲۶) حضرت حسن ضحاک مجاہد اور قتادہ فرماتے ہیں فضل الله سے ایمان اور رحمة سے قرآن مراد ہے آگے لکھتے ہیں ای بالقرآن والاسلام فلیفرحوا (ایضاً) یعنی قرآن اور اسلام پر ان کو خوش ہونا چاہئے۔ امام عبداللہ النسفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: فبذالك فلیفرحوا وهما كتاب الله والاسلام (تفسیر مدارک ج ۲

ص ۶۹۰) ان کو اس پر خوش ہونا چاہئے اس سے مراد قرآن اور اسلام ہے۔

فبذالك فليفرحوا پس اللہ کے اس فضل وکرم اور حصول قرآن سے ان کو خوش ہونا چاہئے بــذالك کی تقدیم اشارہ کر رہی ہے اس بات کی طرف کہ خوشی کی چیز قرآن اور اللہ کا فضل وکرم ہی ہے اس کے لئے دنیا کی کوئی راحت ونعمت موجب فرح نہیں ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ اللہ کے فضل ورحمت سے مراد قرآن کا نزول ہے مجاہد اور قتادہ کا قول ہے اللہ کا فضل ایمان اور اللہ کی رحمت قرآن ہے۔ ابو سعید خدری نے فرمایا اللہ کا فضل ایمان ہے اور اللہ کی رحمت یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں اہل قرآن بنایا۔ ابو الشیخ وغیرہ نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو خوش ہونا چاہئے اللہ کے فضل سے یعنی قرآن سے اور اللہ کی رحمت سے یعنی اس بات سے کہ اللہ نے ان کو اہل قرآن میں سے بنایا۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا اللہ کا فضل اسلام ہے اور اللہ کی رحمت یہ ہے کہ اللہ نے اسلام کو ہمارے دلوں میں محبوب بنا دیا۔ حضرت خالد بن معدان نے فرمایا اللہ کا فضل اسلام ہے اور اللہ کی رحمت رسول اللہ ﷺ کی سنت۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کا فضل ایمان ہے اور اللہ کی رحمت جنت ہے۔ (تفسیر مظہری ج ۵ ص ۵۱۴)

امام فخر الدین رازی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: فضل الله الاسلام ورحمة القرآن وقال ابو سعيد الخدرى فضل الله القرآن ورحمة ان جعلكم من اهله۔ (تفسیر کبیر ج ۱۷ ص ۱۲۴)

اللہ کا فضل اسلام ہے اور اللہ کی رحمت قرآن ہے حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں اللہ کا فضل قرآن اور اللہ کی رحمت یہ ہے کہ اللہ نے تمہیں اہل قرآن میں بنایا۔

اس کے علاوہ تمام مفسرین نے اس کی تفسیر قرآن ایمان اسلام سے کی ہے۔ کسی مفسر نے اس سے آنحضرت ﷺ کی ولادت مراد نہیں لی پھر بھی اہل بدعت کا اس آیت سے ولادت مراد لینا تحریف فی القرآن اور تفسیر بالرائے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے آنحضرت ﷺ کا

ارشاد ہے: من قال فی القرآن برایہٖ فلیتبوا مقعدہ من النار۔

''جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے''۔

پیٹ کے پجاری اس آیت سے عید میلاد النبی ثابت کرتے ہوئے اپنے ایمان کی خیر منائیں۔وادی عشق میں سرگرداں ہو کر کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

عوام کو گمراہ کرنے اور اپنے جال میں پھنسانے کے لئے پیٹ پرست اہل بدعت ملانے قرآن کی آیت پڑھ کر غلط من گھڑت اور بے بنیاد تفسیر کرتے ہیں۔

۲: اگر فضل و رحمت پر خوشی منانے کا حکم ہے جیسا کہ اہل بدعت کہتے ہیں تو پھر آپ ﷺ کی ولادت سے زیادہ فضل آپ ﷺ کی بعثت ہے پھر اس دن بھی عید منایئے اور اس کے بعد بدر کے معرکہ میں اسلام کو عظیم الشان فتح نصیب ہوئی جو کہ بہت بڑا فضل ہے اس دن بھی جشن عید منایئے، فتح مکہ بھی اسلام کے عظیم الشان فتوحات میں سے ہے اس دن بھی عید اور جشن منایئے اس کے علاوہ اور بہت سے مواقع کو فضل سے تعبیر کیا گیا ہے وہاں بھی جشن عید منا کر دکھایئے۔

اگر اس سے کچھ بھی عقیدت ہے تم کو تو اپنا وطیرہ بدلنا پڑے گا
نفاق زباں و عمل سے گزر کر صداقت کے سانچے میں ڈھلنا پڑے گا

اس آیت کی تفسیر میں بریلویت کے صدر الافاضل مولوی نعیم الدین مراد آبادی خزائن العرفان فی تفسیر القرآن میں لکھتے ہیں:

''فرح کسی پیاری اور محبوب چیز کے پانے سے دل کو جو لذت حاصل ہوتی ہے اس کو فرح کہتے ہیں معنی یہ ہیں کہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل و

رحمت پر خوش ہونا چاہئے کہ اس نے انہیں مواعظ اور شفا صدور اور ایمان کے ساتھ دل کی راحت وسکون عطا فرمائے۔ حضرت ابن عباسؓ و حسن و قتادہ نے کہا کہ اللہ کے فضل سے اسلام اور اس کی رحمت سے قرآن مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فضل اللہ سے قرآن اور رحمت سے احادیث مراد ہیں۔" (خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ص ۲۸۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اہل بدعت میں اگر کوئی اخلاقی جرأت ہے تو ذرا اپنے ہی مفسر سے اس آیت کی تفسیر میں وہ لن ترانیاں ثابت کردیں جن کو وہ عوام کے سامنے تفسیر ابن کثیر روح المعانی اور تفسیر کبیر کی طرف منسوب کر کے ہانکتے ہیں اور عوام پر اپنی جعلی علمی دھماک بٹھانا چاہتے ہیں۔

دوسری دلیل

اللهم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا و آیة منك۔ (المائدة)

"اے اللہ ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرمادے جو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے ایک خوشی کی بات ہو جائے۔"

اہل بدعت دلیل پکڑتے ہیں کہ اتوار کے دن مائدہ خوان اترا اور نصاریٰ نے اسے خوشی کا دن بنالیا تو کیا آنحضرت ﷺ کی پیدائش پر اتنی خوشی بھی نہ منائی جائے جتنی نصاریٰ مائدہ کے نزول پر مناتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ کی ولادت تمام نعمتوں میں سے بڑھ کر نعمت ہے، لہذا اس دن خوشی منانا قرآن سے ثابت ہو گیا۔

بریلویوں کے پیشوا حضرت صدر الافاضل مولوی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں:

"یعنی ہم اس کے نزول کے دن کو عید بنائیں، اس کی تعظیم کریں، خوشیاں منائیں، تیری عبادت کریں، شکر بجالائیں۔ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ

جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو، اس دن کو عید منانا اور خوشیاں منانا عبادتیں کرنا، شکر الٰہی بجالانا طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سید عالم ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین اور بزرگ ترین رحمت ہے، اس لئے حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اور اظہار فرح اور سرور کرنا مستحسن اور محمود اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔"

(تفسیر خزائن العرفان ص ۲۲۸)

جواب: نصاریٰ نے نزول مائدہ کے دن کو بطور تہوار منانا شروع کیا، تو تم کون سے نصاریٰ سے کم ہو، لہٰذا ولادت رسول ﷺ کا دن ان کی تقلید میں مناتے رہو۔

اپنے ذہن کی اختراع اور خیالات کو اللہ کے بندوں کا طریقہ کہنا کہاں کی دیانت داری ہے؟ مراد آبادی صاحب تو قبر میں پہنچ چکے ہیں اور شاید اعلیٰ حضرت کے ساتھ سوڈے کی بوتل نوش فرمارہے ہوں گے، جس کی وصیت انہوں نے موت سے تھوڑی دیر پہلے کی تھی۔ لیکن ان کے ہم خیال وہم عقیدہ، ہم مشرب وہم مسلک بہت سے علماے پہنے ہوئے سبز عمامے، کھیر وحلوہ کے دیوانے، پلاؤ زردہ کے پروانے، گیارہویں کے مستانے، نئے اور پرانے، زندہ اور تابندہ، مزاروں کے نادہندہ، ہر جگہ شرمندہ، شیطان کے کارندہ، ابلیس کے نمائندہ، بدعات کو مس کنندہ، الختار آئندہ بقید حیات ہیں، ان سے گزارش ہے کہ ذرا ان مقبول بندوں کے نام تحریر فرمادیں جنہوں نے یہ طریقہ اپنایا ہو اور ۱۲ ربیع الاول کے دن جلوس نکالے ہوں اور ان کی قیادت کی ہو۔

ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ اس سے غافل تھے
افراد امت میں جو سب سے زیادہ عاقل تھے
کون سے محبوب بندے ہیں جو ان بدعات پہ عامل تھے
ابو الخطاب مولوی ہے یا کہ اربل جو جاہل تھے

۲۔ یہ شریعت عیسوی کی بات ہے۔اب وہ شریعت منسوخ ہو چکی ہے، اس پر قیاس درست نہیں۔ کیونکہ خود منسوخ پر عمل جائز نہیں تو اس پر قیاس کیسے ہوسکتا ہے۔ان کی عید پر قیاس کر کے اپنے لئے کوئی عید مقرر کرنا شرعی قواعد کے خلاف ہے۔

۳۔ نزول مائدہ پر عید اور خوشی منانا حضرت عیسیٰؑ کی طرف سے ہوا تھا۔ اگر ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کوئی عید مقرر کرتے تو کسی کو اختلاف کی گنجائش نہ تھی۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے مائدہ نازل کر کے حضرت عیسیٰؑ کی عید کو منظور (رجسٹرڈ) کیا۔تم کوئی آیت دکھا دو جو ائمہ بریلویت پر نازل ہو چکی ہو جس میں عید میلاد النبی ﷺ کے رجسٹرڈ ہونے کا تذکرہ ہو۔

۵۔ نزول مائدہ کے دن کو عیسائیوں نے عید بنایا، اب ان کی پیروی کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے یوم ولادت کو عید بنانا مشابہت بالکفار ہے، جس کو آنحضرت ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

۶۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”لاولنا وآخرنا...... اول سے مراد ہیں اہل موجودہ زمانہ اور آخرنا سے مراد ہیں مستقبل میں آنے والے لوگ جو مذہب عیسوی پر ہوں۔“ (تفسیر مظہری ص۹۲، ج۴)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ عید صرف عیسائیوں کے لئے ہے، امت محمدیہ ﷺ کا اس عید سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس سے استدلال کرسکتی ہے۔

۷۔ اگر اس سے آنحضرت ﷺ کی ولادت کے دن عید منانا میلاد شریف پڑھنا ثابت ہوتا ہے تو پھر مفسرین کرام، محدثین عظام، ائمہ اربعہ کا کوئی قول اپنی تائید میں پیش کر دیجئے۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقو النار التی وقودھا الناس والحجارۃ۔

تیسری دلیل

وذکرھم بایام اللّٰہ۔ (ابراہیم)

''اور انہیں یاد دلاؤ اللہ کے ایام۔''

اس سے بھی اہل بدعت استدلال کرتے ہیں۔ایک مفسراس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔''ان ایام میں سب سے بڑی نعمت کے دن سید عالم ﷺ کی ولادت ومعراج کے دن ہیں۔ان کی یاد قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔اسی طرح بزرگوں پر جو اللہ کی نعمتیں ہوئیں یا جن ایام میں واقعات عظیمہ پیش آئے،جیسا کہ دسویں محرم کو کربلا کا واقعہ ہائلہ ان کی یادگار قائم کرنا بھی تذکیر بایام اللہ میں داخل ہے۔بعض لوگ میلاد شریف،معراج شریف اور ذکر شہادت کے ایام کی تخصیص میں کلام کرتے ہیں، انہیں اس آیت سے نصیحت پذیر ہونا چاہئے۔'' (خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ص ۳۶۰)

جواب:۱۔ اگر واقعہ کربلا کی یادگار قائم کرنا بھی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے تو پھر آج تک بریلوی حضرات نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا۔پھر تو چاہئے یہ تھا کہ دس محرم کو صبح حلوہ کی رکابیاں چاٹ کر بریلوی مولویوں کے ہاتھوں میں چھریاں ہوتیں اور شیعوں سے آگے آگے چلتے ہوئے نواسہ رسول ﷺ کے نام پر اپنے خون کا نذرانہ پیش کرتے۔لیکن آج تک ہم نے نہیں دیکھا کہ کوئی بریلوی اس آیت پر عمل کرتا ہوا واقعہ کربلا کی یادگار قائم کر چکا ہو۔

۲۔ صدر الافاضل کی روح آج تک قبر میں تڑپتی رہے گی کہ میری بیان کردہ تفسیر پر آج تک میرے کسی معتقد نے عمل نہیں کیا لہٰذا اپنے اکابر کی روحوں کو مزید نہ تڑپایئے دس محرم کو اپنے بھائیوں کے ساتھ میدان میں کود کر ماتم کیجئے جس سے اتحاد بین المسلمین کا مظاہرہ بھی ہوگا اور صدر الافاضل مراد آبادی کی روح کو بھی سکون نصیب ہوگا۔

۳۔ جشن عید معراج النبی ﷺ کے نام سے آج تک ہم نے کوئی جلوس نکلتے ہوئے نہیں دیکھا مفسر صاحب نے اپنی اختراعی تفسیر میں یوم ولادت،یوم معراج اور یوم کربلا کا ذکر ایک

ساتھ کیا ہے اور تینوں دنوں کی تخصیص اور ان کی یادگاریں قائم کرنے کا اہتمام کے ساتھ تاکید کی ہے لہذا آئندہ جشن عید معراج النبی ﷺ کے نام جلوس نکالنے کا اہتمام کیجئے یا جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کو بھی چھوڑ دیجئے جب تینوں کا ایک ہی حکم ہے تو پھر ترجیح بلا مرجح کیوں۔

۴۔ بقول مفسر صاحب کے موسیٰ کو دنوں کی یادگاریں قائم کرنے کا حکم دیا گیا تو موسیٰ کی ولادت بھی بہت بڑا اہم واقعہ ہے اور آپ کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈالنا بھی ایک اہم واقعہ ہے اسی طرح وطن سے نکلنا، مدین پہنچنا اور پھر وہاں سے واپسی اور آگ لینے کا واقعہ بھی بہت بڑا اہم ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام نے ان میں سے کسی واقعہ کی یادگار قائم کرنے اور جشن منانے کا کوئی اقدام نہیں کیا ورنہ بنی اسرائیل کو روزانہ کوئی نہ کوئی جشن منانا پڑتا اگر یہ ہو جاتا تو جلوس کی قیادت کے لئے مسٹر فرعون بھی تیار تھا اس کے گلے میں ہار ڈال کر بنی اسرائیل روزانہ جشن عید مناتے اور ہمیشہ کے لئے فرعون کی غلامی میں رہ جاتے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہرگز اس کی تعلیم نہیں دی جو تفسیر مرادآبادی صاحب بیان فرماتے ہیں۔

۵۔ وذکرھم بایام اللہ کا مطلب یہ ہے کہ پچھلی قوموں کے واقعات سناؤ جو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئیں تاکہ ان کے انجام بد کو دیکھ کر متنبہ ہوں اور اللہ کی نافرمانی چھوڑ کر صراط مستقیم پر گامزن ہوں۔

یعنی الایام التی انتقم فیھا من الامم الخالیہ۔

(تفسیر قرطبی ج۹ ص ۳۴۲)

یعنی ان کو وہ ایام یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے پچھلی امتوں سے ان بداعمالیوں کی وجہ سے انتقام لے کر تباہ و برباد کر دیا ہے تاکہ ان سے عبرت پکڑ کر راہ راست پر آجائیں۔

۶۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان کو اللہ کی نعمتیں اور احسانات یاد دلاؤ تاکہ اس کی نعمتوں اور

احسانات کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے شرما کر اطاعت پر آجائیں کیونکہ شریف آدمی کو جب کسی محسن کے احسانات یاد دلائے جاتے ہیں تو وہ اس کی مخالفت اور نافرمانی سے شرما جاتا ہے۔

وحاصل المعنى عظهم بالترغيب والترهيب والوعد والوعيد۔

(روح المعانی ج ۷ اص ۱۸۷)

آیت کا مقصد یہ ہے کہ انہیں ترغیب وترہیب اور وعد وعید کے ساتھ نصیحت کیجئے۔

تمام مفسرین نے اس آیت کے یہی معنی بیان فرمائے ہیں کسی مفسر نے ایام منانے اور ان کی یادگاریں قائم کرنے کے معنی نہیں کیے جس طرح کے معنی چودھویں صدی کے مفسر صدر الافاضل نے کیے ہیں جو یقیناً تحریف فی القرآن کے زمرہ میں آتا ہے اور انہی لوگوں کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:

الذين يستحبون الحيوة الدنيا على الاخرة ويصدون عن سبيل الله ويبغونها عوجا اولئك في ضلل بعيد۔ (ابراهيم ۳)

"جو لوگ پسند کرتے ہیں دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں اس میں کجی یہ لوگ بری دور کی گمراہی میں ہیں"۔

یہ لوگ اپنی بد باطنی اور بدعملی کے سبب اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ اللہ کے روشن اور سیدھے راستہ میں کوئی کجی اور خرابی نظر آئے تو ان کو اعتراض اور طعن کا موقعہ ملے۔ ابن کثیر نے یہی معنی بیان فرمائے ہیں اور اس جملہ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ لوگ اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ اللہ کے راستہ یعنی قرآن وسنت میں کوئی چیز ان کے خیالات اور خواہشات کے موافق مل جائے تو اس کو اپنی حقانیت کے استدلال میں پیش کریں تفسیر قرطبی میں اسی

معنی کو اختیار کیا گیا ہے جیسے آج کل بے شمار اہل علم اس میں مبتلا ہیں کہ اپنے دل میں ایک خیال کبھی اپنی غلطی سے کبھی کسی دوسری قوم سے متاثر ہو کر گھڑ لیتے ہیں پھر قرآن وحدیث میں اس کے مؤیدات تلاش کرتے ہیں اور کہیں کوئی لفظ اس خیال کی موافقت میں نظر پڑ گیا تو اس کو اپنے حق میں قرآنی دلیل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ طریقہ کار اصولاً ہی غلط ہے کیونکہ مومن کا کام یہ ہے کہ اپنے خیالات وخواہشات سے خالی الذہن ہو کر کتاب وسنت کو دیکھے جو کچھ ان سے واضح طور پر ثابت ہو جائے اس کو اپنا مسلک قرار دے۔

(معارف القرآن ج ۵ ص ۲۲۴)

اہل بدعت بھی ہندوؤں اور عیسائیوں سے متاثر ہوئے۔ ہولی، دیوالی اور کرسمس ڈے دیکھ کر ان کے اندر بھی اسی طرح تہوار منانے کا جذبہ بیدار ہوا جس کو وہ عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے منانے لگے اور جب علماء حق کی طرف سے ان پر اعتراضات ہوئے اور اہل حق اس کو بدعت، بے دینی اور خرافات کہنے لگے تو اہل بدعت کو یہ تہوار قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کی فکر لگی اور پھر انہوں نے قرآن وحدیث میں ہیر پھیر کر کے اپنے خیالات وخواہشات پر منطبق کرنے کی کوشش کی اور تحریف قرآن کے مجرم بن گئے چودہ سو سال میں مفسرین نے ان آیات کی یہ تفسیر بیان نہیں فرمائی جو اہل بدعت بیان کرتے ہیں اور اپنے تمام رسم ورواج اور بدعات کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اہل علم سے سنت و بدعت میں فرق کوئی مخفی چیز نہیں کہ بدعت بھی سنت کی صورت اختیار کر کے بے دھڑک پھیلتی چلی جائے اہل علم نے ہر دور میں بدعات کی تردید فرمائی ہے اور ہمیشہ بدعت کو سنت سے علیحدہ کر کے ملت بیضا پر بیٹھنے والی گرد وغبار کو صاف کرتے چلے آئے ہیں اور قیامت تک سنت کے مقابلہ میں پیدا ہونے والی بدعت کو بدعت سازوں سمیت نیست ونابود کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

ساتھیو تیشہ فرہاد اٹھا کر نکلو

بدعت آباد کے ہر فرد کا دل پتھر ہے

چوتھی دلیل

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (المائدہ ۳)

''آج میں پورا کر چکا ہوں تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں
نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام دین''۔

ایک دفعہ چند یہودی علماء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ تمہارے قرآن میں ایک آیت ایسی ہے جو اگر یہود پر نازل ہوتی تو وہ اس کے نزول کا جشن عید مناتے حضرت فاروق اعظم نے ان کے جواب میں فرمایا۔ ہاں ہم جانتے ہیں کہ یہ آیت کس جگہ اور کس میں نازل ہوئی اشارہ اس طرف تھا کہ وہ دن ہمارے لیے دوہری عید کا دن تھا ایک عرفہ دوسرے جمعہ۔ (معارف القرآن ص ۳۲ ج ۳)

مولوی نعیم الدین مراد آبادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ''اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے ورنہ حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما صاف فرما دیتے ہیں کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ عید میلاد منانا جائز ہے، کیونکہ وہ اعظم نعمت الٰہیہ کی یادگار و شکر گزاری ہے۔'' (تفسیر خزائن العرفان ص ۱۹۳)

جواب: عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کا سبب صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں تھا اور چودہ سو سال بعد پیدا ہوا ہو۔ بلکہ اس کا سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی موجود تھا۔ مگر اس کے باوجود جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں منائی تو آج اس کا منانا کیسے ثابت ہوتا۔

۲۔ اسلام کے سب سے بڑے شکر گزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کے متعلق ارشاد خداوندی ہے۔

اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی۔

لیکن اس کے باوجود کسی روایت میں بھی نہیں کہ کسی صحابیؓ نے عید میلاد منائی ہو جب اس کا ثبوت نہیں تو پھر صحابہؓ سے ثابت ہونے کے کیا معنی ہیں؟ کیا یہ صاف جھوٹ، جھوٹ اور صحابہ کرامؓ پر صریح بہتان نہیں؟

۳۔ فاروق اعظم کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا جو مرادآبادی ذہنیت کا تراشیدہ ہے بلکہ مقصد یہ تھا کہ ہماری عیدین تاریخی وقائع کے تابع نہیں کہ جس تاریخ کو کوئی اہم واقعہ پیش آ گیا اسی کو عید بنا دیں بلکہ ہماری عیدیں منجانب اللہ مقرر ہیں اور یہ آیت بھی انہی دنوں میں اتری۔

۴۔ اسلام اشخاص پرستی کا قائل نہیں اس لئے اس نے تمام شخصی یادگاروں اور جاہلیت کے رسومات کو چھوڑ کر اصول و مقاصد کی یادگاریں قائم کرنے کا اصول وضع کیا۔ ابرہیم علیہ السلام تمام امتحانات میں کامیابی حاصل کر گئے اور خلیل اللہ بن گئے لیکن ان کی پیدائش و موت کا دن نہیں منایا گیا اور نہ ان کی یادگاریں قائم کی گئیں اور نہ ہی آپ کے صاحبزادے اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کی پیدائش و موت اور دوسرے حالات کی کوئی یادگار قائم کی گئی۔ ہاں انکے اعمال میں سے جو چیزیں مقاصد دین سے تعلق رکھتی تھیں ان کی یادگاروں کو نہ صرف محفوظ کیا گیا بلکہ آنے والی نسلوں کے دین و مذہب کا جزاور فرض و واجب ------قرار دے دیا گیا۔ قربانی، ختنہ، صفا اور مروہ منیٰ میں تین جگہ کنکریاں مارنا وغیرہ۔ (معارف القرآن)

۵۔ اسی طرح اسلام میں کسی بڑے سے بڑے آدمی کی موت و حیات یا شخصی حالات کا کوئی دن منانے کی بجائے ان کے اعمال کے دن منائے گئے جو کسی خاص عبادت کے متعلق ہیں جیسے شب برات، رمضان المبارک، شب قدر، یوم عرفہ، یوم عاشورہ وغیرہ۔ (ایضاً)

۶۔ اسلام میں صرف دو عیدیں رکھی گئی ہیں وہ بھی خالص دینی لحاظ سے، ایک رمضان المبارک کے اختتام پر اور دوسری عید عبادت حج سے فراغت کے بعد۔ اس کے علاوہ اسلام

میں اور کسی عید کا تصور نہیں اور نہ ہی صحابہ کرامؓ، آئمہ مجتہدین اور سلف صالحین سے کسی تیسری عید کا ثبوت ملتا ہے اور نہ کسی شخص کو اجازت ہے کہ وہ اپنی طرف سے جب چاہے کسی دن کو عید قرار دے۔ لہٰذا عید میلاد کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ یہ ہندوؤں کے اثرات کا نتیجہ ہے اور زمانہ غلامی کی ایجاد ہے۔

۷۔ دن منانے کا طریقہ ان قوموں میں تو چل سکتا ہے کہ جو با کمال افراد اور ان کے حیرت انگیز کارناموں سے مفلس ہیں۔ دو چار شخصیتیں کل قوم میں اس قابل ہوتی ہیں اور ان کے بھی کچھ مخصوص کام ایسے ہوتے ہیں جن کی یادگار منانے کو قومی فخر سمجھتے ہیں۔

(معارف القرآن ۴/۳۵)

اسلام میں دن منانے کی رسم اگر چل نکلے تو ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد تو انبیاء کرام ہیں جن میں سے ہر ایک کی نہ صرف پیدائش بلکہ ان حیرت انگیز کارناموں کی طویل فہرست ہے پھر آنحضرت ﷺ کی زندگی ایک ایک دن حیرت انگیز کارناموں سے لبریز ہے کیا وہ ایسے نہیں کہ ان کی یادگار قائم کی جائے پھر آپ ﷺ کے غزدات، آپ ﷺ کے معجزات تمام کے تمام منانے کے قابل ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے بعد ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرامؓ جو آپ ﷺ کا زندہ معجزہ ہے۔ یہ کتنی بے انصافی ہوگی کہ ان کی یادگاریں قائم نہ کی جائیں پھر تبع تابعین، آئمہ کرام، محدثین، فقہاء، علماء، اولیاء جن کی تعداد کروڑوں سے بھی متجاوز ہے ان کو چھوڑنا بھی ناانصافی اور ان کی قدر ناشناسی ہے اگر ان سب کی یادگاریں قائم کی جائیں جیسا کہ مراد آبادی صاحب ارشاد فرما رہے ہیں تو پھر سال کے بارہ مہینے، مہینے کا ہر دن اور دن کا ہر گھنٹہ اور گھنٹہ کا ہر لمحہ یادگاریں قائم کرنے اور عیدیں مناتے گزر جائے گا پھر تو دین و دنیا کے سارے کام چھوڑ کر پوری اُمت دیگیں، چڑھا دیں، حلوہ کی رکابیاں تیار کر کے جشن عید اور یادگاریں قائم کرنے میں لگ جائے۔

۹۔ حضرت عمرؓ سے یہودیوں کے اس طرح سوال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دن منانا،

یادگاریں قائم کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے نہ کہ اسلام کا کیونکہ اسلام نے یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا ہے لہٰذا دن نہ منانا، جشن عید اور یادگاریں قائم نہ کرنا ہی اسلام ہے۔

تفسیر بالرائے کی مذمت آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے

یہ تمام دلائل غلط اور تفسیر بالرائے کے زمرے میں شامل ہیں۔ اپنے من گھڑت طریقوں کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش بہت بڑی حماقت اور جہالت ہے جس کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

من قال فی القرآن برایه فاصاب فقدا اخطا (ابوداؤد و ترمذی)

"جس نے قرآن (کی تفسیر) میں اپنی رائے سے کچھ کہا (اور اتفاق سے) اس کی بات درست نکلی تو بھی اس نے غلطی کی۔"

دوسری حدیث میں ہے:

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار۔ (ابوداؤد)

"جس نے قرآن (کی تفسیر) میں بغیر علم کے کچھ کہا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"

علامہ خازن فرماتے ہیں:

قال العلماء النهی عن القول فی القرآن بالرای انما ورد فی حق من یتاؤ القرآن علی مراد نفسه وهو تابع لهواه۔

"علماء نے فرمایا ہے کہ تفسیر بالرائے سے ممانعت اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہے جو اپنی خواہش نفس کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے اور وہ اپنی خواہش (بدعت) کا متبع ہو۔"

اس کے بعد اس کی مثال لکھتے ہیں:

كما يحتج ببعض آيات القرآن على تصحيح بدعة وهو يعلم ان المراد من الاية غير ذالك لكن غرضه ان يلبس على خصمه بما يقوى تصحيح بدعة وهو يعلم كما يستعلمه الباطنيه والخوارج و غيرهم من اهل البدعه فى المقاصد الفاسده۔ (خازن ص٦ ج١)

''جیسا کہ کوئی شخص اپنی بدعت کا جواز ثابت کرنے کے لئے قرآن کی بعض آیتوں سے استدلال کرے، حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ آیت کا مطلب کچھ اور ہی ہے لیکن اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ مقابل کو ایسی چیز سے دھوکہ دے، جو اس کی بدعات کے دلائل کو مضبوط کرے جیسا کہ باطنیہ خوارج اور دوسرے اہل بدعت اپنی اغراض فاسدہ کے لئے ایسا کرتے ہیں۔''

ایک اور وزنی دلیل

مولوی عبدالسمیع رامپوری رضاخانی فرماتے ہیں:

''حضرت ﷺ نے ماہ ربیع الاول میں کوئی عمل مقرر نہیں فرمایا تھا، ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ عذر بیان کیا ہے کہ حضرت ﷺ ڈرتے تھے کہ مبادا میرے کرنے سے امت پر فرض نہ ہو جائے لیکن اشارہ اس کی فضیلت کا کر دیا کہ میں پیر کے دن اس لئے روزہ رکھتا ہوں کہ اس میں پیدا ہوا ہوں، یعنی امت کو اشارہ نکل آیا کہ جب ہفتہ کے سات دنوں میں یہ ایک دن محل عبادت شکریہ ہو گیا باعث وقوع ولادت کے پس برس کے اندر بارہ مہینوں میں ایک وہ مہینہ بھی بلاشک شکریہ ہوگا جس میں میلاد

شریف ہوا، اسی بناء اور اصل پر اہل اسلام نے اس مہینہ میں مجلس شکر یہ جو
مشتمل چند عبادت بدنی و مالی پر ہے، ایجاد کی۔ (انوار ساطعہ: ۲۴۸)

جواب (اول): اصل حدیث کے الفاظ جو حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے

سئل رسول الله ﷺ عن صوم یوم الاثنین فقال فیه
ولدت و فیه انزل علی۔ (مسلم شریف)

''رسول کریم ﷺ سے پیر کے دن کے روزہ کے بارہ میں دریافت کیا گیا
تو آپ ﷺ نے فرمایا، اسی دن میں پیدا کیا گیا اور اسی دن مجھ پر قرآن
نازل ہوا۔''

اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ اس روایت میں پیر کے دن کے روزہ کی علت بیان کی گئی ہے، تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ یہ علت صرف ولادت شریفہ ہی نہیں بلکہ نزول وحی بھی ہے، تو چاہئے کہ ہر پیر کو یا سال میں کم از کم ایک مرتبہ کوئی مجلس میلاد کی طرح مجلس نزول وحی یا جشن نزول قرآن کی تقریب بھی ایجاد کی جائے (تاریخ میلاد: ۳۸)

دوم: دلچسپ چیز یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ تو پیر کے دن روزہ رکھتے تھے لیکن بدعت پسندوں نے آنحضرت ﷺ کے طرز عمل کو تبدیل کر کے روزہ کی بجائے محفل میلاد کو ایجاد کرلیا کیونکہ روزہ میں نفس کشی ہے، کھانا پینا ترک کرنا ہے اور محفل میلاد میں پلاؤ و بریانی مرغ مسلم، قورمے، کھیر اور حلوہ کی بے شمار انواع واقسام ہوتی ہیں۔ اَلْفَتُّ مِنَ الْغَتِّ وَلَوْ كَانَ بِشُوْ سَرْ۔

سوم: روزہ ایسی عبادت ہے جس کا اللہ کے سوا کسی کو کوئی پتہ نہیں چلتا۔ بریلوی مذہب میں ہر عمل چیخ چیخ کر بانگ دھل علی الاعلان کیا جاتا ہے اس لئے روزہ کو ترک کر کے محفل آرائی کی بدعت نکال کر اپنے ذوق کے مطابق عمل ایجاد کرلیا۔

چہارم: آنحضرت ﷺ ہر پیر کے دن روزہ رکھتے تھے اور رضا خانی سال میں ایک

دفعہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں، ہر پیر کے دن کیوں نہیں مناتے؟ چاہیے تو یہ تھا کہ ہر پیر کے دن جشن عید میلاد النبیؐ مناتے۔

پنجم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کی علت ولادت کے ساتھ نزول وحی بھی بیان فرمائی ہے، پھر تو ہر سال جشن عید میلاد النبیؐ کے ساتھ جشن نزول قرآن بھی منایئے یا ایک سال جشن عید میلاد النبیؐ اور ایک سال جشن نزول قرآن منا کر اس اشارہ پر عمل کیجیے۔

ششم: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین مخاطب صحابہ کرامؓ تھے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رگی رگی ہر منشا کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، علم کی گہرائی تک پہنچنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا پر عمل کرنے میں سب سے زیادہ حریص تھے۔ لیکن نعوذ باللہ وہ اس اشارہ کو نہ سمجھ سکے، ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے منشاء نبی کو سب سے زیادہ جاننے اور اس پر جان و مال نچھاور کرنے والے بھی اس اشارہ کو نہ سمجھ سکے، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل جیسے فقہاء مجتہدین بھی اس اشارہ کو نہ سمجھے، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابوداؤد جیسے محدثین عظام بھی ساری زندگی یہی حدیثیں پڑھا پڑھا کر اس اشارہ تک رسائی حاصل نہ کر سکے۔ لیکن چھٹی صدی کا جاہل، جھوٹا، مکار، گستاخ، بے دین، خبیث اللسان، بدزبان، احمق، مغرور، جھوٹی حدیثیں بنانے والا، عیار، تیس ہزار حلوہ کی رکابیاں چاٹنے والا پیٹ پرست مولوی ابوالخطاب اس اشارہ کو سمجھ سکا، یا اس فاسق، گمراہ، رقص و سرود کا رسیا بادشاہ مظفرالدین کوکری اس اشارہ کو سمجھ گیا، یا پھر ختم اور مردوں کے تیجے اور اسقاط پر پلنے والے مولوی عبدالسمیع رضا خانی اور اس کے پیشوا احمد رضا خان بریلوی، مفتی احمد یار خان گجراتی، نعیم الدین مرادآبادی اور محمد عمر اچھروی جیسے جھوٹے، کذاب اور وضاع اس اشارہ کی حقیقت کو پا سکے جو چھ سو سال تک کسی مسلمان کی سمجھ میں نہ آسکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے اگر کوئی اس قسم کا اشارہ ملتا تو سب سے پہلے ابو بکر صدیق اس پر عمل کرتے، دیگر صحابہ اسے مشعل راہ بناتے، ائمہ

مجتہدین اس کے نکات بیان کرتے، اس کے طریقہ کار کی تفصیل بیان کرتے۔ لیکن جو اشارہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین کی سمجھ میں نہیں آیا، وہ نبوی اشارہ نہیں ہو سکتا بلکہ شیطانی اشارہ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم۔

شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں یہ باتیں ڈالتے ہیں اور انہیں اس قسم کے اشارے سمجھاتے ہیں جو صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین کی سمجھ میں نہیں آسکے اور اس کا مقصد قرآن نے بیان فرمایا، تا کہ وہ شیطانی دوست تم سے جھگڑتے رہیں، لڑتے رہیں، مناظرے مجادے کر کے عوام کو گمراہ کر سکیں۔ قرآن کی اس آیت کو پڑھیں اور اہل بدعت کے ان اشاروں کی سمجھ دیکھیں، پھر مناظروں، مجادلوں اور عوام کو گمراہ کرنے کے طریقوں کو دیکھیں تو با آسانی سمجھ سکیں گے کہ یہ اشارے واقعی شیطانی اشارے ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے امت مسلمہ کے مسلمہ اصولوں کو چھوڑ کر بیان کئے جارہے ہیں۔

ہفتم: حضور نبی کریم ﷺ نے ماہ ربیع الاول میں کوئی عمل مقرر نہیں فرمایا تھا، اس اندیشہ کی وجہ سے کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائے۔ آنحضرت ﷺ کو تو اندیشہ تھا کہ فرض نہ ہو جائے مگر احمد رضا خان بریلوی اور مولوی عبدالسمیع اور ان کے حاشیہ نشین اس کو فرض قرار دے کر عید میلاد النبی نہ منانے والوں کو گستاخ اور کافر قرار دے کر اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ! عشق نبویؐ کا عجیب انداز ہے۔

ہشتم: آنحضرت ﷺ نے جہاں امت پر فرض نہ ہونے کے اندیشہ سے جو اعمال ترک کئے ہیں، وہ بالکل ترک نہیں کئے بلکہ بعض اوقات ان اعمال کو چھوڑ دیا ہے۔

نہم: آنحضرت ﷺ نے فرض ہونے کے اندیشہ سے جو اعمال ترک کئے ہیں، وہ اعمال ایک یا اس سے زائد مرتبہ ضرور کئے ہیں، یہاں آنحضرت ﷺ نے میلاد منانے کا کونسا عمل کیا ہے؟

دہم: آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ پیر کے دن روزہ رکھا ہے، اگر اس سے میلاد منانے کا اشارہ دینا مقصود تھا تو صراحتاً کیوں ارشاد نہیں فرمایا، آخر کون سی چیز مانع تھی جس کی وجہ سے آپ ﷺ صراحتاً ارشاد نہ فرما سکے۔

یازدہم: آنحضرت ﷺ کا ماہ ربیع الاول میں کوئی عمل نہ مقرر کرنا فرض ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس کا علم مولوی عبدالسمیع اور دوسرے حضرات کو کیسے معلوم ہوا؟ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے جہاں کوئی عمل فرض ہونے کے اندیشہ سے ترک کیا ہے وہاں آپ ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ میں اس عمل کو اس لئے چھوڑ رہا ہوں کہ کہیں یہ تمہارے اوپر فرض نہ ہو جائے۔ یہاں حضور ﷺ نے ایسا ارشاد کب اور کہاں فرمایا ہے؟

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

پیشہ ور مولود خوان اجرتی واعظ

مولانا عبدالشکور مرزا پوری پیشہ ور مولود خوانوں اور اجرتی واعظوں کے متعلق لکھتے ہیں:

> "خلوص کی یہ حالت ہے کہ بنتے تو ہیں شاہ، مجذوب، محب نبی، عاشق رسول، مداح نبی، مداح رسول لیکن مولود خوانی کو پیشہ بنا رکھا ہے، تنہا پڑھنے والے تو بلا شرکت غیرے اجرت پاتے ہیں اور ٹولی والے آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنا پیشہ چمکانے کی غرض سے سارے ہندوستان کا اپنے آپ کو کبھی طوطی مشہور کرتے ہیں، کبھی بلبل کہتے ہیں، کبھی قمری بنتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان کا تماشا دیکھنا ہو تو ربیع الاول یا محرم کے شروع عشرہ میں بمبئی (اور اب تو ہر شہر اور گاؤں میں) جا کر دیکھئے کہ اس موسم میں برساتی مینڈکوں کی طرح یہ کس کثرت سے وہاں ابل پڑتے ہیں۔ ان پیشہ وروں کو میں نے یہاں تک دیکھا ہے کہ بعض نے

رنڈی (اس بازار کی جنس) کے ہاں مولود پڑھا اور صلہ میں مجرا ستا (ماشاء
اللہ کیا ہی خوب لطف اٹھایا، راضی رہے رحمان بھی خوش رہے شیطان
بھی)۔ باز پرس پر وہابی کہہ کر خاموش کر دیا گیا۔ کاش مولود خوانی کی
اجرت اور مٹھائی بند ہو جاتی تو ان پیشہ ور میلاد خوانوں کے دعوی محبت اور
عشق رسول کا پتہ چل جاتا۔ غرض مجلس مولود نے مولود خوانوں کے لحاظ
سے چودھویں صدی ہجری میں کافی ترقی کی ہے اور امید ہے کہ آئندہ بھی
ترقی ہوگی۔" (تاریخ میلاد ۶۷)

اور اب تو اس پارٹی کا پورا سال جشن عید میلاد النبیؐ کے چندوں میں گزرتا ہے۔ پہلے مجلس میلاد ہوا کرتا تھا، اب مجلس میلاد سے عید النبی اور عید میلاد النبیؐ سے جشن عید میلاد النبیؐ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اور اجرتی واعظوں کو اتنا توشہ مل جاتا ہے کہ ان کا پورا سال اسی پر گذر جاتا ہے اور وہ تمام واہیات جو کسی ہندو یا عیسائی میلے میں ہوتی ہیں، وہ تمام واہیات اپنے تمام لوازمات کے ساتھ جشن عید میلاد النبی میں پائی جاتی ہیں۔ عیاں را چہ بیاں۔ ہر آدمی دیکھتا اور سنتا ہے۔ ہر علاقہ کے لئے ان ریز مولود خواں اور مولوی نما گویے میراثی ہوتے ہیں جو ہر سال برسات کے ان دنوں میں پہنچ کر خوب گاتے ہیں اور پورے سال کا توشہ جمع کر کے جیب شریف گرم کرتے ہیں اور روانت گسائی کا لطف بھی اٹھاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ

استفتا: مجلس میلاد حضور خیر العباد صلی اللہ علیہ السلام میں جو شخص تارک نماز شرابی داڑھی منڈا یا کترانے والا بے وضو موضوع روایات سے تنہا یا دو چار آدمیوں کیساتھ مل کر مولود پڑھتا ہو...... ایسے شخص سے مولود پڑھوانا یا اس کو مسند و منبر پر بٹھانا...... جائز ہے؟ ایسے شخص سے رب العزت جل مجدہ اور روح حضور خوش ہوتی ہے یا نہیں؟ اللہ ایسی مجالس پر رحمت نازل کرتا ہے یا نہیں؟ حضور ایسی محافل میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں؟

بینوا الجواب: افعال مذکورہ سخت کبائر (کبیرہ گناہ) ہیں۔ ان کا مرتکب سخت فاسق و فاجر مستحق عذاب نیران و غضب رحمان اور دنیا میں موجب ہزاراں ذلت اور بوجہ خوش آوازی۔۔۔۔ اس سے مجلس پڑھوانا حرام ہے روایات موضوعہ (من گھڑت روایات) پڑھنا بھی حرام ہے سننا بھی حرام ایسی مجلس سے اللہ اور رسول ﷺ کمال ناراض ہیں۔ ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا اس حال سے آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق غضب الٰہی ہیں جتنے حاضرین ہیں سب وبال میں جداجدا گرفتار ہیں اور ان سب کے وبال کے برابر پڑھنے والے پر وبال ہے۔ ہزار شخص حاضرین ہوں تو ان پر ہزار گناہ اور اس کا کذاب قاری پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی پر دو ہزار ایک۔ ایک ہزار حاضرین کے ایک ہزار اس قاری کے اور ایک خود اپنا۔ پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہوگا بلکہ جس قدر روایات موضوعہ وہ جاہل پڑھے گا۔ ہر روایت اور ہر کلمے پر یہ حساب وبال و عذاب ہوگا۔۔۔ الی ان قال ۔۔۔۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پاک و منزہ ہیں اس سے کہ ایسی ناپاک جگہ تشریف فرما ہوں البتہ وہاں ابلیس وشیاطین کا اجتماع ہوگا۔ (کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ مجموعہ فتاوی قلمی باب الحظر ص ۲۹۱ تا ۲۹۳ بحوالہ فتاوی رشیدیہ ص ۱۳۴)

بریلوی مولوی ذرا اپنے بانی مذہب کی عبارت کو غور سے پڑھیں کہ خان صاحب بریلوی موضوع من گھڑت روایات پڑھنے اور سننے کو حرام قرار دے رہے ہیں اور ایک ایک لفظ پڑھنے پر جعدا د حاضرین گناہ ارشاد فرما رہے ہیں، پڑھنے والے کو کذاب، بڑا جھوٹا اور مستحق غضب الٰہی قرار دیکر گناہوں کے انبار اس کے ذمہ لگا رہے ہیں۔ پھر بھی بریلوی حضرات من گھڑت موضوع روایات بیان کر عید میلاد النبی ﷺ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ رسالہ تنویر سے جتنے دلائل میلاد کے جواز پر پیش کئے جاتے ہیں، وہ سب کے سب من گھڑت وموضوع ہیں اور ان کا وضاع بنانے والا کذاب، فراڈی، جھوٹا، مکار، دجال مولوی ابوالخطاب ہے۔

آخر میں خانصاحب نے بات صاف ظاہر کردی کہ ایسی ناپاک جگہوں میں جہاں جھوٹی

روایات بیان ہوتی ہوں، آنحضرت ﷺ تشریف نہیں لاتے بلکہ ایسی جگہوں میں شیاطین کا اجتماع ہوتا ہے۔ واقعی جہاں دین کے ساتھ مذاق اور تمسخر ہوتا ہو، وہاں سارے شیطان ہی اکٹھے ہوتے ہیں جو لوگوں کو بدعات کی طرف بلاتے ہیں۔ قرآن کی غلط تفسیر بیان کرنا، بزرگوں کی طرف غلط باتیں منسوب کرنا، علماء حق کو گستاخ اور کافر کہنا شیطان ہی کا کام ہے۔ اور یہی والناس والے شیاطین من الجنۃ والے شیاطین سے زیادہ خطرناک ہیں اور خبیث۔

شیخ الحدیث مولانا غلام رسول سعیدی بریلوی کا فرمان

مسلک بریلوی کے شیخ الحدیث مولانا غلام رسول سعیدی اپنی شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

> ''بعض شہروں میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کے تقدس کو بالکل پامال کر دیا گیا ہے۔ جلوس تنگ راستوں سے گزرتا ہے اور مکانوں کی کھڑکیوں اور بالکونیوں سے نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شرکاء جلوس پر پھول پھینکتی ہیں (شاید ایصال ثواب کی نیت سے العیاذ باللہ) اوباش نوجوان فحش حرکتیں کرتے ہیں، جلوس میں مختلف گاڑیوں میں فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ہوتی ہے اور نوجوان لڑکے فلمی گانوں کی دھنوں پر ناچتے ہیں اور نماز کے اوقات میں جلوس چلتا رہتا ہے، مساجد کے آگے سے گزرتا ہے اور نماز کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ اس قسم کے جلوس میلاد النبی ﷺ کے تقدس پر بدنما داغ ہیں۔ ان کی اگر اصلاح نہ ہو سکے تو ان کو فوراً بند کر دینا چاہئے کیونکہ ایک امر مستحسن کے نام پر ان محرمات کے ارتکاب کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔'' (شرح مسلم ص ۱۷۰ ج ۳)

مجدد بریلویت پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کا فرمان

قائد تحریک منہاج القرآن پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری بریلوی لکھتے ہیں:

''ایسے مواقع پر حکومت کو خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ

اسلامی حکومت ہونے کے ناطے سے اسے چاہئے کہ ہرممکن اصلاحی تدابیر عمل میں لائے۔ کیا وجہ ہے کہ ارباب اقتدار یا سیاسی حکومت کے کسی لیڈر یا عہدیدار کے خلاف معمولی سی گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو حکومت سے بغاوت کرتے ہوئے پولیس ڈنڈے کے زور سے باز رکھ سکتی ہے۔اور اگر معاملہ تھوڑا خطرناک ہوتو فوراً گرفتار کرلیا جاتا ہے مگر ایسے موقعوں پر جہاں عرس اور میلاد کے نام پر بے عمل اوباش اور کاروباری لوگ ناچ گانے اور ڈانس کا باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں، میلے تھیٹر اور سرکس کا انتظام ہوتا ہے، اولیائے کرام کی پاکیزہ تعلیمات کی دانستہ اور سر بازار خلاف ورزی ہوتی ہے، حکومت قانونی کاروائی نہیں کرسکتی؟ حکومت یہاں اگر حفاظتی انتظام کرسکتی ہے تاکہ باقاعدہ پولیس کی نگرانی میں امن و امان میں یہ خلاف شریعت امور ہوتے ہیں تو ایسے کاروباری لوگوں کو ڈنڈے لگا کر بھگایا نہیں جاسکتا؟ عرس کے موقع پر بزرگان دین کے مزارات پر آنے کا مقصد قرآن حکیم کی تلاوت اور ان اولیاء کے پاکیزہ تعلیمات سننے اور ان پرعمل کرنے کا جذبہ ہوتا ہے، میلاد النبی ﷺ کے جلوس نعت خوانی، حضور ﷺ کے فضائل و مراتب کے بیان اور جا کر شرعی طریقہ سے خوشی منانے کے لئے نکالے جاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ:

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی"

(جشن عید میلادالنبی ﷺ کی شرعی حیثیت ص ۲۱۴)

مگر ڈاکٹر صاحب! جب عید میلادالنبی ﷺ اور عرس مبارک بذات خود خرافات ہیں تو ان خرافات میں خرافات کو بند کرنے کا کیا مطلب؟

(ثانیاً) عید میلاد اور عرس کا مقصد ہی ان خرافات، ناچ گانا، ڈانس اور سرکس جیسے واہیات کو فروغ دینا ہے اور ان کے منتظمین انہی چیزوں سے بے دین اور اوباش نوجوانوں اور غلط قسم کے کاروباری لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور انہیں لوگوں سے ان کی مجلسوں کو رونق ملتی ہے۔ شریف اور دیندار آدمی کو ان خرافات سے کیا واسطہ؟

بج رہے ہیں ڈھول تاشے تالیاں چمٹے رباب
کس مزے سے عید میلاد النبیؐ کے نام پر

اہل بدعت سے آخری سوال

اہل بدعت مولوی جشن عید میلاد النبی ﷺ کو قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔ اگر قرآن نے جشن عید میلاد النبی ﷺ کا حکم دیا ہے، جیسا کہ پیٹ پرست مولوی حضرات ربیع الاول کی آمد پر گلے پھاڑ پھاڑ کر قرآن کریم کی غلط تفسیر بیان کر کے عوام کو گمراہ کرتے ہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ اور اکابرین امتؒ نے قرآن پر عمل نہ کر کے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ پھر صرف علماء دیوبند پر فرد جرم عائد کر کے کفر و گستاخی کے فتوے داغنے کے کیا معنی؟ پوری امت محمدیہ ﷺ پر کفر و گستاخی کا ایک ہی فتوی داغ کر اپنے علمی کمال کا ثبوت پیش کریں۔

پوری امت مسلمہ کو چھوڑ کر بانی بریلویت احمد رضا خان بریلوی نے بھی اس پر عمل نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو دلائل سے ثابت کیجئے کہ الٹے بانس بریلی کے کون سی گلی میں، کس روڈ پر خان صاحب بریلوی نے جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی قیادت کی ہے اور کون سے چوک میں جشن عید میلاد النبی ﷺ پر خطاب کیا ہے۔ اور یہی دلائل جو آج امت بریلویہ بیان کرتی ہے، بابائے بریلویت خان صاحب نے بھی بیان کیے ہوں؟ فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ لیکن:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

کیونکہ اس کی ابتداء ہی ۱۹۲۹ء کو ایک ہندو تو مسلم کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ اس سے پہلے دنیا کے کسی کونے میں بھی جلوس نہیں نکالا گیا اور نہ ہی جشن عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے کوئی مجلس منعقد ہوئی۔ دنیا کے تمام مسلمان ۱۲ ربیع الاول کو بارہ وفات کے نام سے یاد کرتے تھے اور اب بھی بزرگ حضرات بارہ وفات ہی کہتے ہیں۔ اور پیغمبر کی وفات کے دن خوشی منانا عید منانا، حلوے کی رکابیاں چاٹنا، پلاؤ و زردہ کھا کر ڈکاریں مارنا دشمنان نبی ﷺ کا کام ہے۔ ابن ابی اور ابن سبا کی ذریت ہی اس کی جسارت کر سکتی ہے، محبان نبی ﷺ عاشقان رسول ﷺ اس کے تصور کو بھی جرم عظیم اور انتہائی بدبختی سمجھتے ہیں:

وہ شعب ابو طالب و شہر طائف برابر صدا دے رہے ہیں
وہ مکہ کی خاک مقدس کے ذرے نقوش قدم کا پتہ دے رہے ہیں
وہ ذوق اطاعت سے خالی عقیدت عقیدت نہیں بازی گری ہے
جو ایثار و اقدام سے جی چرائے وہ محبت نہیں صرف بازی گری ہے

اکابرین دیوبند کے متعلق ایک شبہ اور اس کا جواب

اہل بدعت عوام کو گمراہ کرنے کیلئے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت حاجی عابد حسین مہتمم اول دارالعلوم دیوبند کو مجوزین عید میلاد النبی میں شمار کرتے ہیں کہ یہ حضرت بھی عید میلاد النبی کو جائز سمجھتے تھے لیکن اہل بدعت کا یہ کہنا بالکل سفید جھوٹ اور ان حضرات پر صریح بہتان ہے۔

اسی طرح اہل بدعت سیرۃ کمیٹی کے جلسوں کو اپنی تنقید کا نشانہ بنا کر علمائے دیوبند کو کوستے ہیں اور اپنے خود ساختہ جشن عید میلاد النبیؐ کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں مگر اس کی وضاحت مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی یوں فرماتے ہیں جس وقت یہ تقریب شروع کی گئی تھی تو اس کو اشاعت سیرت مقدسہ کے نام سے شروع کیا گیا تھا۔ یہ سیدھا سادہ عنوان ہر مسلمان کیلئے جاذب توجہ تھا اس وقت نہ کسی مخصوص تاریخ کا ذکر تھا اور

نہ کسی خاص مبتدع کیفیت کا نہ جلوس نکالنے کا تصور تھا نہ باجوں اور تماشوں کا تخیل اس سیدھے سادے عنوان کو ہم نے بھی تبلیغ وتذکیر کا ایک طریقہ اور موثر ذریعہ سمجھ کر انعقاد مجالس سیرۃ کی اجازت دی تھی اور یہ سمجھا تھا کہ خدا تعالیٰ کے آخری رسول خاتم الانبیاء سید المرسلین ﷺ کی سیرۃ مبارکہ صحیح اور مستند روایات کے ساتھ جب مخلوق کے سامنے پیش کی جائے گی تو یہ غیر مسلموں کیلئے ایک اچھا ذریعہ تبلیغ وتذکیر ہوگا اور ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے رسمی محافل میلاد اور ان کی مروجہ بدعات کا مسلمانوں میں بھی انسداد ہو جائے اور وہ بجائے رسمی محافل میلاد کے تبلیغ سیرۃ کے صحیح طریقہ پر کاربند ہو جائیں مگر افسوس:

اے خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

کا معاملہ ہو گیا مسلمانوں نے بہت جلد جلسہ ہائے سیرۃ کی اصلی غرض وغایت کو نظر انداز کر کے انہیں رسمی محفل میلاد میں مدغم کر دیا پہلے تو بجائے جلسہ سیرۃ کے ان اجتماعات کا نام ہی عید میلاد کر دیا جو یقیناً قرون اولیٰ مشہود لہا بالخیر کے خلاف ایک نئی ایجاد تھی اور اسلام کی پکی ثابت عیدین (عید الفطر وعید الاضحیٰ) پر ایک جدید عید کا اضافہ تھا جو ایک متبع سنت مسلمانوں کی اسلامی واقفیت میں ناقابل قبول ہے پھر ان جلسوں کیلئے ایک معین تاریخ ۱۲ ربیع الاول لازم کر دی گئی اس کے بعد جلسوں کے اوپر جلوسوں کا اضافہ کیا گیا اور منچلے لوگوں نے باجوں اکھاڑوں کھیلوں تماشوں کو شامل کر کے اسے اچھا خاصہ لہو ولعب بنا دیا۔

فالی اللہ المشتکی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آگے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اس تقریب کو بہیئت کذائی منانے کیلئے (یعنی عید میلاد یا جشن میلاد کے نام سے مخصوص تاریخ ولادت میں یا کسی اور تاریخ میں منانے کیلئے) نہ قرآن پاک میں کوئی نص ہے نہ حدیث میں نہ صحابہ کرامؓ یا تابعین عظام یا مجتہدین امت خیر الانام کی قولی یا فعلی ہدایات میں کہیں اس کا وجود ہے

قرون اولیٰ میں اس تقریب کا وجود نہ تھا حالانکہ اس زمانہ کے مسلمان آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ تعلق اور فداکاری و محبت میں اعلیٰ درجے پر فائز تھے اور دوسری قوموں کو پیشواؤں کے یوم ولادت پر خوشی کی تقریبیں مناتے ہوئے دیکھتے تھے مگر ان کو کبھی اس ایجاد کی طرف توجہ نہ ہوئی۔ (کفایت المفتی ص ۱۳۶۔۱۴۷ ج ۱)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت حاجی عابد حسینؒ جس محفل میلاد کے جواز کے قائل تھے وہ آنحضرت ﷺ کی سیرۃ کا تذکرہ تھا وہ بھی بلا تعین تاریخ مستند روایات کے ساتھ۔ مگر اہل بدعت جو میلاد مناتے ہیں اس کی مخالفت قرآن و حدیث سلف صالحین کی طرز زندگی کی روشنی میں علماء دیوبند ہمیشہ کرتے چلے آئے ہیں اور تا قیامت کرتے رہیں گے کیونکہ اس کا شریعت محمدیہ ﷺ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

عید میلاد النبی ﷺ مزاج اسلام کے خلاف ہے

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں عید میلاد النبی ﷺ پر جلوس اور مجلس وغیرہ یہ سارے مظاہرات ہیں جیسے دنیا میں نمائشی مظاہرے ہوتے ہیں اسلام کے مزاج میں یہ چیزیں داخل نہیں ہیں اگر یہ چیزیں اسلامی مزاج کے مطابق ہوتیں تو سب سے پہلے صحابہؓ کرتے، تابعین کرتے، آئمہ مجتہدین کرتے لیکن کسی سے منقول نہیں بلکہ چند صدیوں کے بعد یہ مظاہرے شروع ہوئے ان مظاہروں میں یہ بھی کہا جا سکتا تھا کہ بھائی کر لیا......... لیکن یہ جو نمائشی صورتیں اور غلو ہے یہ اسلامی مزاج نہیں یہ دوسری اقوام سے لیا گیا ہے جیسے ہندوؤں میں جلوس نکلتے ہیں ان کے جو معتقد ہیں ان کی صورتیں بنا بنا کر اونٹوں اور ہاتھیوں پر رکھتے ہیں اور مظاہرے کرتے ہیں اسلام تو حقائق لے کر آیا ہے صورتوں اور شکلوں کی نمائش لے کر نہیں آیا اپنے اندر حقیقت پیدا کرو، نمائش خود بخود ختم ہو جائے گی اسلام کا موضوع تو یہ ہے جو خدا کی بنائی ہوئی صورتیں ہیں ان میں

بھی زیادہ مت الجھو اس لئے بعض علماء لکھتے ہیں اگر صورتوں کے عشق ومحبت میں جتلا ہوا تو حسن خاتمہ کے اندر فرق پڑ جائے گا اس لئے کہ وہ حقیقت تک پہنچنے کا وقت ہے اور آپ صورتوں میں الجھے ہوئے ہیں تو صورتیں حقیقت سے روکیں گی اس واسطے اسلام کا موضوع یہ ہے کہ صورتوں کی طرف التفات مت کرو حقائق کی طرف التفات کرو جو دوامی اور ابدی ہیں۔ (خطبات حکیم الاسلام ج ۸ ص ۳۸۹)

مولانا یوسف لدھیانوی فرماتے ہیں:

"جشن عید میلاد کے نام سے جو خرافات رائج کردی گئی ہیں، اور جن میں ہر آئے سال مسلسل اضافہ کیا جارہا ہے، یہ اسلام کی دعوت، اس کی روح اور اس کے مزاج کے یکسر منافی ہے۔ میں اس تصور سے پریشان ہوجاتا ہوں کہ ہماری ان خرافات کی روئداد جب آنحضرت ﷺ کی بارگاہ عالی میں پیش ہوتی ہوگی تو آپ ﷺ پر کیا گزرتی ہوگی اور اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم ہمارے درمیان موجود ہوتے تو ان چیزوں کو دیکھ کر ان کا کیا حال ہوتا۔ بہرحال میں اس کو نہ صرف بدعت بلکہ تحریف فی الدین تصور کرتا ہوں۔" (اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۷۸ ج ۱)

میلادی کس کے مقلد ہیں؟

جشن عید میلاد النبیؐ کے موقع پر لوگوں کے چندہ سے پلاؤ وقورمہ کھانے والے غیر مقلدین کو وہابی، نجدی اور گستاخ بلکہ کافر تک کہہ دیتے ہیں لیکن ان ان پڑھ واعظوں اور مفت میں اُمت کو گمراہ کرنے والے مفتیوں کو اتنا معلوم نہیں کہ جن کی تقلید میں وہ اس دن جمع ہیں وہ خود غیر مقلد تھے جسکی گواہی امام احمد محمد مصری اور حافظ ابن حجر عسقلانی دیتے ہیں۔

امام احمد بن محمد بادشاہ اربل کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ اپنے زمانے کے علماء کو حکم دیتا تھا کہ وہ اپنے استنباط اور اجتہاد پر عمل کریں اور کسی کی پیروی اور تقلید نہ کریں اور مولوی

ابوالخطاب کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں وہ ظاہری المذہب تھے ائمہ کو برا کہتے تھے اور بقول علامہ سیوطی وہ اپنے ہی عقل ورائے سے فتویٰ دیتے تھے۔

حنفیت اور رضاخانیت کی رٹ لگانے والے جشن عید میلاد النبی میں غیر مقلدین کی تقلید کررہے ہیں حالانکہ خان صاحب بریلوی کا فتویٰ ہے کہ غیر مقلدین کے پیچھے نماز نہیں ہوتی جب نماز نہیں ہوتی تو عید میلاد النبی میں ان کی پیروی کیسے جائز ہوسکتی ہے۔ مگر اہل فہم جانتے ہیں کہ جب پیٹ میں جوع البقر والی مروڑ پیدا ہو جائے تو پھر سب کی پیروی جائز ہو جاتی ہے۔ اور مولوی عبدالسمیع بیدل نے تو صاف صاف وضاحت کردی کہ ہم اس عمل میں نہ قرآن کی پیروی کرتے ہیں نہ حدیث کی اور نہ ائمہ مجتہدین اور نہ اولیاء کرام کی بلکہ بیس ہزار مرغیوں اور تیس ہزار حلوہ کی رکابیوں والی سرکار کے پیروکار ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی مایہ ناز کتاب انوار ساطعہ میں فرماتے ہیں بس خوب سمجھ لو کہ ہم اس عمل میں تابع ہیں دستور العمل سلاطین روم اور فرماں روایان ملک شام اور ملوک ممالک مغربیہ اور اندلس اور مقتیان عرب کے۔ (انوار ساطعہ ص ۲۹۳)

بیدل صاحب نے دل کی بے قراریوں سے مجبور ہو کر آخر اندر والی بات دل سے نکال ڈالی کہ ہمارا اس معاملہ میں قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں ہم تو سلاطین روم اور ملوک شام کی تابعداری کرتے ہیں۔

؎ ہم تو عاشق ہیں انہیں کے نام کے

پتہ نہیں یہ الہام عزازیلی بیدل صاحب پر ہوا تھا یا ان پیش کے رو اور استاد خان صاحب بریلوی پر کہ فاتبعو سلاطین الروم و ملوك الشام وولاة المغرب وابناء الشيطان۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ما اٰتاكم الرسول فخذوه ومانهاكم منه فانتهوا۔

''رسول ﷺ جس کا حکم دے اس کو دستور العمل بناؤ اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا!

علیکم بسنتی وسنته الخلفاء الراشدین۔

''میرے اور میرے خلفاء راشدین کے طور طریق کو دستور العمل بنالو۔''

لیکن مولوی عبدالسمیع اور ان کی پارٹی سلاطین روم وملوک شام کے دستور العمل کو اپنا دستور العمل بنا رہی ہیں اور دعویٰ ہے عشق رسول ﷺ کا۔

یہ عشق رسول نہیں پیٹ کی مجبوری ہے
پیٹ بھرنے کے لئے کوئی حیلہ بھی تو ضروری ہے
ہمیں اللہ و رسول کے حکموں سے غرض کیا
بدعت پرست ہیں ہم ہمارا دل پشوری ہے
نبی کا نام نہ لیں تو کھائیں مزے اڑائیں کیسے؟
ہمیں معلوم ہے یہ عمل مدنی نہیں یہ ادا لہوری ہے

جشن عید میلاد النبی ﷺ کے دنیوی نقصانات

۱۔ جونہی ربیع الاول کا مہینہ آتا ہے، پورے ملک میں افراتفری پھیل جاتی ہے۔

۲۔ مخالفین پر کفر کے فتوے داغے جاتے ہیں۔

۳۔ لاؤڈ سپیکر کے ذریعے نعت خوانی سے تمام ملک کے گلی کوچوں میں طوفان بدتمیزی برپا کر دیا جاتا ہے، جس سے تمام مسلمان تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۴۔ بیماروں اور پورے دن کے تھکے ہارے محنت کشوں کا سونا دوبھر ہو جاتا ہے۔

۵۔ تعلیمی اداروں کے اوقات ضائع ہو جاتے ہیں کیونکہ اس شور شغب میں نہ کوئی سن سکتا ہے نہ پڑھ لکھ سکتا ہے۔

۶۔ سرکاری دفاتر اور دوسرے اداروں کے کام میں خلل پڑتا ہے۔

۷۔ ان مجالس میں تمام اوباش نوجوان شریک ہوتے ہیں۔

۸۔ بعض مجالس میں عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں۔

۹۔ شرکیہ نعرے لگائے جاتے ہیں۔

۱۰۔ بعض جگہ ناچ گانے بھی ہوتے ہیں۔

۱۱۔ رقص اور قوالیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی توہین کی جاتی ہے۔

۱۲۔ اسراف وتبذیر بنص قرآن ممنوع اور حرام ہے فضول چراغاں کر کے اس حرام کاری کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

۱۳۔ سرکاری چھٹی کر کے پورے ملک کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

۱۴۔ اسی سے فرقہ وارانہ جذبات ابھرتے ہیں کہ ایک فرقہ اپنی خواہشات اور مذموم عزائم کیلئے پورے ملک کے وسائل کو استعمال میں لا کر دیگر مسلمانوں کا استحصال کرتا ہے۔

۱۵۔ بازار اور دکانیں بند کر کے عوام کا نقصان کیا جاتا ہے۔

۱۶۔ روڈ اور چوراہے بند کر کے مسلمانوں کو اذیت دی جاتی ہے جو شان مسلمانی کے خلاف ہے خصوصاً بیمار اور ضرورت مند حضرات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

۱۷۔ فریق مخالف کے مدارس ومساجد سے گزرتے ہوئے دست درازی بھی کی جاتی ہے۔فروری ۲۰۱۰ء کے فیصل آباد اور ڈیرہ اسماعیل خان کے واقعات اس کی واضح دلیل ہے۔

۱۸: اہل بدعت جلوس کے شرکاء کے نرغے میں اگر کوئی مخالف آجائے تو اس کے قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے جیسا ۲۷ فروری ۲۰۱۰ء کو کراچی میں ایک طالب علم قتل اور دیگر چار کو شدید زخمی کیا۔

۱۹: سرکاری چھٹی کر کے تمام سرکاری وسائل ۱۲ ربیع الاول کے جلوس کے لئے بروئے کار

لانے سے ایک اقلیتی اور جاہل فرقے کے غلط نظریات کو پورے ملک کے لوگوں پر مسلط کیے جاتے ہیں جو سراسر ناانصافی ہے۔

۲۰: ایک فرقہ کی خوشنودی کے لئے ۱۲ ربیع الاول کو پورا ملک، بازار، سڑکیں ان کے حوالے کرنا بنیادی انسانی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہے۔

............☆............☆............

ماہ ربیع الاول اور مولوی جی

جب ماہ ربیع الاول آیا ملا جی خوب پھول گئے
بازار میں اچھلے کودے لیکن دین پہ چلنا بھول گئے
میلاد نبی کا جشن منایا چوک میں مولوی خوب چلایا
دینداروں کو خوب لتاڑا مسلمان کی عظمت بھول گئے
نام نبی پر خوب کمایا عوام کو بے وقوف بنا کر
پیٹ کی پوجا پاٹ میں پھنس کر نبی کی نصیحت بھول گئے
چرب لسانی کذب بیانی سچ کا نام و نشان نہیں
بدعات میں ایسے ڈوبے یارا ضلالت کے معنی بھول گئے
عشق نبی کا دعویٰ ہے پر سنت کے یہ دشمن ہیں
بدعت کے بغیر کوئی عمل بھی نہیں سنت پہ چلنا بھول گئے
صحابہ نے جلوس نکالے نہ ہی جشن عید منائی
ہند میں یہ بکواس یاد آئی اسوۂ حسنہ بھول گئے
شکم مبارک پہ پتھر باندھے رسول اللہ نے دین کی خاطر
اور یار حلوے پہ ٹوٹ پڑے مقصد بعثت بھول گئے
پیغمبر گھر گھر جا کر کلمہ حق کی صدا لگاتے تھے

یار مجاور بن بیٹھے کلمے کی حقیقت بھول گئے
یہ بھی گھر گھر جاتے ہیں ختم پڑھاؤ کی آوازیں لگاتے ہیں
ہائے پیٹ کو بنایا معبود اپنا، معبود حقیقی بھول گئے
بارہ ربیع الاول کو اسلاف نے بارہ وفات کہا
یاروں کے پیٹ جب خالی ہوئے تاریخ وفات بھی بھول گئے

......☆......☆......

سبز پگڑی باندھنا بدعت ہے

سیرت اور حدیث پاک کی کتابوں سے تو ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اکثر سفید یا سیاہ عمامہ (یعنی پگڑی باندھا کرتے تھے اور کثرت سے یہ بات ثابت ہے کہ آپؐ نے سفید اور سیاہ عمامہ (یعنی پگڑی) باندھنے کی تلقین فرمائی۔ عمامہ باندھنا سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے۔ (فتح الباری، اسوہ رسول اکرمؐ ۱۱۵)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا، کیا عمامہ باندھنا سنت ہے۔ انہوں نے فرمایا، ہاں سنت ہے۔ (اسوہ رسول اکرمؐ ۱۱۵)

صحیح مسلم اور سنن نسائی میں ہے کہ عمرو بن حرثؓ فرماتے ہیں کہ وہ منظر گویا اس وقت میرے سامنے ہے جب نبی کریم ﷺ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے، سیاہ عمامہ آپؐ کے سر مبارک پر تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا۔

(خصائل نبویؐ، اسوہ رسول اکرمؐ ۱۱۶)

آپ ﷺ جب عمامہ باندھتے تھے تو شملہ دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ لیتے تھے، کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے۔ (نشر الطیب، شمائل ترمذی، اسوہ رسول اکرمؐ ۱۱۶)

آپؐ عمامہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے، شملہ کی مقدار ایک ہاتھ سے بھی زیادہ

ثابت ہے۔عمامہ تقریباً سات گز ہوتا تھا۔ (خصائل نبویؐ، اسوۂ رسول اکرمؐ ۱۱۶)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب آپؐ فتح مکہ کے دن مکے میں داخل ہوئے تو آپؐ کے سر مبارک پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا۔ (شمائل ترمذی محبوب کا حسن و جمال ۶۱)

آپ ﷺ عمامہ کے نیچے اور بدون عمامہ کے بھی ٹوپی استعمال فرماتے تھے۔حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی استعمال فرماتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس تین ٹوپیاں تھیں۔ایک ٹوپی سفید سوئی کے کام کی بنی ہوئی اور ایک ٹوپی یمنی چادر سے بنی ہوئی اور ایک ٹوپہ کانوں والا جس کو سفر میں استعمال فرماتے تھے اور بعض اوقات اس کو نماز پڑھنے کے وقت آگے رکھ دیتے تھے۔

(سیرت رسول اکرمؐ ۳۴۵)

آپ ﷺ سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے۔وطن میں آنحضرت ﷺ سفید کپڑے کی چپٹی ہوئی ٹوپی پہنتے تھے۔آپؐ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی پہنی ہے۔

(السراج المنیر اسوۂ رسول اکرمؐ ۱۱۶)

حدیث اور سیرت کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور اکرم ﷺ کثرت سے سفید اور سیاہ عمامہ باندھتے اور سفر حضر میں ٹوپی کا استعمال بھی فرماتے تھے۔لیکن الیاس عطار قادری کے نزدیک شاید صرف سبز پگڑی ہی پہننا سنت ہے۔لیکن سبز عمامہ کے متعلق ان کے اپنے مفتی غلام سرور قادری صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ سبز عمامہ (بطور شعار) باندھنا بدعت ہے۔ہم پورا فتویٰ آپ حضرات کے سامنے پیش کرتے ہیں:

سبز عمامہ (بطور شعار) باندھنا بدعت ہے

اور کسی بھی رنگ کا جائز مگر دعوت اسلامی والے بھائیوں کی طرح کسی خاص رنگ کو اپنا شعار و علامت ٹھہرا کر اپنے آپ کو اس سے مشہور و متعارف کرانا ممنوع، ناجائز اور بدعت ہے۔

فتویٰ

مولانا غلام سرور قادری

شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ رضویہ، سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور

ناشر......انجمن احیاء السنہ، لاہور

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے خالی ٹوپی بھی پہنی ہے اور خالی عمامہ بھی اور ٹوپی اور عمامہ دونوں اکٹھے بھی لیکن سنت صرف سفید عمامہ ہے اگرچہ دوسرے رنگ کا سیاہ اور سبز بھی جائز ہے۔ سنت اس کام کو کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے اکثر اوقات کیا ہو اور کبھی کبھی اسے ترک بھی فرمایا ہو۔ چنانچہ فتویٰ شامی میں ہے۔

ان النبی علیہ الصلوۃ والسلام واظب علیھا حتی صارت عادۃ لہ ولم یترکھا الا احیانا .. (فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۱۰۳)

"یعنی سنت وہ کام ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو حتیٰ کہ وہ آپ کی عادت کریمہ ہو گیا ہو اور آپؐ نے اسے نہ چھوڑا ہو مگر کبھی کبھی۔"

اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ جس کی اصل نہ سنت میں ہو اور نہ شریعت میں وہ بدعت ہوتی ہے۔ لہٰذا کسی گروہ کا سبز عمامہ کو دینی و مذہبی اعتبار سے اپنی علامت و پہچان بنانا جیسے

ہمارے دعوت اسلامی والے بنائے پھر رہے ہیں، بدعت و ناجائز ہے کیونکہ سنت و شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر مکی "فرماتے ہیں:

واما العلامة الخضراء فلا اصل لها و انما حدثت سنة ثلاث و سبعين و سبعمائة بامر الملك شعبان ابن حسن۔ (الفتاویٰ الحدیثیہ ۱۶۸)

"کہ شریفوں کے لئے سبز پگڑی کی علامت کوئی بنیاد نہیں۔ یہ سبز پگڑی کی بدعت بادشاہ شعبان بن حسن کے حکم سے ۷۷۳ھ میں نکالی گئی ہے۔"

یہاں سے واضح ہو گیا کہ سبز پگڑی کو بطور خاص علامت ٹھہرا کر استعمال کرنا بدعت ہے جو ۷۷۳ھ میں ایک بادشاہ کے حکم سے پیدا کی گئی لہٰذا ہمیں سبز پگڑی کو اجتماعی طور پر استعمال نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ عمل بدعت ہے اور ایک بادشاہ سے منسوب ہے۔ امام جلال الدین سیوطیؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

هل يلبسون العمامة الخضراء؟ والجواب ان هذه العلامة ليس لها اصل فى الشرع ولا فى السنه ولا كانت فى الزمن القديم وانما حدثت فى سنة ثلاث وسبعين وسبع مائة بامر الملك الاشرف شعبان بن حسن۔ (الحاوی للفتاویٰ ج ا ص ۳۳)

"کیا شریف لوگوں کو سبز پگڑی اپنی علامت کے طور پہننا چاہئے؟ جواب یہ ہے کہ یہ سبز پگڑی کی علامت کی شریعت اور سنت میں کوئی اصل نہیں اور نہ ہی زمانہ قدیم میں تھی اور سبز پگڑی کی علامت ۷۷۳ھ میں بادشاہ اشرف بن شعبان کے حکم سے وجود میں آئی۔"

سبز عمامہ کی سنت اور شریعت میں کوئی اصل نہیں...... امام کتانیؒ

اہلسنت کے مورخین ومحدثین وفقہاء وعلماء نے واضح لکھا ہے کہ یہ عمامہ اشراف کے لئے سنت سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اصل ہے۔ چنانچہ امام محمد بن جعفر کتانیؒ "الدعامۃ" میں لکھتے ہیں کہ:

ان هذه العمامة الخضراء ليس لها اصل في الشرع ولا في السنة ولا كانت في الزمن القديم وانما حدثت سنة ثلاث و سبعين و سبعمائه بامر الاشرف شعبان بن حسن۔ (الدعامۃ ۹۵)

"سبز پگڑی کی کوئی اصل نہیں، یہ شریعت میں اور نہ ہی سنت میں اور نہ ہی زمانہ قدیم میں تھی۔ یہ سبز پگڑی کی علامت ۷۷۳ھ میں بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے معرض وجود میں آئی۔"

یعنی اشراف حضور ﷺ کی آل (سادات) کے لئے سبز پگڑی کی علامت کی شریعت میں کوئی اصل نہیں اور نہ ہی زمانہ قدیم میں شریفوں کے لئے علامت کے طور پر اس کا کوئی وجود نظر آتا ہے۔ اس کا شریفوں (سادات) کے لئے علامت قرار پانا بدعت ہے جو بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے بنائی گئی۔ سیدنا غوث اعظمؒ کی کتاب "السفینۃ القادریہ" کی شرح میں سید العلماء محمد المنبلا فرماتے ہیں:

واعلم ان تعليم الاشراف بالعمامة الخضراء ليس لها اصل في الشرع ولا في السنة ولا كانت في زمان القديم وانما حدثت في سنة ثلاث و سبعين و سبعمائه بامر الملك الاشرف شعبان بن حسن۔

(شرح سفینۃ قادریہ ۳۹)

''معلوم ہوا کہ اشراف کو سبز عمامہ کے باندھنے کی تلقین کرنا بدعت ہے۔
اس کی کوئی اصل نہیں ہے نہ شریعت میں اور نہ ہی سنت میں اور نہ ہی سبز
پگڑی کی علامت زمانہ قدیم میں تھی بلکہ یہ بدعت تو بادشاہ اشرف شعبان
بن حسن کے حکم سے معرض وجود میں آئی۔''

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ حضور ﷺ نے تو سبز وغیرہ رنگ کے مقابلہ میں سفید عمامہ کو ترجیح دینے کا حکم دیا مگر ہمارے مہربان مولانا محمد الیاس قادری صاحب اور ان کے پیروکار دعوت اسلامی والے بھائی لوگوں سے سفید عمامہ چھوڑ کر ان کو سبز عمامے بندھواتے پھر رہے ہیں۔ حالانکہ حضور ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ لوگوں کو اس رنگ کے عمامہ کے باندھنے کی ترغیب دیتے جس کے باندھنے کو حضور ﷺ نے ترجیح دینے کا حکم فرمایا۔ مگر یہ مہربان ایک طرف سے تو محبت مصطفیٰ ﷺ کا دعویٰ فرماتے ہیں اور دوسری طرف سے حضور ﷺ کے حکم کے برعکس بھی کر رہے ہیں۔ امام علی بن سلطان القاری مکیؒ (م ۱۰۱۴ھ) اپنی مشہور کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

ای ثوب تکبر و تفاخر وتجبرا و ما یتخذہ المتزھد لیشھر نفسہ بالزھد او ما یشعر بہ المتسید من علامۃ السیادۃ کالثوب الاخضرا و ما یلبسہ المتفقہ من لبس الفقھا والحال انہ من جملۃ السفھاء۔ (ج ۴ ص ۴۳۰)

''یعنی جس نے تکبر وفخر و جابرانہ انداز کا لباس پہنایا اپنے آپ کو زہد ونیکی سے مشہور و معروف کرنے کے لئے کوئی مخصوص لباس اختیار کیا یا اپنی بزرگی کی نمائش کے لئے سبز رنگ کا کپڑا اپنی علامت ٹھہرالیا یا عالم دین نہ تھا مگر علماء کی وضع قطع اختیار کی تو ایسے شخص یا ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا یعنی وہ قیامت کے دن ذلیل د

رسوا ہوں گے۔"

البتہ سبز عمامہ کے مقابلہ میں سیاہ کی احادیث و روایات اس قدر بہ کثرت ہیں اور صحابہؓ و تابعینؒ، وائمہ مجتہدینؒ کا اس قدر بکثرت سیاہ عمامہ باندھنا ثابت ہے کہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ سفید عمامہ کے بعد سیاہ عمامہ حضور ﷺ، صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ مجتہدینؒ و اولیاء کرامؒ کو زیادہ محبوب تھا۔ یہاں تک کہ سیاہ عمامہ کا استعمال اہل اسلام کی علامت بن گیا۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب شرح شرعۃ الاسلام ج ا ص ۳۸۶ میں ہے:

واعلم انه يستحب ان يلبس المصبوغ احياناً خلافا للمجوس لانهم يلبسونه اى المصبوغ دائما لا احيانا۔

"معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کے لئے رنگ دار کپڑا کبھی کبھی پہننا مستحب ہے ہمیشہ نہیں۔ مجوسیوں کے برعکس کیونکہ مجوسی رنگ دار کپڑا ہمیشہ استعمال کرتے ہیں نہ کہ کبھی کبھی۔"

لہٰذا اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ کے لئے سبز یا کسی اور رنگ کی پگڑی اپنے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مخصوص کرنا مجوس کا طریقہ ہے لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ وہ کسی بھی رنگ کو استعمال کرے جائز ہے مگر کسی رنگ کو اپنے ہمیشہ کے لئے مخصوص نہ کرے کیونکہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے بلکہ حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ عمامہ اور دیگر لباس سفید پہنے اور کبھی کبھی مختلف قسم کے رنگدار بھی استعمال کرے جیسے حضور ﷺ کرتے تھے کہ اکثر سفید اور کبھی سیاہ اور کبھی زعفرانی اور کبھی پیلا بھی استعمال کرتے۔

الحمدللہ ہم نے عمامہ سے متعلق سیر حاصل بحث کر دی ہے۔ امید ہے کہ دعوت اسلامی والے بھائی اور خصوصاً محترم محمد الیاس قادری صاحب اس کو غور سے ملاحظہ فرما کر سبز پگڑی والی علامت کو چھوڑ کر سفید عمامہ کو ہی استعمال کریں گے جو حضور ﷺ کی سنت بھی ہے اور آپ کا فرمان بھی کہ "سفید لباس پہنو کیونکہ وہ تمہارے لباس میں سب سے بہتر ہے۔"

بدعات کی مذمت آنحضرت ﷺ کی زبان مبارکہ سے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

۱...... جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات (بدعت) نکالی جو اس میں نہیں وہ مردود ہے۔ (بخاری ۲/۱۰۹۲، مسلم ۲/۷۷)

۲...... سب سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب (یعنی قرآن) ہے اور سب سے بہتر راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے اور سب سے بدترین چیز وہ ہے جو (دین میں) نئی نکالی گئی ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مسلم ۱/۲۸۵)

۳...... نئی نئی باتوں سے احتراز کرنا اور (دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (ترمذی ۲/۹۲)

۴...... میری اُمت میں کئی قومیں پیدا ہوں گی جن میں خواہشات (یعنی عقائد و اعمال میں بدعات) اس طرح سرایت کر جائیں گے جس طرح باؤلے کتے کا زہر آدمی میں سرایت کر جاتا ہے کہ کوئی رگ اور کوئی جوڑ اس سے باقی نہیں رہتا۔ (مشکوٰۃ ۳۰)

۵...... جب کوئی قوم دین میں نئی بات (بدعت) نکالتی ہے تو اس کے مثل ایک سنت اٹھالی جاتی ہے لہٰذا سنت کو مضبوط پکڑنا نئی بات نکالنے (یعنی بدعت) سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ ۳۱)

۶...... اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ (مجمع الزوائد ۱/۱۸۹)۔

۷...... جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی تو اس نے اسلام کو گرانے پر اس کی مدد و اعانت کی۔ (مشکوٰۃ ۳۱)

۸...... اہل بدعت کے سوا ہر اُمتی کے لئے میری شفاعت ہوگی۔ (اعتصام ۱۲۰)

۹...... اللہ تعالیٰ نے بدعتی کے عمل قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بدعت کو ترک نہ کر دے۔ (ابن ماجہ ۶)

۱۰......اللہ تعالیٰ نہ کسی بدعتی کا روزہ قبول کرتا ہے اور نہ نماز نہ صدقہ قبول کرتا ہے، نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ ہی کوئی فرض عبادت قبول کرتا ہے نہ نفل۔ بدعتی اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔ (ابن ماجہ ٦)

تلك عشرة كاملة......

الداعی الحق

حافظ مؤمن خان عثمانی

فاضل جامعہ نصرة العلوم گوجرانوالہ..... وفاق المدارس العربیہ پاکستان

خطیب مرکزی جامع مسجد فاروق اعظم کنڈھائی اوگی ضلع مانسہرہ

(تفصیل کے لئے احقر کی کتاب بدعت اور بدعتی کا مطالعہ کیجئے)

ادارہ تحقیقاتِ اہلِ سنّت

لاہور